درسِ نظامی کی مشہور کتاب "سراجی" کی نہایت آسان شرح

درسِ سراجی

طاہر

تالیف

مولانا مفتی محمد یوسف صاحب تاؤلی

استاذ دار العلوم دیوبند

مکتبہ قاسمیہ ، ۱۷۔ اردو بازار ○ لاہور فون ۷۲۳۲۵۳۶

درسِ نظامی کی مشہور کتاب "سراجی" کی نہایت آسان شرح

درسِ سراجی

تالیف

مولانا مفتی محمد یوسف صاحب تاؤلی
استاذ دار العلوم دیوبند

مکتبہ قاسمیہ ۱۷۔ اردو بازار ○ لاہور فون ۷۲۳۲۵۳۶

ارشادِ عالی

مطلعِ انوار رحمانی منبعِ اسرارِ صمدانی زبدۂ زماں عمدۂ دوراں فقیہ الامت جناب حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی دامت برکاتہم

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

علم فرائض بہت اہم ہے یہاں تک کہ اس کو نصف العلم قرار دیا گیا ہے۔ استعداد یں ناقص ہونے کی وجہ سے جہاں دیگر علوم کے سمجھنے میں کوتاہی ہے علم فرائض کے سمجھنے میں زیادہ کوتاہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مولانا محمد یوسف صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند کو کہ انہوں نے بہت آسان اور عام فہم اردو میں سراجی کو حل فرمادیا ہے۔ خدائے پاک انکی محنت کو قبول فرمائے اور طلبہ کو اس سے بیش از بیش نفع فرمائے

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ

۲۴/۱۱/۱۴۰۸ھ

چھتہ مسجد دیوبند۔

باسمہٖ تعالیٰ

حامداً ومصلیاً ومسلماً

علم فرائض کی اہمیت اربابِ علم پر مخفی نہیں ہے اور اس باب میں درجۂ تحقق و تخلق ہر دو اعتبار سے جن کیفیات کا ترتب ہے وہ اظہر من الشمس ہیں بفضل ایزدی متعدد مرتبہ سراجی پڑھانے کا اتفاق ہوا امسال بھی اتفاق ہوا۔ طلبہ کو سمجھانے اور پڑھانے نیز لکھانے میں بہت سیدھے سادھے الفاظ کا انتخاب کیا گیا چونکہ سراجی کا سبق سننے پر مواظبت سے کام لیتا تھا تو مجھے اندازہ ہوا کہ شاید پوری جماعت میں کوئی ایسا طالب علم نہیں ہے جو سراجی نہ سمجھا ہو تو خواہش ہوئی کہ اسی سیدھے سادھے مجموعہ کو شائع کر دیا جائے تاکہ طلبہ کو سراجی سمجھنے میں جو دشواریاں حائل ہوتی ہیں ان کا ازالہ ہو جائے اور چونکہ حساب کا جاننا بھی اس فن کا جزء لاینفک ہے۔ اسلئے اس کو بھی بہت سہل طریقہ پر سمجھایا گیا ہے جس سے حساب ان شاء اللہ سہولت کے ساتھ سمجھ میں آجائیگا۔ اللہ تعالیٰ ان احباب وتلامذہ کو جزائے خیر عطا فرمائے جنکی مساعی جمیلہ کا اس مجموعہ کے درجۂ ظہور سے تعلق ہے۔

وللہ الحمد فی البدایۃ والنہایۃ۔ وصلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

حررہٗ العبد محمد یوسف تاؤلوی

۶ ۶ / ۱۴۰۸ھ

مبادی کتاب مع تعریف ترکہ

پہلا سبق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیزانِ گرانقدر ۔ اَوّلاً یہ بات جان لینی چاہیئے کہ یہ کتاب جو آپ کے سامنے ہے یہ علم فرائض میں ہے ۔ اب اس پر چھ سوال پیدا ہوتے ہیں ۔ (۱) اس کا مصنف کون ہے (۲) اس کی تعریف کیا ؟ (۳) موضوع کیا ہے ؟ (۴) غرض کیا ہے ؟ (۵) وجہ تسمیہ ؟ (۶) اسکا مقام اور شرعی حکم ؟ اب لف ونشر مرتب کے طریقہ پر انکے جوابات ملاحظہ ہوں ۔

جوابِ سوال اوّل (۱) :- اسکے مصنف ابوطاہر سراج الدین محمد ابن عبد الرشید سجاوندیؒ ہیں کنانی لتسہیل۔ جوابِ سوال دوم (۲) :- الفرائض ھی علم یعرف به کیفیة قسمة الترکة علی مستحقیھا ۔ بالفاظ دیگر، علمٌ باصولٍ من فقهٍ وحسابٍ یعرف به حق الورثة من الترکة ۔ بالفاظ دیگر علمٌ بقواعد جزئیاتٍ تعرف بها کیفیة صرف الترکة الی الوارث بعد معرفته ۔ بالفاظ دیگر، فرائض ایسے قواعد وجزئیات کا علم ہے کہ جسکے جاننے سے میت کے شرعی ورثار اور انکے درمیان شرعی اصول سے تقسیم ترکہ کا طریقہ معلوم ہو جائے جوابِ سوال سوم (۳) :- اس کا موضوع میت کا ترکہ اور اسکے مستحقین ہیں ۔ بالفاظ دیگر ترکہ مع متعلقین بالفاظ دیگر، ترکہ اور وارث ۔ جوابِ سوال چہارم (۴) :- مستحقینؑ ترکہ اور اُن کے شرعی حقوق کا علم ۔ بالفاظ دیگر، حق والوں کا حق پہچاننا ۔ جوابِ سوال پنجم (۵) :- فرائض فریضۃ کی جمع ہے جسکے معنیٰ تقدیر وتقرر کے ہیں چونکہ اس علم میں وارثوں کے جو حصے بیان کئے گئے ہیں وہ اللہ کی جانب سے مقرر کردہ ہیں اس لئے اس علم کو علمِ فرائض کہا جاتا ہے ۔ جوابِ سوال ششم (۶) :- قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ

۱؎ ویستحق الارث باحدیٰ خصال ثلث بالنسب وهو القرابة والسبب وهو الزوجیة والولاء وهو علی ضربین ولاء عتاقة وولاء موالاة عالمگیری ص۴۴۷ ج۶ ۱۲ محمد یوسف ۔ ۲؎ کذا فی الجوهرة ص۴۸۰ ج۲ والفتاویٰ العالمگیری ص۴۴۷ ج۶ ۱۲ محمد یوسف ۔ ۳؎ شامی ص۴۸۳ ج۵ زیلعی ص۲۲۹ ج۶ سکب الانهر ص۷۴۲ ج۲ ۱۲ محمد یوسف ۔

علیہ وسلّم تعلّموا الفرائض وعلّموہ الناس فانّہ نصف العلم وانہ یُنسیٰ وھو اوّل ما ینزع من امّتی اخرجہ البیھقی والحاکم عن ابی ھریرۃ رضؓ کذا فی الدّر المنثور للسّیوطی ص۱۲۶ ج۲ وذکر السیوطی من روایتھما بلفظ تعلّموا الفرائض وعلّموہ الناس، فی الجامع الصّغیر ص۱۳۱ تعلّموا العلم وعلّموہ الناس تعلّموا الفرائض وعلّموہ الناس فانّی امرأٌ مقبوض والعلم سیُقبض ویظھر الفتن حتّی یختلف اثنانِ فی فریضۃ لایجدانِ احداً یفصل بھا کذا فی الدر المنثور ص۱۲۶ ج۲۔ ان تمام روایات سے اسکا مقام ومرتبہ معلوم ہوگیا۔ حکم اس کا یہ ہے کہ اسکا سیکھنا فرض کفایہ ہے[۱] اسکے بعد ترکہ کی تعریف جان لینی چاہیئے۔ الترکۃ فی اللّغۃ ما یترکہ الشخص ویبقیہ۔ وفی الاصطلاح الترکۃ ما ترک الانسان صافیاً خالیاً عن حق الغیر۔ یعنی ترکہ میت کا چھوڑا ہوا وہ مال ہے جسکے ساتھ کسی انسان کا حق وابستہ نہ ہو[۲]۔ مثلاً میت کا وہ مال جو میّت کے دین میں رہن ہو یا وہ مبیع کہ جسکا ثمن اب تک ادا نہ کیا گیا ہو اور مشتری قبل قبض مبیع مرگیا ہو تو چونکہ اس مال سے دائن یا بائع کا حق متعلق ہے اسلئے یہ مال ترکہ میں شمار نہ ہوگا۔ ان تمام تفصیلات کے بعد مصنف رحؒ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم الحمد للہ ربّ العٰلمین حمد الشاکرین والصّلوۃ علیٰ خیر البریّۃ محمّدٍ وآلہ الطیّبین الطاهرین قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تعلّموا الفرائض وعلّموھا الناس فانّھا نصف العلم۔ ترجمہ:۔ شروع کرتا ہوں میں اس اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے۔ تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے شاکرین کی حمد کے مثل اور رحمت کاملہ نازل ہو مخلوق میں سے سب سے بہتر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک اوصاف آل پر، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فرائض کو سیکھو اور اس کو لوگوں کو سکھاؤ اسلئے کہ یہ نصف علم ہے۔

تشریح:۔ بسم اللہ اور حمد اور شکر مع ان کے متعلقات کے تفسیر بیضاوی وغیرہ میں

---

[۱] اعتباراً للمقید علی المطلق وانہ اشرف العلوم وقد جاءت النصوص بہ وبالحث علی تعلیمہ وتعلّمہ کذا فی الزیلعی ص۲۲۹ ج۶، وعن عمر بن الخطاب رضؓ قال تعلّموا الفرائض فانھا من دینکم کذا فی الدر المنثور ص۱۲۷ ج۲ وکذا فی الدارمی ص۳۳۱ ج۲، [۲] الخالیۃ عن تعلق حق الغیر بعینھا کالرھن والعبد الجانی والمشتری قبل القبض فانّ صاحبہ یقدم علی التجھیز کما فی حال حیاتہ۔ مجمع الانہر ص۲۶۷ ج۲ ۱۲ محمد یوسف۔

آپ کے سامنے آچکے ہیں، یہ روایت بایں الفاظ فقہاء بیان کرتے ہیں محدثین کے یہاں یہ الفاظ نہیں ملتے، اس کو نصف علم قرار دینا یا تو تقسیم علم کے اعتبار سے ہے یا باعتبار ثواب کے ہے یا اس کی اہمیت کو ارشاد فرمانا ہے۔ مجمع الانہر اور ملتقی الابحر وغیرہ میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترکہ سے متعلق حقوقِ اربعہ — دوسرا سبق

عزیزانِ گرانقدر آج کے سبق میں یہ بات بتانی ہے کہ میت کے ترکہ کے ساتھ کتنے حقوق متعلق ہوتے ہیں تو وہ ترتیب وار چار حقوق ہیں (١) تجہیز و تکفین (٢) ادائے دین من جمیع ما بقی (٣) نفاذ وصیت فی ثلث المال (٤) ما بقی کی وارثین کے درمیان تقسیم مذکورہ حقوق اربعہ کی دلیل حصر یہ ہے کہ حقوق متعلقہ میں میت کا بھی حصہ ہے یا نہیں اول تجہیز ہے ثانی کی پھر دو قسمیں ہیں وہ حق موت سے پہلے ثابت ہوا ہے یا موت کے بعد اول دین ہے اور ثانی کے اندر پھر دو صورتیں ہیں اس حق کا اثبات منجانب میت ہے یا نہیں اگر اول ہو تو وصیت ہے اور ثانی تقسیم ترکہ ہے۔ اس کے بعد حقوق اربعہ کی کچھ تفصیل ترتیب وار ملاحظہ فرمائیں۔

تفصیلِ حق اول[1]:۔ مرنے کے بعد سب سے پہلے میت کے ترکہ میں جو حق متعلق ہوگا وہ تجہیز و تکفین ہے بشرطیکہ وہ مال شرعی ترکہ ہو جس کی تعریف ہم کل کے سبق میں عرض کر چکے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر مالِ میت کے ساتھ غیر کا حق وابستہ ہو یعنی عین ترکہ کے ساتھ تو وہ ترکہ ہی نہیں لہٰذا اگر کسی کا حق عین ترکہ کے ساتھ متعلق ہوگا تو اس حق کی ادائیگی تکفین وغیرہ پر مقدم ہے۔ کیونکہ اس مال کے ترکہ ہونے سے پہلے ہی غیر کا حق اس کے ساتھ وابستہ ہو چکا ہے۔ پھر میت کی تکفین میں اسراف اور

---

[1] وانہ لا یخلو اما ان یکون الکل دیون الصحۃ او دیون المرض فالکل سواء لا یقدم البعض علی البعض وان کان البعض دین الصحۃ والبعض دین المرض یقدم دین الصحۃ اذا کان دین المرض ثبت باقرار المریض واما ما ثبت بالبینۃ او بالمعاینۃ فہو دین الصحۃ سواء کذا فی المحیط عالمگیری ص ۴۲۰ ج ۶

محمد یوسف ۱۲

کمی سے احتراز کیا جائے خواہ وہ کمی بیشی عدد ثیاب کے اعتبار سے ہو یا قیمت کے اعتبار سے ہو، کفنِ سنت اور کفنِ ضرورت کا تفصیلی بیان آپ نے ہدایہ وغیرہ میں پڑھ رکھا ہے اسکے اعادہ کی یہاں ضرورت محسوس نہیں کرتا ہوں، اگر میت کے پاس مال نہ ہو تو اسکا کفن اس شخص پر واجب ہوگا جس پر میت کا نفقہ واجب ہوتا اگر وہ زندہ ہوتا۔ اور عورت کا کفن شوہر پر واجب ہوگا اور یہ امام ابو یوسفؒ کا قول ہے اور فتاویٰ قاضیخان میں ہے کہ ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ ہے[۱]۔ تجہیز کے تحت میں میت کے مرنے سے قبر تک کی تمام ضروریات داخل ہیں۔ التجھیز ھو جمیعُ ما یحتاج الیہ المیتُ حتی القبر۔

تفصیل حق دوم[۲]:- تجہیز وتکفین سے فراغت کے بعد اگر میت کے ذمہ قرض ہو تو اس کو ادا کیا جائے[۳] اگرچہ ادائے قرض میں سارا مال ختم ہو جائے اس کی پرواہ نہیں کی جائے گی۔

سوال، کفن کو قرض کی ادائیگی پر مقدم کیوں کیا گیا ہے؟

جواب، اس کی زندگی کی حالت پر قیاس کرتے ہوئے اگر وہ زندہ ہوتا تو اسکے بدن کے کپڑے بیچ کر دَین کی ادائیگی واجب نہیں تھی ایسے ہی مرنے کے بعد اسکے لباس کی ضرورت کو ادائے دَین پر مقدم رکھا گیا ہے[۴]۔

تفصیل حق سوم[۳]:- اگر ادائے دَین کے بعد کچھ مال بچ جائے اور اس نے کوئی وصیت کی ہو تو مابقی کے ثلث میں اس کی وصیت[۵] نافذ کر دی جائے گی۔ راز اسمیں یہ ہے کہ ہر آدمی اپنی زندگی میں اپنے مال میں مختار ہوتا ہے لیکن جب وہ مرض الموت کے اندر مبتلا ہو جاتا ہے تو اس کی حالت موجودہ کے پیش نظر اس مال کے ساتھ ورثا کا حق وابستہ کر دیا گیا ہے اور چونکہ صاحبِ مال ابھی ابھی زندہ ہے تو اس کو اپنے مال کے

---

[۱] وعلیٰ قول ابی یوسف یجب الکفن علی الزوج وان ترکت مالا وعلیہ الفتویٰ خانیہ علی الھندیہ ص۱۸۹ ج۱ وفی سکب الانھر ص۲۰۴ ج۲ [۲] المراد من الدیون التی لھا مطالب من جھۃ العباد سکب الانھر ص۴۰۴ ج۲ ۱۲ محمد یوسف غفرلہ [۳] فحاصلہ انہ معتبر بحال حیاتہ لان المرء یقدم نفسہ فی حال حیاتہ مما یحتاج الیہ من النفقۃ والکسوۃ والسکنیٰ علی اصحاب الدیون ما لم یتعلق حق الغیر بعین مالہ فکذا بعد وفاتہ البحر ج۸ ص۴۸۹ ۱۲ محمد یوسف [۴] ھی تملیک مضاف الی ما بعد الموت وھی اربعۃ اقسام فتدبر ۱۲

اندر تصرف سے بالکل محروم بھی نہیں کیا گیا ان دونوں حالتوں کی رعایت کرتے ہوئے اسکی وصیت کے نفاذ کا محل ثلث مال کو قرار دیا گیا ہے۔ یہاں ایک بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ جواز وصیت کی کچھ شرطیں ہیں[۱]۔ (۱) موصیٰ بہ مباح ہو (۲) موصی تبرع کا اہل ہو۔ (۳) وصیت کے بعد موصی کی طرف سے کسی طرح کا رجوع ثابت نہ ہو (۴) بوقت وصیت موصیٰ لہ زندہ ہو (۵) موصیٰ لہ قاتل اور وارثِ موصی نہ ہو (۶) موصیٰ بہ قابل تملیک ہو۔

تفصیل حق چہارم[۴]:۔ اگر اسکے بعد بھی کچھ مال باقی ہو تو اس کو میت کے ان وارثین میں تقسیم کر دیا جائے جنکا وارث ہونا قرآن یا حدیث یا اجماع سے ثابت ہے۔ یہ بطریق مانعۃ الخلو ہے نہ کہ بطریق مانعۃ الجمع اور چونکہ اکثر وارثین وہی ہیں جنکا وارث ہونا کتاب اللہ سے ثابت ہے اسلئے فرائض کی وجہ تسمیہ کے متعلق جو ہم نے کل عرض کیا تھا اس پر کوئی اشکال وارد نہ ہوگا۔ باپ، بیٹا، ماں، بہن، زوج، زوجہ وغیرہ کا وارث ہونا قرآن سے ثابت ہے اور جدات کا سدس[۲] حدیث سے ثابت ہے اور جد اور پوتے اور پوتی کا وارث ہونا اجماع[۳] سے ثابت ہے۔ اسکے بعد کتاب ملاحظہ ہو۔

قال علمائنا رحمهم الله تعالیٰ تتعلق بتركة الميت حقوق اربعة مرتبة الاول يبدأ بتكفينه وتجهيزه من غير تبذير ولا تقتير ثم تقضى ديونه من جميع ما بقي من ماله ثم تنفذ وصاياه من ثلث ما بقي بعد الدين ثم يقسم الباقي بين ورثته بالكتاب والسنة واجماع الامة - ترجمہ:- ہمارے علماء (احناف) نے فرمایا ہے کہ میت کے ترکہ کیساتھ ترتیب وار چار حقوق متعلق ہوتے ہیں پہلے ابتدا کیجائیگی اسکی تجہیز و تکفین سے بغیر زیادتی اور کمی کے پھر اسکے تمام باقی مال سے اسکے قرضے ادا کئے جائیں گے پھر ادائے قرض کے بعد مابقی کے ثلث میں اسکی وصیتیں نافذ کی جائیں گی پھر باقی کو میت کے ان وارثین کے درمیان تقسیم کر دیا جائیگا جنکا وارث ہونا کتاب اللہ اور حدیث اور اجماع سے ثابت ہے،، شاید مذکورہ تفصیلات کے بعد مزید تشریح و تفصیل کی حاجت نہ رہی ہوگی۔

---

[۱] وتفاصیلہ فی الشامی فی کتاب الوصایا مفصلاً فلیطالع ثم ۱۲ محمد یوسف [۲] مشکوٰۃ ص۲۶۳ محمد یوسف ۱۲ [۳] وتفصیلہ فی الشامی ص۴۸۵ ۱۲ محمد یوسف۔

تیسرا سبق اصنافِ عشرہ

عزیزانِ گرامی! ہم نے کل ترکۂ میت کے ساتھ وابستہ ہونے والا چوتھا حق آپ کو تقسیم بین الوارثین بتلایا تھا آج اُسی حق رابع کا تفصیلی بیان عرض کرنا ہے. وہ افراد جن کو حقوقِ ثلاثہ مذکورہ سے بچا ہوا ترکۂ میت ملے گا وہ ترتیب وار دس قسموں پر منقسم ہیں جن کو میں ترتیب وار عرض کرتا ہوں تاکہ یاد کرنے میں سہولت ہو (۱) اصحاب الفرائض (۲) عصبات النسبیہ (۳) عصبۂ سببی (۴) عصبۂ سببی کے عصبات اوّلاً نسبی ثانیاً سببی (۵) نسبی ذوی الفروض پر انکے حصوں کے بقدر ردّ (۶) ذوی الارحام (۷) مولی الموالات۔ (۸) مقرلہ بالنسب علی الغیر۔ (۹) موصیٰ لہٗ بجمیع المال (۱۰) بیت المال فتلک عشرۃ کاملۃ:- اب ہم تفصیل بعد الاجمال اور توضیح بعد الابہام کے طریقہ پر ان اقسام عشرہ پر کچھ تفصیلی مرتب گفتگو کریں گے۔

تفصیل صنف اوّل، سب سے پہلے اصحاب الفرائض کو انکے مقررہ سہام کے بقدر میراث دی جائے گی، اصحاب الفرائض یا ذوی الفروض وہ حضرات کہلاتے ہیں کہ جنکے کتاب اللہ میں یا حدیث میں یا اجماع امت میں مقررہ حصے ہیں وارثین میں سب سے مقدم یہی ذوی الفروض ہوتے ہیں انکے بعد اگر کچھ مال بچ جائے تو وہ دوسرے لوگوں کو ملے گا اور نہ بچے تو دوسرے لوگوں کو کچھ نہیں ملے گا۔ مقررہ حصے چھ ہیں۔ (۱) نصف (۲) ربع (۳) ثمن (۴) ثلثان (۵) ثلث (۶) سدس (وسیأتی تفصیلہ) اور اصحاب الفرائض کل بارہ[۲] ہیں جسمیں سے دس نسبی رشتہ دار ہیں اور دو سببی یعنی زوجین اور اول دس میں سے تین مرد اور سات عورتیں ہیں" تین مرد یہ ہیں۔ (۱) باپ (۲) دادا (۳) اخیافی بھائی۔ سات عورتیں یہ ہیں (۱) بیٹی (۲) پوتی (۳) حقیقی بہن (۴) علاتی بہن (۵) اخیافی بہن (۶) ماں (۷) جدہ۔

سوال:- ذوی الفروض کو سب سے مقدم کیوں کیا گیا ہے؟۔

---

[۱] محمول علی التغلیب او المجاز فتدبر ۱۲ محمد یوسف۔

[۲] لا ارث لہا بل فیئاً للمسلمین والتفصیل فی مجمع الانہر ص ۲۲ ج ۲ ۱۲ محمد یوسف عفی لہ ۱۲

جواب :- اگر ان کو مقدم نہ کیا جائے تو ذوی الفروض کے حرمان کا باعث ہوتا کما لا یخفی اسلئے ذوی الفروض کو مقدم کیا گیا - نیز حدیث میں ہے الحقوا الفرائض باهلها اخرجه البخاری ومسلم والترمذی واحمد کذا ذکرہ السیوطی فی الجامع الصغیر ص۶۲ -

تفصیل صنف ثانی[۲] :- اگر ذوی الفروض سے کچھ مال بچ جائے تو اس کو عصبات نسبی کے درمیان تقسیم کیا جائے گا عصبات وہ لوگ کہلاتے ہیں جو تنہا ہونیکی صورت میں پورا مال لے لیں اور اگر دیگر ورثاء کے ساتھ ہوں تو انکے حصوں سے بچے ہوئے کو لے لیں پھر ان عصبات کی دو قسمیں ہیں - نسبی اور سببی اول وہ ہیں جو میت کے ساتھ نسب کا رشتہ رکھتے ہوں، جیسے باپ دادا وغیرہ عصبات کا تفصیلی باب مستقلاً آپ کے سامنے عنقریب آنیوالا ہے - عصبات نسبی کو انکے قوی ہونے کی وجہ سے عصبہ سببی پر مقدم کیا گیا ہے - جیسا کہ نسبی ذوی الفروض سببی ذوی الفروض سے اقوی ہیں اسی لئے زوجین پر رد نہیں ہوتا - جب یہ تفصیلات ذہن نشین ہو گئی تو یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ عصبہ ہر وہ شخص ہے جو ذوی الفروض سے باقی ماندہ مال لے لے اور اگر کوئی دوسرا وارث نہ ہو تو پورے مال کا مستحق ہو جائے نیز یہ بھی واضح رہے کہ یہ عصبہ بنفسہ کی تعریف ہے ورنہ عصبہ بغیرہ اور مع غیرہ کا یہ حکم نہیں کہ وہ پورے مال کو لے سکے (وسیاتی تفصیلهٗ) -

تفصیل صنف ثالث[۳] ورابع :- اگر عصبات نسبی کسی کے نہ ہوں تو عصبہ سببی کو مابقی مال بربنائے عصوبت ملے گا - عصبہ سببی معتق میت کو کہتے ہیں مثلاً میت کسی وقت غلام تھا اسکے آقا نے اس کو آزاد کر دیا تو اگر یہ آزاد شدہ مر جائے اور مستحقین بالا میں سے کوئی مستحق ترکہ موجود نہ ہو تو اسکا آزاد کرنیوالا اسکے ترکہ کا مستحق ہوگا اور اگر آزاد کرنیوالا خود موجود نہ ہو بلکہ اسکے عصبات نسبی ہوں تو ان کو وہ ترکہ ملے گا اور اگر معتق کے نسبی عصبات بھی نہ ہوں تو پھر معتق کے عصبات سببی کو ترکہ ملے گا لیکن یہ واضح رہے کہ ان آخر کی دونوں صورتوں میں صرف مرد ہی ترکہ کے حقدار ہوں گے عورتوں کو یہاں حصہ نہیں ملے گا یعنی اگر معتق کے نسبی یا سببی عصبات میں کچھ عورتیں بھی ہوں تو وہ میراث کی حقدار نہ ہوں گی - (وسیاتی تفصیلهٗ) قال الشامی فلو ترک العتیقُ ابنَ سیدہٖ وبنتہٖ فالارثُ للابن فقط ولو ترک بنتَ سیدہٖ[۵]

---

[۱] مشکوٰۃ ص۲۶۳ ۱۲ محمد یوسف - [۵] وسیاتی تفصیلهٗ ۱۲ منہ

واختہ نلاحق لھافیہ ۔ رد المحتار ص۴۸۶ ج۴ ۔

تفصیل صنف خامس (۵) :۔ اگر ذوی الفروض کو انکے مقررہ حصوں کے بقدر ترکہ میں سے دیکر مال بچتا ہو اور میت کے عصبات نسبی اور سببی میں سے کوئی موجود نہ ہو تو پھر مابقی مال کو بھی ذوی الفروض ہی کو دیدیا جائے گا اسی کو اصطلاح میں رد کہتے ہیں اسمیں دو باتیں قابل لحاظ ہیں (۱) ذوی الفروض پر رد انکے سہام کے تناسب سے ہوگا جسکا تفصیلی طریقہ باب الرد میں انشاءاللہ عنقریب آرہا ہے (۲) یہ رد صرف نسبی ذوی الفروض پر ہوگا سببی پر نہیں لہذا زوجین پر رد نہیں ہوگا (فتأمل) ۔

تفصیل صنف سادس (۶) :۔ اگر مذکورہ بالا مستحقین میں سے کوئی موجود نہ ہو تو پھر میراث ذوی الارحام کو ملے گی اور اصحاب الفرائض میں اگر فقط زوجین میں سے کوئی ہے تو اسکا حصہ دیکر جو مال بچے گا وہ ذوی الارحام کو بشرط انتفاء عصبات مل جائیگا ۔

سوال :۔ ذوی الارحام کون لوگ کہلاتے ہیں ؟ ۔

جواب :۔ ذوی الفروض اور عصبات کے علاوہ بقیہ رشتہ دار ذوی الارحام کہلاتے ہیں جیسے ۔ نواسا ، نواسی ، بھتیجی ، بھانجہ ، بھانجی ، پھوپھی ، خالہ ، ماموں ، وغیرہ ،

سوال :۔ ذوی الارحام کا درجہ ذوی الفروض پر رد کے بعد کیوں رکھا گیا ہے ؟ ۔

جواب :۔ اسلئے کہ نسبی ذوی الفروض میت سے زیادہ قرابت رکھتے ہیں یا درجۂ اعلیٰ رکھتے ہیں یہ دونوں باتیں بطریق مانعۃ الخلو ہیں ۔

تفصیل حق سابع (۷) :۔ اگر مذکورہ بالا حضرات میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو پھر مولی الموالاۃ کو اس کی میراث ملے گی اور مولی الموالاۃ اس شخص کو کہتے ہیں جسکے ساتھ میت نے عقد موالاۃ کیا ہو مثلاً میت کوئی مجہول النسب شخص تھا اس نے کسی شخص سے یہ معاہدہ کیا کہ تم میرے مولیٰ ہو میرے مرنے کے بعد میرے مال کے تم حقدار ہو اور اگر مجھ سے کوئی ایسی جنایت سرزد ہو جائے جس سے دیت واجب ہو جائے تو تم اسکی

لہ وذووالارحام کل قریب لیس بذی سہم ولا عصبۃ وھم کالعصبات من انفرد منہم اخذ جمیع المال کذا فی الاختیار شرح المختار عالمگیری ص۴۵۵ ج۶ ۱۲ محمد یوسف

لہ وبسطہ الکاسانی فی البدائع ص۱۷۰ ج۴ ۱۲ محمد یوسف ۔

دیت دینا تو اس معاہدہ کے پختہ ہونیکے بعد اگر یہ شخص مجہول النسب مرجائے اور مستحقین مذکورہ میں سے کوئی مستحقِ ترکہ موجود نہ ہو تو اسی مولی الموالات کو اسکا ترکہ ملے گا، نیز اگر زوجین میں سے کوئی ہو تو اس کا حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ مال بھی بشرطِ انتفائے مستحقاً اسی مولی الموالات کو ملیگا

تفصیل صنف ثامن (۸) :۔ اگر مذکورہ مستحقین میں سے کوئی موجود نہ ہو تو پھر مقرلہ بالنسب اسکا مستحق ہوگا اور مقرلہ بالنسب علی الغیر اس شخص کو کہتے ہیں جسکے بارے میں میت نے ایسے رشتہ کا اقرار کیا ہو جو خالص اسکے اقرار سے بغیر تصدیقِ غیر کے ثابت نہ ہو سکے اسلئے کہ یہ اقرار اجنبی شخص کو دوسرے کے نسب میں داخل کرنے کو مستلزم ہے مثلاً میت نے زید کے بارے میں کہا کہ یہ میرا بھائی یا چچا ہے تو چونکہ میت زید کو اپنے باپ یا دادا کے نسب میں داخل کرنا چاہتا ہے اور یہ محض اسکے اقرار سے ہو نہیں سکتا۔ البتہ انسان اپنے اقرار میں خود ماخوذ ہوتا ہے اسلئے اگر میت بعد اقرار تا حیات اسی اقرار پر برقرار رہا ہو اور مذکورہ مستحقین میں سے کوئی موجود نہ ہو تو سارا مال اسی مقرلہ بالنسب کو مل جائیگا۔ یہاں چند امور قابل لحاظ ہیں (۱) اگر وہ غیر اس مقر کی تصدیق کر دے تو پھر اسکا نسب اس غیر سے ثابت ہو جائے گا اور یہ صنفِ ثامن سے نکل کر اپنے درجہ کے مطابق سابقہ اصناف میں داخل ہو جائے گا (۲) اگر کسی نے کسی کے بارے میں اقرار کیا ہو کہ یہ میرا بیٹا ہے تو چونکہ یہاں غیر کا واسطہ نہیں تو مُقِر سے مُقرلہٗ کا نسب ثابت ہو جائے گا۔ (الا ان یمنع مانع) (۳) میت نے جس نسب کا اقرار کیا ہے وہ اقرار شرعاً معتبر ہو ورنہ شرعاً غیر معتبر اقرار سے میراث نہیں دی جائے گی مثلاً کسی نے اپنے باپ کے ہم عمر شخص کے متعلق اقرار کیا کہ یہ میرا بھائی ہے تو یہ شرعاً غیر معتبر ہے (۴) مُقِر تا وفات اپنے اس اقرار پر برقرار رہا ہو ورنہ ایسے مُقرلہٗ کو کچھ نہیں ملے گا۔

تفصیل صنفِ تاسع (۹) :۔ اگر مذکورہ مستحقین میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو موصی لہٗ بجمیع المال ترکہ کا مستحق ہوگا یعنی میت نے کسی کے واسطے کل مال کی وصیت کی تھی مگر اصولِ مذکورہ کے مطابق ثلث میں اسکا اجراء کیا گیا اور دو ثلث وارثین کے لئے روک لئے گئے مگر بعد از تحقیق معلوم ہوا کہ اور کوئی وارث اس کا موجود نہیں تو پھر مابقی دو ثلث بھی اسی

لہ وتفصیلہٗ مع شرائطہٖ فی الشامی ج۵ ص۴۸۲ ۱۲ محمد یوسف ،

شخص یعنی موصی لہ بجمیع المال کو دیدیئے جائیں گے۔

سوال :۔ مقرلہ کو موصی لہ بجمیع المال پر کیوں مقدم کیا؟

جواب :۔ اول کو چونکہ کسی قدر قرابت اور رشتہ کا تعلق ہے کذا فی الشامی ص۴۸۸ ج۵۔

تفصیل صنفِ عاشر (۱۰) :۔ اگر مذکورہ حضرات میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو پھر اس کا ترکہ بیت المال یعنی اسلامی خزانہ میں جمع کر دیا جائیگا جس سے مریضوں کا علاج لقیط کا نان نفقہ اور جنایت کی دیت نادار لوگوں کی تجہیز و تکفین وغیرہ اعمال کئے جائیں گے۔ لیکن اگر مذکورہ بالا مستحقین میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو بقولِ متاخرینِ احناف شرعی بیت المال کے مفقود ہونے کی وجہ سے زوجین میں سے موجود ہو اس کو بطریق رد دیدیا جائیگا بشرطیکہ اس باقی ماندہ کے لئے مستحقین مذکورہ میں سے کوئی موجود نہ ہوں، مجمع الانہر اور سکب الانہر ص۷۴۷ ج۲ پر اس کو بہت سلیس انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ جب یہ تمام تفصیلات ذہن نشین ہو گئی ہیں تو اب عبارت دیکھئے۔

فیبدأ باصحاب الفرائض وهم الذين لهم سهام مقدرة فی کتاب الله تعالیٰ ثم بالعصبات من جهة النسب والعصبة كل من ياخذ ما ابقته اصحاب الفرائض وعند الانفراد يحرز جميع المال ثم بالعصبة من جهة السبب وهو مولى العتاقة ثم عصبته على الترتيب ثم الرد على ذوی الفروض النسبية بقدر حقوقهم ثم ذوی الارحام ثم مولى الموالات ثم المقر له بالنسب على الغير بحيث لم يثبت نسبه باقراره من ذلك الغير اذا مات المقر على اقراره ثم الموصى له بجميع المال ثم بيت المال۔

ترجمہ :۔ لہذا ابتدا کی جائے گی (تقسیم کی) اصحاب فرائض سے اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے کتاب اللہ میں مقررہ حصے ہیں اسکے بعد تقسیم شروع کی جائیگی ان عصبات سے جو نسب کے اعتبار سے ہوں اور عصبہ ہر وہ شخص ہے جو اس مال کو لے لے جسکو اصحاب فرائض نے چھوڑ دیا (اگر وہ موجود ہوں) اور تنہا ہونیکے وقت (یعنی اگر ذوی الفروض نہ ہوں) سارے مال کو لے لے اسکے بعد ابتدا کی جائے گی اس عصبہ سے جو کسی سبب کی وجہ سے ہو اور وہ مولی عتاقہ ہے پھر مولی العتاقہ کے عصبہ ترتیب وار پھر ذوی الفروض نسبیہ پر ان کے حصوں کے بقدر رد پھر ذوی الارحام (کو میراث ملے گی) پھر مولی الموالات کو پھر (میراث اس شخص کو ملے گی) جس کیلئے غیر پر نسب کا اقرار کیا گیا ہو اس حیثیت کے ساتھ

---

(۱) ال للجنس فیستوی فیه الواحد والجمع وجمعه للازواج وتفصیله فی الشامی ص۴۸۶ ج۵ ۱۲ محمد یوسف

کہ اس کا نسب اس غیر سے مقر کے اقرار سے ثابت نہ ہو سکے جب کہ اقرار کرنیوالا اپنے اقرار پر مرجائے پھر اس شخص کو میراث دی جائے گی جس کے لئے پورے مال کی وصیت کی گئی ہو پھر بیت المال کو۔

گذشتہ تفصیلات کے بعد عبارت حل کرنے میں کسی اور مزید بات کی ضرورت نہیں رہی۔

چوتھا سبق موانع ارث

عزیزانِ گرانقدر! آج کے سبق میں ان چیزوں کو بیان کرنا ہے جو میراث سے محروم کردیتی ہیں یعنی میراث کا سبب موجود ہونے کے باوجود میراث سے روکدیتی ہیں اور یہ مانع ایسا سبب ہے کہ وارث کے اندر موجود ہے اور اگر سبب اور کے اندر موجود ہو تو اس کو حجب کہتے ہیں[۱] خیر تو مانع ارث چار چیزیں ہیں (۱) رقیت (۲) قتل (۳) اختلاف دین (۴) اختلاف دار۔ اب انکی کچھ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

تفصیل مانع[۱] اول:- غلامی میراث سے روکدیتی ہے خواہ ناقص ہو یا کامل لہٰذا غلام کامل ہو یا مکاتب ہو مدبر یا ام ولد ہوان کو میراث نہیں ملے گی خواہ کوئی بھی رشتہ دار ان کا مرجائے کیونکہ غلام جیسا بھی ہو میراث پانے کی صلاحیت نہیں رکھتا اسلئے کہ اسکے اندر مالکیت کی صفت موجود نہیں[۲] ہے۔

تفصیل مانع[۲] ثانی:- قتل کی چار قسمیں ہیں[۳] (۱) قتل عمد اور یہ وہ قتل ہے جسمیں قصداً ایسے ہتھیار سے کسی کو قتل کیا جائے جو قتل کرنیوالا ہو جیسے تلوار، یا تیز پتھر، ریوالور بندوق، توپ وغیرہ اس کا حکم یہ ہے کہ اسمیں دیت اور کفارہ لازم نہیں آتا بلکہ گناہ اور قصاص لازم آتا ہے۔ (۲) قتل شبہ عمد، یہ وہ قتل ہے جسمیں قاتل کسی معصوم الدم شخص کو قصداً ایسی چیز سے قتل کرے جس سے عموماً موت واقع نہ ہوتی ہو جیسے کوڑا یا معمولی سی لکڑی اسمیں قصاص لازم نہیں البتہ دیت اور کفارہ اور گناہ لازم آتا ہے (۳) قتل خطاء یہ وہ قتل ہے جسمیں بغیر قصد وارادہ کے قتل واقع ہوجائے جیسے گولی ماررہا تھا ہرن کو اتفاق

---

[۱] وتفصیلہ فی الشامی ص ۴۸۵ ج ۵ ۱۲ محمد یوسف غفرلہ [۲] المملوکیۃ تنافی المالکیۃ ھدایہ ص ۲۹۰ ج ۲۳ ۱۲ محمد یوسف [۳] مجمع الانہر ص ۶۱۲ ج ۲ پر اس کو بسط سے بیان کیا گیا ہے ۱۲ محمد یوسف۔

سے لگ گئی کالو کو اسمیں دیت اور کفارہ لازم آتا ہے گناہ اور قصاص لازم نہیں آتا۔ (۴) قتل سبب، جیسے راستہ میں کنواں کھود دیا اور کوئی اسمیں گر کر مر گیا تو اس میں دیت واجب ہوتی ہے قصاص اور کفارہ واجب نہیں۔ جب قتل کے یہ اقسام اربعہ معلوم ہو گئے تو اب یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ قتل مانع عن الارث ہے مگر مطلقاً نہیں بلکہ وہ قتل جسمیں بطریق مانعۃ الخلو قصاص یا کفارہ واجب ہوتا ہو اور اگر ان دونوں میں سے کچھ بھی واجب نہ ہو بلکہ دیت واجب ہوتی ہو تو وہ قتل مانع عن الارث نہیں ہے تو جو اقسام میں نے عرض کی ہیں انمیں سے آخر الذکر کے اندر چونکہ نہ قصاص واجب ہے اور نہ کفارہ لہذا یہ قتل مانع ارث نہیں ہے اور پہلے والے تینوں قتل کہ انمیں یا تو قصاص واجب ہے یا کفارہ لہذا یہ اقسام ثلاثہ مانع ارث ہیں۔

تفصیل مانع ثالث (۳): اگر وارث و مورث مختلف دین پر ہوں مثلاً ایک مسلمان اور دوسرا کافر ہو تو ان میں کوئی بھی دوسرے کا وارث نہ ہوگا۔ مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہ ہوگا نیز مرتد کسی کا وارث نہیں ہوگا کیونکہ ارتداد نے اس کو مطلقا اہلیتِ ارث سے خارج کر دیا البتہ مسلمان مرتد کا وارث ہوگا۔ المسلم یرث المرتد کما فی الھدایۃ صفحہ ۲/۲

تفصیل مانع رابع (۴): اگر مورث و وارث میں سے ایک دار الاسلام کا رہنے والا اور دوسرا دار الحرب کا رہنے والا ہو تو وہ آپس میں ایکدوسرے کے وارث نہ ہوں گے نیز یہ بھی واضح رہے کہ اختلاف دارین صرف غیر مسلموں کے لئے مانع ارث ہے مسلمانوں کے لئے نہیں ایک مسلمان اپنے مورثِ مسلم کا وارث ہوگا اگرچہ وہ دو مختلف ملکوں کے باشندے ہوں جب یہ معلوم ہو گیا کہ اختلافِ دارین فقط کفار کے حق میں مانع ہے تو یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ اختلاف کبھی حقیقی ہوتا ہے اور کبھی حکمی اول کی مثال جیسے ایک حربی اور دوسرا ذمی کہ ان دونوں کا دار حقیقۃً مختلف ہے کیونکہ ایک دار الحرب میں ہے اور دوسرا دار الاسلام میں ہے۔ اور اسی طرح دو حربی جو مختلف دو ملکوں کے رہنے والے ہوں انکے دار کا اختلاف بھی حقیقی ہے کما لا یخفی اور ثانی کی مثال جیسے ذمی اور مستامن کہ اگرچہ حقیقۃً اب وہ دونوں

لہ وکلہا ای ماذکر من انواع القتل کالعمد شبہہ والخطاء توجب حرمان الارث الاھذا ای الا القتل بسبب فانہ لایوجب حرمان الارث کما لایوجب الکفارۃ مجمع الانہر صفحہ ۲/۶۱۸ ۱۲ محمد یوسف تاؤلوی عفی عنہ والرابع اختلاف الدارین فیما بین الکفار عندنا خلافا للشافعی قال الشامی اختلاف الدارین لایوثر فی حق المسلمین رد المحتار صفحہ ۵/۶۷۹ ۱۲ محمد یوسف

دارالاسلام میں ہیں مگر حکماً اب بھی اختلاف دار ہے کیونکہ ذمی تو یہیں کا باشندہ ہے اور مستامن کو واپس جانا ہوگا۔ اشتباہِ وارث و مورث بھی مانع ارث ہے مگر مصنفؒ نے اس سے تعرض نہیں کیا ۔ فتدبروا ۔

اسکے بعد عبارت ملاحظہ ہو ۔

فصلٌ فی الموانع :۔ المانع من الارث اربعة الرّق وافرا كان او ناقصاً والقتل الذي يتعلق به وجوبُ القصاص او الكفارةُ واختلاف الدينين واختلاف الدارين اما حقيقةً كالحربي والذمي او حكماً كالمستامن والذمي او الحربيين من دارين مختلفين والدار انما تختلف باختلاف المنعة والملك لانقطاع العصمة فيما بينهم ۔

ترجمہ :۔ یہ فصل موانع کے بیان میں ہے ، مانعِ ارث چار چیزیں ہیں ۔ غلامی کامل ہو یا ناقص اور وہ قتل جسکی وجہ سے قصاص یا کفارہ کا وجوب متعلق ہو جائے اور اختلافِ دین اور اختلافِ دارین خواہ حقیقی ہو۔ جیسے حربی اور ذمی یا حکماً ہو جیسے مستامن اور ذمی یا دو حربی جو مختلف ملکوں کے باشندے ہوں اور سلطنت بدل جاتی ہے لشکر اور بادشاہ کے مختلف ہونے سے ان کے درمیان عصمت کے منقطع ہو جانیکی وجہ سے ۔

تشریح :۔ مانع اور حجب کے درمیان فرق کی جانب ہم اشارہ کر چکے ہیں اور باب الحجب میں اور مزید گفتگو آئے گی ۔

قولہٗ الرّقُ اقول قال السيد فی التعريفات صـ۱۱ الرق فی اللغة الضعف ومنه رقة القلب وفی عرف الفقهاء عبارة عن عجز حكمی شرع فی الاصل جزاءً عن الكفر اما انه عجز فلانه لا يملك ما يملكه الحرّ من الشهادة والقضاء وغيرهما واما انه حكمی فلان العبد قد يكون اقوىٰ فی الاعمال من الحرّ حسًّا ۔ قولهٗ القتل اقول هو فعل يحصل به زهوق الروح قوله القصاص اقول هو ان يفعل بالفاعل مثل ما فعل قوله الدينين اقول تغليباً کہا گیا ہے ورنہ غیر اسلام پر دین کی تعریف صادق نہیں آتی لان الدين هو وضع الٰهی يدعوا اصحاب العقول الى قبول ما هو عند الرسول صلی اللہ علیہ وسلم جب دو ملکوں کے لشکر اور بادشاہ الگ الگ ہوں اور وہ آپس میں برسرپیکار رہتے ہوں تو اس کو اختلافِ دارین شمار کیا جائے گا ورنہ اگر دو ملکوں میں آپس میں صلح و معاہدہ ہو جیسے آج کل ہندوستان اور روس لہٰذا روس میں کوئی کافر مر جائے تو

:۔ نه فی الشامی نكات غريبة فی الموانع فليطالع شمہ ۱۲ محمد یوسف ۔

ہندوستان کا باشندہ اس کا وارث ہوگا اور اس کی میراث پائے گا۔ اور مسلمان بہرحال دوسرے مسلمان کا وارث ہوگا اگرچہ اختلاف دار ہو[۲]۔ کما بیناہ مصنف نے اوالحربیین من دارین مختلفین کو جو حکماً کے بعد بیان فرمایا ہے یہ محل تامل ہے کیونکہ ان کا اختلاف اختلاف حقیقی ہے تو مصنف کو یہ عبارت حکماً سے پہلے بیان کرنی چاہیے تھی۔ فیہ ما فیہ فتامل۔

مسئلہ کی تفصیل ماقبل میں عرض کی جاچکی ہے۔

پانچواں سبق فروضِ مقدّرہ اور ان کے مستحقین

عزیزان گرانقدر آج کے سبق میں یہ بیان کرنا ہے کہ فروض مقدرہ کتنے ہیں اور پھر اسکو بیان کیا جائے گا کہ ان فروض کے حقدار اور مستحق کون لوگ ہیں مگر آج کے سبق میں تمام مستحقین کے احوال مذکور نہ ہوں گے بلکہ صرف چار مردوں کے احوال ہی مذکور ہوں گے اور عورتوں کا بیان آگے آرہا ہے تو مردوں میں باپ دادا اخیافی بھائی اور شوہر ہی کا ذکر آج کرنا ہے تو فروضِ مقدرہ کے متعلق ہم ماقبل میں سبق نمبر (۳) میں بیان کرچکے ہیں یعنی فروضِ مقدرہ چھ ہیں۔ نصف۔ ربع۔ ثمن۔ ثلثان۔ ثلث۔ سدس ان چھ میں آپس میں تضعیف و تنصیف کا تعلق ہے جیسے نصف یہ ربع کا دوگنا ہے اور ربع ثمن کا دوگنا ہے نیز ثمن ربع کا آدھا ہے۔ اور ربع نصف کا آدھا ہے ایسے ہی ثلثان ثلث کا دوگنا ہے اور ثلث سدس کا دوگنا ہے ایسے ہی سدس ثلث کا آدھا ہے اور ثلث ثلثان کا آدھا ہے ان فروضِ مقدرہ ستہ کے مابین اسی کنکشن کو تضعیف و تنصیف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اور اسی سبق نمبر ۳ میں ہم عرض کرچکے ہیں کہ اصحاب الفرائض کل بارہ[۱۲] ہیں چار مرد اور آٹھ عورتیں۔ مرد یہ ہیں باپ دادا اخیافی بھائی شوہر اور آٹھ عورتیں یہ ہیں۔ بیوی

---

[۱] قال الشامی ص ۴۹۶ واما اذا کان بینهما تناصر تعاون علی اعدائهما کانت الدار واحدة والوراثة ثابتة ۱۲ محمد یوسف

[۲] ولکن هذا الحکم فی حق اهل الکفر لا فی حق المسلمین حتی لو مات مسلم فی دار الحرب ورثه ابنه الذی فی دار الاسلام۔ فتاوی هندیه ص ۴۵۴ ج ۶ ۱۲ محمد یوسف غفرلہ

بیٹی[۱] پوتی[۲] حقیقی[۳] بہن[۴] علاتی بہن[۵] اخیافی بہن[۶] ماں[۷] جدۂ صحیحہ[۸]۔ جب یہ مسئلہ ذہن نشین ہوگیا تو ایک گُر اور ذہن نشین کر لیجئے اگرچہ مصنفؒ نے اور شراح نے اس سے بحث نہیں کی ہے مگر بغرض افادہ عرض ہے کہ فروض مقدرہ میں سے کونسا حصہ کس کا ہے تو ہم عرض کریں گے کہ نصف[۱] اسکے مستحق یہ ہیں شوہر بیٹی پوتی[۲] حقیقی بہن[۴] علاتی بہن[۵]۔ رُبع[۲] اسکے مستحق زوج یا زوجہ ،، احوال کے مختلف ہونے سے مذکورین کے احکام بدل جائیں گے۔ ثمن[۳] یہ صرف زوجہ کو ملے گا۔ ثلثان[۴] یہ ان لوگوں کو ملتا ہے کہ تنہا ہونے کی صورت میں جن کا حق نصف تھا اب ایک سے زائد ہونے کی صورت میں ان کو دو ثلث ۲/۳ ملے گا۔ اس اصول سے شوہر مستثنیٰ ہے کیونکہ اس کا حق بھی نصف آتا ہے اس کے باوجود وہ ثلثان کا مستحق نہیں ہے[۱] تو مستحقانِ ثلثان صرف چار افراد ہیں (۱) بیٹی (۲) پوتی (۳) حقیقی بہن۔ (۴) علاتی بہن۔ ثلث[۵] یہ ماں اور اولادِ اُم کو ملتا ہے۔ سدس[۶] یہ ماں نانی دادی باپ دادا اولادام پوتی علاتی بہن کو ملتا ہے۔ انکے احوال کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر آپ کے سامنے آتی رہے گی۔ جب یہ تفصیلات ذہن نشین ہوگئیں تو اب اسکی عبارت ملاحظہ ہو۔

بابُ معرفۃ الفروض ومستحقیھا۔ الفروض المقدرۃ فی کتٰب اللّٰہ تعالیٰ ستۃٌ النصف والربع والثمن والثلثان والثلث والسدس علی التضعیف والتنصیف واصحابُ ھٰذہ السھام اثناعشر نفرا اربعۃ من الرجال وھم الاب والجد الصحیح وھو اب الاب وان علا والاخ لام والزوج وثمان من النساءِ وھن الزوجۃ والبنت وبنت الابن وان سفُلت والاخت لابٍ وامٍّ والاخت لابٍ والاخت لامٍ والام والجدۃ الصّحیحۃ وھی التی لایدخل فی نسبتھا الی المیّتِ جدٌّ فاسدٌ۔

ترجمہ! یہ باب ہے مقررہ حصے اور ان کے مستحقین کو پہچاننے کا۔ جو حصے کتاب اللہ کے اندر مقرر ہیں وہ چھ ہیں۔ نصف (۱/۲) ربع (۱/۴) اور ثمن (۱/۸) او ثلثان (۲/۳) اور ثلث (۱/۳) اور سدس (۱/۶)۔ تضعیف و تنصیف کے طریقہ پر اور ان حصوں والے بارہ[۱۲] افراد ہیں چار مرد ہیں اور وہ یہ ہیں (۱) باپ (۲) اور جد صحیح اور وہ دادا ہے یا اس سے اوپر (یعنی پردادا وغیرہ) اور اخیافی بھائی اور شوہر۔ اور آٹھ عورتیں یہ ہیں

لہ کیونکہ تعدد مفقود ہے فتدبر ۱۲ محمد یوسف عفرلہ تاؤلوی۔

(۱) بیوی (۲) اور بیٹی (۳) اور پوتی اگرچہ اور نیچے ہو (یعنی پڑپوتی وغیرہ) (۴) اور حقیقی بہن (۵) اور علاتی بہن۔ (۶) اور اخیافی بہن (۷) اور ماں (۸) اور جدۂ صحیحہ۔ اور جدۂ صحیحہ وہ ہے کہ اسکی میت کی طرف نسبت کرنے میں جد فاسد داخل نہ ہو:۔

تنبیہ:۔ ماقبل کی تشریحات کے ہوتے ہوئے اور کسی تفصیل کی حاجت نہیں البتہ جد صحیح اور فاسد اسی طرح جدۂ صحیحہ اور فاسدہ کو سمجھ لینا چاہیئے۔ **جد صحیح**، اس جد کو کہتے ہیں کہ میت کے ساتھ اس کا رشتہ جوڑنے کے لئے ماں کا واسطہ درمیان میں نہ ہو جیسے دادا پردادا وغیرہ کہ اسمیں ماں کا واسطہ نہیں ہے۔ **جد فاسد** اسکے برعکس ہے جیسے نانا کہ اس کے ساتھ مرحوم نواسے کا رشتہ ماں کے واسطے سے ہے۔ **جدۂ صحیحہ** اس کو کہتے ہیں کہ اس کا میت کے ساتھ رشتہ جوڑنے میں نانا درمیان میں نہ آئے جیسے نانی اور دادی دونوں جدۂ صحیحہ ہیں اسلئے کہ نانی کے ساتھ مرحوم نواسے کا رشتہ جوڑنے میں نانا کا واسطہ نہیں بلکہ ماں کا واسطہ ہے اور دادی کے ساتھ رشتہ جوڑنے میں نانا کا واسطہ نہیں بلکہ باپ کا ہے۔ **جدۂ فاسدہ** اس کی ضد ہے جیسے نانا کی ماں کہ اس کا میت کے ساتھ رشتہ جوڑنے میں نانا کا واسطہ ہے۔

احوالِ اب

جب فروض مقدرہ کی معرفت آپ کو حاصل ہو گئی تو مستحقین کا بیان کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے باپ کے احوال بیان کئے جاتے ہیں باپ کے تین احوال ہیں (۱) فرض مطلق یعنی چھٹا حصہ۔ (۲) فرض و تعصیب (۳) تعصیب محض۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اگر مرنے والا مرا اور اسکا باپ اور بیٹا یا پوتا وغیرہ موجود ہے تو باپ کو صرف چھٹا حصہ ملے گا اسی لئے اس کو فرض مطلق سے تعبیر کیا گیا ہے چونکہ اس صورت میں وہ عصبہ نہیں بنے گا اسلئے کہ اس سے بڑا عصبہ بیٹا یا پوتا موجود ہے اور اگر باپ کے ساتھ مرنے والے کا بیٹا وغیرہ نہ ہو بلکہ بیٹی یا پوتی وغیرہ ہوں تو اس صورت میں باپ کو چھٹا اور بیٹی وغیرہ کو ان کا حصہ ملے گا اور اگر کچھ مال بچ جائے تو اس کو بھی عصبہ بنکر باپ ہی لے گا اسی کو فرض و تعصیب سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور اگر مذکورین میں سے کوئی نہ ہو یعنی مرنیوالے کی اولاد نہ ہو نہ ذکور اور نہ اناث تو اس صورت میں باپ کا حصہ مقرر نہیں ہے

ؕ تدبر فی تقدیم الاب ۱۲ محمد یوسف غفرلہ۔

بلکہ وہ خالص عصبہ ہے اگر کوئی اور وارث اولاد کے علاوہ اسکا ہو تو اسکا حصہ دینے کے بعد سب باپ کا ہوگا اور اگر کوئی وارث ہی نہ ہو تو سارے ترکہ کا مستحق باپ ہوگا۔ جب یہ تفصیل ذہن نشین ہوگئی تو اب اسکی عبارت ملاحظہ ہو۔

اما الاب فله احوال ثلث الفرض المطلق وهو السدس وذالك مع الابن او ابن الابن وان سفل والفرض والتعصيب معًا وذالك مع الابنة او ابنة الابن وان سفلت والتعصيب المحض وذالك عند عدم الولد و ولد الابن وان سفل ـ

ترجمہ :۔ بہرحال باپ تو اسکی تین حالتیں ہیں فرض مطلق اور وہ سُدس ہے اور یہ بیٹے یا پوتے کیساتھ ہے اگرچہ اور نیچے ہو (پڑپوتا وغیرہ ہو) اور ایک ہی ساتھ فرض و تعصیب اور یہ بیٹی یا پوتی کیساتھ ہے اگرچہ اور نیچے ہو (یعنی پڑپوتی) اور خالص تعصیب اور یہ اولاد اور بیٹے کی اولاد نہ ہونیکے وقت ہے اگرچہ اور نیچے ہو (یعنی پوتے کی اولاد بھی نہ ہو) باقی کسی مزید تشریح کی ضرورت نہیں رہی ۔

احوالِ جد

جو باپ کے احوال ہیں وہی دادا کے حالات ہیں البتہ چار مسائل میں دادا کا حکم مختلف ہے جن کو آئندہ متفرق مقامات پر بیان کیا جائے گا۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ باپ کے ہوتے ہوئے دادا محروم ہوگا کیونکہ واسطہ موجود ہے اور یہ اصول ہے کہ جب تک واسطہ موجود ہو اور اسکے اندر میراث پانے کی اہلیت ہو تو ذوالواسطہ کو میراث نہیں ملے گی جد صحیح کی تعریف عرض کر چکا ہوں۔ اب عبارت ملاحظہ ہو ۔

والجد الصحيح كالاب الا في اربع مسائل وسنذكرها في مواضعها ان شاء الله تعالى ويسقط الجد بالاب لان الاب اصل في قرابة الجد الى الميت والجد الصحيح هو الذي لا تدخل في نسبته الى الميت امٌّ ـ

ترجمہ :۔ اور دادا مثل باپ کے ہے مگر چار مسائل ہیں جن کو ہم ان کے مواقع پر ذکر کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ اور دادا باپ کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے اسلئے کہ باپ اصل (واسطہ) ہے دادا کی میت کے ساتھ قرابت جوڑنے میں اور جد صحیح وہ ہے کہ جسکی میت کے ساتھ نسبت کرنے میں ماں داخل نہ ہو ۔

اولادِ ام اخیافی بھائی بہنوں کے احوال :۔ اولادِ ام کی تین حالتیں ہیں (۱) سدس (۲) ثلث (۳) حرمان۔ تفصیل اس اجمال کی

ل الاولى ان ام الاب ترث معه وترث مع الجد ـ والثانية ان الميت اذا ترك الابوين واحد الزوجين فللام ثلث ما بقي بعد نصيب احد الزوجين ولو كان مكان الاب جد فللام ثلث جميع المال الا عند ابي يوسف فان لها ثلث الباقي ايضًا والثالثة ان بني الاعيان والعلات كلهم يسقطون مع الاب اجماعًا ولا يسقطون مع الجد الا عند ابي حنيفة رح والرابعة ان ابا المعتق مع ابنه يأخذ سدس الولاء عند ابي يوسف وليس للجد ذلك ـ قلتُ والفتوى في سقوط بني الاعيان والعلات مع الجد على قول ابي حنيفة رح كذا في العالمگيری ص۴۴۳ ج۶ ۱۲ محمد یوسف

ل وسيأتي تفصيله ۱۲ محمد یوسف

یہ ہے کہ جب مرنے والا مرے اور اسکی ایک اخیافی بہن یا ایک اخیافی بھائی ہو اور مرنیوالے کا کوئی لڑکا یا لڑکی موجود نہ ہو اور نہ پوتا پوتی وغیرہ ہوں۔ نیز نہ باپ ہو اور نہ دادا ہو تو اس بہن یا بھائی کو کل ترکہ کا سدس یعنی چھٹا حصہ ملے گا اور باقی حالت یہی ہو البتہ وہ ایک سے زائد ہوں تو ان کو کل ترکہ کا ثلث ملے گا اور اگر مذکورین میں سے کوئی ہو یعنی بیٹا، پوتا، بیٹی، پوتی وغیرہ یا باپ یا دادا تو اولادِ اُم میراث سے محروم ہونگی[1]۔ اسکے بعد عبارت ملاحظہ ہو۔

واما لاولاد الام فاحوال ثلث السدس للواحد والثلث للاثنین فصاعداً ذکورهم واناثهم فی القسمة والاستحقاق سواء۔ ویسقطون بالولد وولد الابن وان سفل وبالاب والجد بالاتفاق۔

ترجمہ:۔ اور بہرحال اولادِ ام کی تین حالتیں ہیں ایک کے لئے سدس اور دو یا اس سے زائد کے لئے ثلث ان میں سے مذکر و مؤنث بٹوارہ اور استحقاق میں برابر ہیں اور ساقط ہو جائیں گے اولاد اور بیٹے کی اولاد اگرچہ اور نیچے ہو اور باپ سے اور دادا کی وجہ سے بالاتفاق۔

احوالِ زوج

شوہر کی کل دو حالتیں ہیں (۱) نصف (۲) رُبع یعنی اگر بیوی مرجائے اور اسکی کوئی اولاد مذکر یا مؤنث موجود ہو تو شوہر کو بیوی کے کل مال میں سے رُبع ملے گا اور اگر نہ ہو یعنی بیوی کی اولاد نہ ہو تو شوہر کو بیوی کے کل ترکہ میں سے نصف مل جائے گا۔ جب یہ مسئلہ ذہن نشین ہو گیا تو عبارت ملاحظہ ہو۔

واما للزوج فحالتان النصف عند عدم الولد[2] وولد الابن وان سفل والربع مع الولد او ولد الابن وان سفل

ترجمہ:۔ اور بہرحال شوہر کی دو حالتیں ہیں اولاد اور بیٹے کی اولاد نہ ہو تو شوہر کو کل ترکہ کا نصف ملے گا اگرچہ اور نیچے ہو اور چوتھائی ملے گا بیٹے اور پوتے وغیرہ کے ساتھ اگرچہ اور نیچے ہو۔

---

[1] انهم یسقطون بالفرع الوارث وبالاب والجد شامی ج۵ ص۷۹۳ ۱۲ محمد یوسف

[2] الولد بفتحتین واحد وجمع ویطلق علی الابن والبنت کذا فی النبراس ص۴۵ وبنت المیت تحجب الاخوة والاخوات من الام وحدهم۔ ثم قال وکذا ابنت الابن لما ان ولد الابن ولد الخ زیلعی ج۶ ص۲۳۷ ۱۲ محمد یوسف۔

چھٹا سبق عورتوں کے احوال

عزیزانِ گرامی! کل کے سبق میں آپ کو یہ بتایا جا چکا ہے کہ مردوں میں سے چار اصحاب الفرائض ہیں اور عورتوں میں سے آٹھ ہیں اور کل ہی کے سبق میں احوالِ رجال آپ کے سامنے عرض کردیئے گئے تھے آج عورتوں کے احوال آپ کو بتائے جائیں گے سب سے پہلے بیوی کے احوال کا تذکرہ ہے۔

احوالِ زوجہ

بیوی کی صرف دو حالتیں ہیں (۱) رُبع (۲) ثمن اگر شوہر کی اولاد میں سے کوئی نہ ہو تو بیوی کو چوتھائی ¼ ملے گا اور اگر اولاد ہو تو آٹھواں یعنی پورے مال کا ⅛ ملے گا۔ اسکے بعد عبارت ملاحظہ ہو

فصلٌ فی النساء:- امّا للزّوجات فحالتان الرّبع للواحدۃ فصاعدۃً عند عدم الولد وولد الابن وان سفل والثمن مع الولد او ولد الابن وان سفل۔

ترجمہ:- یہ فصل عورتوں کے بیان میں ہے۔ بہرحال بیویوں کی بس دو حالتیں ہیں چوتھائی ملے گا ایک ہو یا زیادہ ہوں شوہر کی اولاد اور بیٹے کی اولاد نہ ہونے کے وقت میں اگرچہ اور نیچے ہو (یعنی پوتے وغیرہ کی اولاد) اور ثمن ملے گا اولاد یا بیٹے کی اولاد کے ساتھ اگرچہ اور نیچے ہو (یعنی پوتے وغیرہ کی اولاد ہو)

احوالِ بنت

بیٹی کی صرف تین حالتیں ہیں (۱) نصف (۲) ثلثان (۳) عصبہ بالغیر۔ نصف اس صورت میں ہے جب کہ بیٹی اکیلی ہو اور میت کا بیٹا موجود نہ ہو اور اگر میت کا بیٹا نہ ہو اور بیٹیاں ایک سے زیادہ ہوں تو ان کو ثلثان ⅔ ملے گا اور اگر بیٹی کے ساتھ میت کا بیٹا بھی ہو تو اب بیٹی عصبہ بالغیر ہو گی اور اس صورت میں اس کا کوئی حصہ مقرر نہیں ہے بلکہ للذکر مثل حظ الانثیین کے طریقہ پر ان کے درمیان ترکہ تقسیم ہو گا یعنی لڑکے کو جو ملے گا اس کا آدھا لڑکی کو ملے گا۔ اسکے بعد عبارت ملاحظہ فرمائیے

واما البناتِ الصّلبِ فاحوالٌ ثلث النّصف للواحدۃ والثلثان للاثنین فصاعدۃ ومع الابن للذکر مثل حظ الانثیین وھو یعصبھنّ[1]۔

---

[1] وسیأتی تفصیلہ ۱۲۔ محمد یوسف

ترجمہ:۔ اور بہرحال حقیقی بیٹیوں کے پس تین احوال ہیں ایک کیلئے نصف اور دو یا اس سے زائد کے لئے دو ثلث اور بیٹے کے ساتھ للذکر مثل حظ الانثیین (ایک لڑکے کو دو لڑکیوں کے حصہ کے بقدر) اور بیٹا ان کو عصبہ بنا دے گا۔

احوال بنات الابن

پوتیوں کے احوال۔

پوتیوں کے چھ احوال ہیں (۱) نصف (۲) ثلثان (۳) سدس (۴) محجوب بالبنات (۵) محجوب بالابن (۶) عصبہ بالغیر۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اگر میت کی صرف ایک پوتی ہو اور بیٹا بیٹی نیز پوتا موجود نہ ہو تو اس اکیلی پوتی کو پورے مال کا نصف[۱] ملے گا۔ اور اگر پوتی ایک سے زائد ہوں اور میت کا بیٹا بیٹی پوتا موجود نہ ہو تو پوتیوں کو سارے مال کا دو ثلث[۲] $\frac{2}{3}$ ملے گا، اور اگر میت کی ایک بیٹی موجود ہو اور بیٹا پوتا نہ ہو تو پوتی ایک ہو یا زیادہ ان کو پورے مال کا سدس[۳] $\frac{1}{6}$ ملے گا۔ اور راز اس میں یہ ہے کہ بنات کا حق ثلثان سے متجاوز نہیں ہوتا اور نصف بیٹی لے چکی ہے سدس پوتی کو ملتے ہی ثلثان کی تکمیل ہو جاتی ہے اس وجہ سے پوتی کا حق یہاں $\frac{1}{6}$ سے متجاوز نہ ہوگا ورنہ تو بنات کے حق کو دو ثلث سے بڑھانا لازم آئے گا۔ اور اگر میت کی دو بیٹیاں موجود ہیں تو چونکہ وہ دو ثلث لے چکی ہیں جو بیٹیوں کے حق کا منتہا ہے اس وجہ سے پوتی اس صورت میں محروم ہوگی اسی کو میں نے محجوب[۴] بالبنات سے تعبیر کر دیا ہے اگرچہ یہ اصطلاح میں نے نہیں دیکھی مگر تفہیماً للتلامذہ یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے اور اگر میت کا بیٹا موجود ہو تو بھی پوتیاں بالکل محروم ہوتی ہیں۔ اسی کو میں نے محجوب[۵] بالابن سے تعبیر کیا ہے (وفیہ مامر) اور اگر میت کا بیٹا تو موجود نہ ہو البتہ بیٹیاں ہیں ایک ہو یا زیادہ اور میت کا پوتا بھی موجود ہو تو اس وقت پوتی نہ اصحاب الفرائض میں سے ہوگی اور نہ محروم ہوگی بلکہ اپنے بھائی کے ساتھ مل کر عصبہ[۶] بن جائے گی اسی کو میں نے

---

[۱] بنات و اخوات کا ایک ہی حکم ہے قیل فی مجمع الانہر فی بیان الاخوات، لان حق الاخوات الثلثان وقد اخذت الواحدۃ۔ للابوین النصف فبقی منہ سدس فیعطی للاخوات لاب تکملۃ للثلثین مجمع الانہر ص ۵۲ ج ۲، ۱۲ محمد یوسف [۲] قلت اخذا من التبیین فانہ قال تحجب بنات الابن ببنتین صلبیتین الزیلعی ص ۲۳۰ ج ۶، ۱۲ محمد یوسف [۳] کذا فی الزیلعی ج ۶ ص ۲۳۲ ولد الابن یحجب بالابن ذکورھم و اناثھم فیہ سواء الخ ۱۲ محمد یوسف۔

عصبہ بالغیر سے تعبیر کیا ہے تو اس صورت میں بیٹیوں کے سہام ادا کرنیکے بعد باقی ماندہ مال کو پوتی اور پوتے کے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین کے طریقہ پر تقسیم کر دیا جائے گا۔ اسکے بعد عبارت ملاحظہ ہو۔

وبنات الابن کبنات الصلب ولھن احوال ست النصف للواحدۃ والثلثان للاثنتین فصاعدۃ عند عدم بنات الصلب ولھن السدس مع الواحدۃ الصلبیۃ تکملۃ للثلثین ولا یرثن مع الصلبیتین الا ان یکون بحذائھن او اسفل منھن غلام فیعصبھن والباقی بینھم للذکر مثل حظ الانثیین ویسقطن بالابن ۔

ترجمہ :- اور پوتیاں مثل بیٹیوں کے ہیں اور ان کے چھ حالات ہیں نصف (۱) ایک کے لئے۔ اور ثلثان (۲) دو یا اس سے زائد کے لئے حقیقی بیٹی کے نہ ہونیکے وقت اور ان کے لئے سدس (۳) ہے ایک حقیقی بیٹی کے ساتھ دو ثلث کو مکمل کر دینے کی وجہ سے اور وارث نہ ہوں گی یہ (۴) دو حقیقی بیٹیوں کے ساتھ مگر یہ کہ ان کے برابر میں یا ان کے نیچے کوئی لڑکا ہو تو وہ ان کو عصبہ بنا دے گا اور باقی ان کے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین کے طریقہ پر ہوگا اور ساقط ہو جاتی ہیں بیٹے کی وجہ سے اھ۔

شاید اب کسی مزید تشریح کی ضرورت نہ رہی ہوگی ۔

ساتواں سبق مسئلۂ تشبیب

عزیزان گرامی ! ہم نے کل کے سبق کے آخر میں پوتیوں کے احوال ستہ آپ کے سامنے ذکر کئے تھے تنشیطاً للاذھان آج مسئلۃ التشبیب آپ کے سامنے ذکر کیا جائے گا یہ تشبیب یا تو تشبیب الشاعر القصیدۃ سے ماخوذ ہے یا شبب النار سے ماخوذ ہے اور دونوں کام اہم ہیں اول میں ذہن کی تیزی اور تیاری ہے جیساکہ شعراء اسی مقصد کے پیش نظر اپنے قصائد کے شروع میں تشبیب سے کام لیتے ہوئے کبھی معشوقہ کے حسن وجمال کو کبھی شجاعت وبہادری کو اور کبھی لہو ولعب کو بیان کرتے ہیں پھر مقصد اصلی کی طرف رجوع کرتے ہیں تاکہ سامعین کا ذہن مستعد اور چوکس ہو جائے ایسے ہی یہ مسئلہ بھی طالبین کو چوکس بناتا ہے اسلئے اس کا نام مسئلۃ التشبیب رکھا گیا ہے نیز عرب کے دستور قدیم میں آگ روشن کرنا ایک بھاری کام تھا کیونکہ آگ روشن

لہ جیساکہ متنبی میں اسکا بارہا مشاہدہ کیا جا چکا ہے ۱۲ محمد یوسف ۔

کرنا اپنے ضمن میں امور شاقہ کو لئے ہوئے تھا اسی طرح یہ مسئلہ بھی اہم اور اَدق ہے اسلئے اس کو مذکورہ نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ تفصیل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ اقبال کے تین لڑکے ہیں۔ محمود[1] مسعود[2]، ہاشم[3]۔ اور یہ تینوں بیٹے اپنے باپ اقبال کی حیات میں انتقال کر جاتے ہیں اور تینوں لڑکے اپنی اولادِ اناث میں سے یکے بعد دیگرے لڑکیاں چھوڑ کر مرتے ہیں مثلاً محمود نے ایک بیٹی اور ایک پوتی اور ایک پڑپوتی چھوڑی۔ اور مسعود نے ایک پوتی اور ایک پڑپوتی اور ایک سکڑپوتی چھوڑی اور ہاشم نے ایک پڑپوتی اور ایک سکڑپوتی اور ایک لکڑپوتی چھوڑی۔ اب اقبال کا انتقال ہوتا ہے تو اقبال کا ترکہ ان مذکورہ نو پوتیوں کے درمیان کیسے تقسیم ہوگا

اس مسئلہ میں محمود مع اپنی اولاد کے فریق اوّل اور مسعود مع اپنی اولاد کے فریق ثانی اور ہاشم مع اپنی اولاد کے فریق ثالث کہلائے گا۔ خیر محمود کی بیٹی جو اقبال کی براہ راست پوتی ہے اس کو اقبال سے جو قرب ہے وہ بقیہ آٹھوں میں سے کسی کو نہیں ہے۔ کیونکہ اسکے درجہ میں کوئی اور پوتی موجود نہیں لہٰذا کل کے سبق میں عرض کردہ احوالِ ستہ میں سے حالت اُولیٰ کے مطابق اس کو نصف ملے گا اسکے بعد پڑپوتیوں کا نمبر ہے تو جب ہم نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ پڑپوتی اقبال کی دو ہیں ایک تو محمود کی پوتی ہے اور ایک مسعود کی پوتی ہے تو ان دونوں کو سدس ملے گا تو اب چونکہ ثلثان مکمل ہو چکا ہے۔ سکڑپوتی اور لکڑپوتی کو کچھ نہیں ملے گا۔ ہاں ایک صورت ہے جسکو کل ہم نے نمبر ۶ پر ذکر کیا تھا یعنی عصبہ بالغیر مطلب یہ ہے کہ اگر نیچے والیوں کے ساتھ جن کو ابھی ہم نے محروم بتایا ہے کوئی لڑکا بھی ہو تو یہ لڑکا انکو عصبہ بنائیگا اور محروم ہونے سے بچا لیگا مگر اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عصبہ کن کو بنائے گا تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو بناتُ الابن اسکے درجہ میں ہے ان کو اور جو اس سے اوپر ہیں (ذوی الفروض کے علاوہ) ان تمام کو عصبہ بنا دے گا اور جو اسکے درجہ سے نیچے کی ہیں ان تمام کو محروم بنا دیگا یہاں ایک اصول ذہن نشین رکھئے کہ لڑکا اپنے درجہ میں تو سب کو عصبہ بنا دے گا خواہ وہ ذوی السہام میں سے ہوں یا نہ ہوں اور اپنے درجہ سے اوپر صرف انہیں کو عصبہ بنائیگا جو ذوی السہام میں سے نہ ہوں اور جو پہلے سے ذوی الفروض میں سے ہیں انکے سہام میں کچھ تغیر اسکی وجہ سے نہ ہوگا نیز ان کے ساتھ لڑکے کے ہونے کی چند صورتیں ہیں (۱) ہر فریق کے ساتھ ایک ایک بھائی ہو تو اس صورت میں محمود کی بیٹی اور بیٹا ہی سب مال لے لیں گے جو انکے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین کے طریقے سے تقسیم ہو جائے گا اور بقیہ آٹھوں محروم ہوں گی مع اپنے بھائیوں کے (۲) محمود کی پوتی کے ساتھ بھائی ہو تو اس صورت میں محمود کی بیٹی کو نصف ملے گا اور محمود کی پوتی اور پوتے اور مسعود کی پوتی بقیہ

کے مستحق ہونگے جو ان کے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین کے طریقہ سے تقسیم کیا جائے گا اور بقیہ چھ محروم ہوں گی (لما مر) (٣) وہ لڑکا محمود کی پڑپوتی کے ساتھ ہو تو محمود کی بیٹی کو نصف ملے گا اور محمود کی پوتی اور مسعود کی پوتی کو سدس ملے گا اور بقیہ ثلث محمود کی پڑپوتی اور پڑپوتے اور مسعود کی پڑپوتی اور ہاشم کی پڑپوتی کے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین کے طریقہ پر تقسیم کیا جائے گا اور باقی تین محروم ہوں گی (٤) اگر وہ لڑکا مسعود کی پڑپوتی کے ساتھ ہو تو اس صورت میں محمود کی بیٹی کو نصف ملے گا اور محمود اور مسعود کی پوتی کو سدس ملے گا اور بقیہ محمود کی پڑپوتی اور مسعود کی پڑپوتی اور پڑپوتے اور ہاشم کی پڑپوتی کے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین کے طریقہ پر تقسیم ہوگا (٥) اگر وہ لڑکا ہاشم کی لکڑ پوتی کے ساتھ ہو تو بھی محمود کی بیٹی کو نصف ملے گا اور محمود اور مسعود کی پوتیوں کو سدس ملے گا اور بقیہ جتنی بھی ہیں مع اُس لڑکے کے جنکا مجموعہ مع لڑکے کے سات ہوتا ہے ان کے درمیان بقیہ کو للذکر مثل حظ الانثیین کے طریقہ پر تقسیم کیا جائے گا۔ جب یہ تمام تفصیلات ذہن نشین ہو گئی ہیں اب عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

ولو ترک ثلث بنات ابنٍ بعضهنّ اسفل من بعضٍ وثلث بنات ابن ابنٍ آخر بعضهنّ اسفل من بعضٍ وثلث بنات ابن ابن ابنٍ آخر بعضهنّ اسفل من بعضٍ۔ بهذه الصورة

اقبال

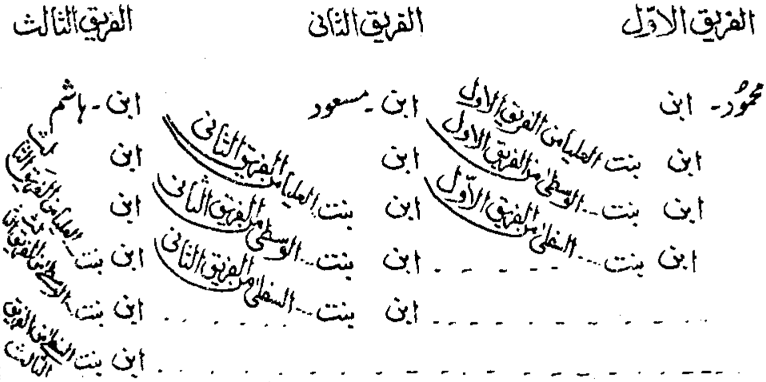

العلیا من الفریق الاول لا یوازیها احد والوسطی من الفریق الاول توازیها العلیا من الفریق الثانی والسفلی من الفریق الاول توازیها الوسطی من الفریق الثانی والعلیا من الفریق الثالث۔ والسفلی من الفریق الثانی توازیها الوسطی من الفریق

الثالث والسفلی من الفریق الثالث لا یوازیہا احد اذا عرفت ھذا فنقول للعلیا من الفریق الاول النصف وللوسطی من الفریق الاول مع من یوازیہا السدس تکملۃً للثلثین ولا شئ للسفلیات الا ان یکون معھن غلام فیعصّبھن من کانت بحذائہ ومن کانت فوقہ ممن لم تکن ذات سھم ویسقط من دونہ۔

ترجمہ:- اور اگر چھوڑا تین پوتیوں کو کہ ان میں سے بعض بعض سے نیچے ہوں۔ اور تین پڑپوتیوں کو کہ ان میں سے بعض بعض سے نیچے ہوں اور تین سکڑپوتیوں کو کہ ان میں سے بعض بعض سے نیچے ہوں۔ اس صورت پر۔ (کما مرّ صورتہ)

فریق اول کی علیا اس کا کوئی مقابل نہیں اور فریق اول کی وسطیٰ اسکے مقابل فریق ثانی کی علیا ہے۔ اور فریق اول کی سفلیٰ اسکے مقابل فریق ثانی کی وسطیٰ اور فریق ثالث کی علیا ہے۔ اور فریق ثانی کی سفلیٰ اسکے مقابل فریق ثالث کی وسطیٰ ہے۔ اور فریق ثالث کی وسطیٰ اسکے مقابل کوئی نہیں جب تو نے اسکو پہچان لیا تو ہم کہیں گے کہ فریق اول کی علیا کے لئے نصف ہے اور فریق اول کی وسطیٰ کے لئے مع اسکے جو اسکے مقابل ہے سدس ہے، دو تہائی کی تکمیل کے لئے اور سفلیات (نیچے والیاں) کے واسطے کچھ نہیں ہوگا۔ مگر یہ کہ اُن کے ساتھ کوئی لڑکا ہو تو وہ ان میں سے اُن کو عصبہ بنادے گا جو اسکے مقابل ہیں اور جو اس سے اوپر ہیں ان عورتوں میں سے کہ جن کا حصہ نہ ہو اور اپنے سے نیچے والیوں کو گرا دے گا۔ (یعنی محروم کر دے گا)

شاید اب مزید تشریح کی حاجت نہ ہوگی۔

حقیقی و علاتی آٹھواں سبق بہن کے احوال

عزیزان گرامی! پچھلے سبق سے عورتوں کے احوال کا ذکر چل رہا ہے جسمیں تین عورتوں کے حالات ذکر کئے گئے تھے اور کل کے سبق میں مسئلۃ التشبیب کا ذکر کیا گیا تھا۔ آج کے سبق میں حقیقی اور علاتی بہنوں کے حالات ذکر کئے جائیں گے۔ احوال اخوات لاب وام یعنی حقیقی بہنوں کے پانچ حالات ہیں۔ (۱) نصف (۲) ثلثان (۳) عصبہ بالغیر (۴) عصبہ مع الغیر (۵) محجوب۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب بہن اکیلی ہو اور میت کا حقیقی بھائی نیز باپ دادا اور بیٹا پوتا اور بیٹیاں نہ ہوں تو اسکو پورے مال کا نصف ملے گا۔ اور اگر بہنیں ایک سے زائد ہوں اور باقی عدمی شرطیں بدستور ہوں تو ان کو دو ثلث ملے گا۔ اور اگر ان کے ساتھ میت کا حقیقی بھائی بھی ہو تو پھر یہ عصبہ بالغیر بنجائیں گی

[illegible]

لہ قولہ:- فیعصّب یتعدیٰ الی مفعول بہٖ لیس مفعولاً لہ بل ھو بطریق الحذف والایصال ویؤیدہ ما قال السید ای یعصّب منھن من

اور دیگر وارثین کے حقوق سے بچا ہوا مال انکے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین کے طریقہ پر تقسیم کیا جائے گا مگر اسکے اندر بھی یہ شرط ہے کہ میت کا باپ دادا بیٹا پوتا وغیرہ موجود نہ ہوں اسی کو ہیں نے پہلے عدمی شرطوں سے تعبیر کیا ہے ۔ اور اگر میت کی ایک یا ایک سے زائد بیٹیاں موجود ہیں تو پھر حقیقی بہن عصبہ مع الغیر بنجائے گی جس کا مطلب یہ ہے کہ بیٹیوں کا حق دینے کے بعد جو کچھ مال بچے گا اس کو بہن لے گی مثلاً میت کی ایک بیٹی اور ایک بہن ہو تو نصف بیٹی کا اور نصف بہن کا ہوگا۔ اور اگر بیٹیاں دو ہوں تو ان کو دو ثلث اور بہنوں کو ما بقی ملے گا۔ اور اگر میت کا بیٹا یا پوتا یا باپ یا دادا موجود ہو تو بہنیں محروم ہونگی۔ اسکے بعد اب عبارت ملاحظہ ہو۔

واما للاخوات لاب وام ۔ فاحوال خمس النصف للواحدة والثلثان للاثنتين فصاعدة ومع الاخ لاب وام للذكر مثل حظ الانثيين يصرن به عصبة لاستوائهم فى القرابة الى الميت ولهن الباقى مع البنات اوبنات الابن لقوله عليه السلام اجعلوا الاخوات مع البنات عصبة "

ترجمہ :- اور حقیقی بہنوں کے پانچ حالات ہیں ایک کے لئے آدھا اور دو یا زیادہ کے لئے دو ثلث اور حقیقی بھائی کے ساتھ للذکر مثل حظ الانثیین بہنیں بھائی کی وجہ سے عصبہ بنجائیں گی میت کی جانب قرابت میں ان سب کے برابر ہونے کی وجہ سے اور بہنوں کے لئے باقی ہے بیٹیوں یا پوتیوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے کہ بہنوں کو بیٹیوں کے ساتھ عصبہ بنادو۔

شاید اب مزید تشریح کی حاجت نہ رہی ہو گی البتہ آپ کو شاید یہ شبہ ہو گا کہ بتایا تو یہ گیا ہے کہ حقیقی بہنوں کے پانچ حالات ہیں اور مصنف رح نے صرف چار ہی بیان کئے ہیں تو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ پانچویں حالت کو چھوڑ کر علاتی بہنوں کے احوال میں ذکر کی گئی ہے جو ابھی سامنے آجاتی ہے ۔

؎ جعله فى السراجية وغيرها حديثا قال فى سكب الانهر ولم اقف على من خرجه لكن اصله ثابت بخبر ابن مسعود رض وهو ما رواه البخارى وغيره فى بنت وبنت ابن واخت للبنت النصف ولبنت الابن السدس وما بقى فللاخت وجعله ابن الهاشم فى فصوله من قول الفرضيين وتبعه شراحها شامی ص۹۱۴ج۵ قلت ولم اجد هذا فى سكب الانهر بل فيه لقول الفرضيين اجعلوا الاخوات الخ سكب الانهر ص۷۵۴ ج۲ ۱۲ محمد یوسف ۔

احوالِ اَخوات لِاَبٍ - علاتی بہنوں کے احوال

علاتی بہنوں کی سات حالتیں ہیں (۱) نصف (۲) ثلثان (۳) سدس (۴) محجوب بالاناث (۵) عصبہ بالغیر (۶) عصبہ مع الغیر (۷) محجوب بالذکور۔ بطریق لف ونشر مرتب اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مرنیوالے کی ایک علاتی بہن موجود ہے اور کسی قسم کی میت کی اولاد نہ ہو نیز نہ حقیقی اور علاتی بھائی اور نہ باپ دادا ہوں اور حقیقی بہن بھی نہ ہو تو اس اکیلی علاتی بہن کو پورے مال کا نصف ملے گا۔ اور اگر علاتی بہنیں ایک سے زائد ہوں اور باقی شرطیں جوں کی توں برقرار ہوں۔ تو علاتی بہنوں کو دو ثلث ملے گا۔ اور اگر باقی شرطیں علی حالہ برقرار ہوں اور میت کی ایک حقیقی بہن بھی موجود ہو تو پھر علاتی بہن کو سدس ملے گا جس کا نکتہ وہی ہے جو گذر چکا یعنی ثلثین کی تکمیل ہو چکی جو بنات واخوات کے حق کا منتہا ہے یعنی بطریق فرض ان کا حصہ دو ثلث سے متجاوز نہیں ہو سکتا اور اگر میت کی دو حقیقی بہنیں موجود ہوں یا ایک ہی بہن ہے مگر وہ بیٹی یا پوتی کے ساتھ مل کر عصبہ بن گئی ہے تو اس صورت میں علاتی بہن محروم ہو گی ایک ہو یا زیادہ اسی کو میں نے محجوب بالاناث سے تعبیر کیا ہے اور اگر علاتی بہن کے ساتھ علاتی بھائی بھی ہو تو اس وقت علاتی بہن عصبہ بالغیر بنے گی۔ یعنی اپنے بھائی کے ساتھ مل کر عصبہ ہو جائے گی اور باقی ماندہ مال ان کے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین کے طریقہ پر تقسیم کر دیا جائے گا۔ اور اگر میت کا بیٹا پوتا وغیرہ نہ ہوں اور نہ باپ یا دادا موجود ہوں اور حقیقی بھائی بہن بھی نہ ہوں بلکہ صرف میت کی بیٹی یا پوتی ایک یا اس سے زائد ہوں تو اس صورت میں علاتی بہنوں کو عصبہ مع الغیر بنایا جائے گا اور بیٹی یا پوتی سے باقی ماندہ مال کو لے گی۔ اور اگر میت کا بیٹا یا پوتا وغیرہ یا باپ یا دادا یا حقیقی بھائی موجود ہو تو علاتی بہن محروم ہو گی۔ جب یہ تفصیل ذہن نشین ہو گئی تو اب عبارت ملاحظہ ہو۔

والاخوات لاب کالاخوات لاب وام ولهن احوال سبع النصف للواحدة والثلثان للاثنتين فصاعدة عند عدم الاخوات لاب وام ولهن السدس مع الاخت لاب وام تكملة للثلثين ولا يرثن مع الاختين لاب وام الا ان يكون معهن اخ لاب فيعصبهن والباقى بينهم للذكر مثل حظ الانثيين والسادسة ان يصرن عصبة مع البنات او بنات الابن لما ذكرنا وبنو الاعيان والعلات كلهم يسقطون بالابن وابن الابن وان سفل وبالاب بالاتفاق وبالجد عند ابى حنيفة ويسقط بنو العلات ايضا بالاخ لاب وام وبالاخت لاب وام اذا صارت عصبة۔

ترجمہ :۔ اور علاتی بہنیں مثل حقیقی بہنوں کے ہیں اور انکی سات حالتیں ہیں ایک کے لئے نصف ہے اور دو یا اس سے زائد کیلئے دو ثلث ہے حقیقی بہنوں کے نہ ہونے کیوقت اور ایک حقیقی بہن کے ساتھ ان کیلئے سدس ہے ثلثین کی تکمیل کی وجہ سے اور دو حقیقی بہنوں کے ساتھ یہ وارث نہ ہوں گی مگر یہ کہ ان کے ساتھ کوئی (میت کا) علاتی بھائی ہو تو وہ ان کو عصبہ بنادے گا اور باقی ان کے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین کے طریقہ پر ہے اور چھٹی حالت یہ ہے کہ بیٹیوں یا پوتیوں کے ساتھ عصبہ بنجاتی ہیں اس دلیل کی وجہ سے جو ہم ذکر کرچکے ہیں (یعنی حدیث مذکور) اور حقیقی بھائی بہن اور علاتی بھائی بہن سب ساقط ہو جاتے ہیں بیٹے اور پوتے کی وجہ سے اگرچہ اور نیچے ہو اور باپ کی وجہ سے بالاتفاق اور دادا کی وجہ سے ابو حنیفہ کے نزدیک (اور اسی پر فتویٰ ہے) اور نیز علاتی بھائی بہن حقیقی بھائی کی وجہ سے محروم ہوجاتے ہیں اور حقیقی بہن سے بھی جب کہ وہ عصبہ ہو گئی ہو

تشریح اس کی پہلے عرض کی جاچکی ہے ۔ البتہ یہ بات ذہن نشین کرلینی چاہیئے کہ اعیان عین کی جمع ہے جس کے معنیٰ ہیں عمدہ شئی اور حقیقی بھائی بہن سب سے عمدہ ہوتے ہیں اسلئے ان کو بنو الاعیان کہا جاتا ہے ۔

اور علّۃ کے معنیٰ ہیں شراب پر شراب پینا تو علاتی بہن بھائیوں کو اسلئے بنو العلات کہتے ہیں کہ ان کے باپ نے شراب محبت مکرر پی ہے کما لایخفیٰ اور اخیاف خیف کی جمع ہے جسکے معنیٰ ہیں آنکھوں کی رنگت کا ایک دوسرے سے مختلف ہونا تو چونکہ اخیافی بھائی بہنوں کا یہی حال ہے اسلئے بنو الاخیاف کہلاتے ہیں ۔

احوال ام — نواں سبق — وجدہ

عزیزان گرامی! آج کے سبق میں ماں اور جدہ کے احوال ذکر کئے جائیں گے ۔

احوال ام

ماں کی تین حالتیں ہیں (۱) ثلث کل (۲) ثلث ما بقی بعد فرض احد الزوجین (۳) سدس بطریق لف ونشر مرتب ۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب میت کی اولاد ذکور یا اناث نہ ہو اور نہ دو بھائی یا بہن ہوں، اور نہ باپ کے ساتھ زوجین میں سے کوئی ہو تو اس صورت میں ماں کو ثلث ⅓ ملے گا اور یہ پہلی حالت ہے ۔ اور اگر اولاد نہ ہو اور نہ دو بھائی بہن ہوں مگر زوجین میں سے کوئی باپ کے ساتھ ہو تو اس صورت میں زوجین کا حصہ دینے کے بعد جو کچھ بچے گا اسمیں سے ماں کو ثلث ملے گا جیسے یہ صورت $\frac{4}{\text{زوجہ ام اب}}$ تو اس صورت میں ربع بیوی کو دیا جائے گا پھر بچے تین ان میں سے ثلث یعنی ایک ماں کو ملے گا اور بقیہ دو عصبہ

ہونے کی وجہ سے باپ کو ملے گیں۔ دوسری صورت زوج۔ ام۔ اب مسئلہ ۶ اس صورت میں نصف یعنی تین شوہر کو ملے اور ما بقی کا ثلث ۱/۳ ماں کو ملے گا اور بقیہ دو باپ کو ملیں گے تو جہاں ماں کو ثلث الباقی ملتا ہے وہ فقط یہی دو صورتیں ہیں

اور اگر اولاد میت یا دو بھائی بہن کسی بھی جہت کے یا مختلف جہات کے موجود ہوں تو ماں کو سدس ۱/۶ ملے گا۔ یہ مصنف رح کے بیان کا حاصل ہے، اسی کو یوں بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے کہ ماں کی دو حالتیں ہیں (۱) ثلث (۲) سدس۔ سدس کا حال واضح ہے پھر ثلث کی دو قسمیں ہیں۔ ثلث الکل اور ثلث الباقی۔ ثلث الکل پہلی حالت ہے اور ثلث الباقی یہ دوسری حالت ہے نیز اسی کو یوں بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے کہ ماں کی تین حالتیں ہیں (۱) ثلث (۲) ربع (۳) سدس اگر میت کی اولاد اور دو بھائی بہن نہ ہوں تو ثلث ملے گا (کما مر) اور اگر اس پہلی حالت کی سب شروط عدمیہ موجود ہوں لیکن بیوی کے ساتھ باپ موجود ہو تو ماں کو ربع ملے گا جیسے زوجہ ام اب مسئلہ ۴ یہ وہی حالت ہے جس کو پہلے ثلث الباقی سے تعبیر کیا گیا تھا اور درحقیقت یہ ربع ۱/۴ ہے مگر تادباً ثلث سے تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ اور اگر اولاد ہو یا دو بھائی بہن موجود ہوں یا شوہر کے ساتھ باپ موجود ہو تو ان تمام صورتوں میں ماں کو سدس ملے گا جیسے زوج ام اب مسئلہ ۶ یہ نقشہ بھی دوسری حالت سے تعلق رکھتا ہے یعنی ثلث الباقی مگر درحقیقت یہ سدس ہے۔ تادباً اس کو ثلث سے تعبیر کر دیا گیا ہے[۲]۔ اسکے بعد عبارت ملاحظہ ہو۔

واما للام فاحوال ثلاث السدس مع الولد او ولد الابن وان سفل او مع الاثنين من الاخوة والاخوات فصاعدا من اي جهة كانا وثلث الكل عند عدم هؤلاء المذكورين وثلث ما بقي بعد فرض احد الزوجين وذلك في مسئلتين زوج وابوين. وزوجة وابوين ولو كان مكان الاب جد فللام ثلث جميع المال الا عند ابي يوسف رحمه الله تعالى فان لها ثلث الباقي۔

ترجمہ:۔ اور بہرحال ماں کی تین حالتیں ہیں سدس ہے اولاد یا بیٹے کی اولاد (اگرچہ اور نیچے ہو) کے ساتھ

---

[۱] وسياتي اصول تخريج المسائل في بابه ۱۲ محمد یوسف۔ [۲] وظاهر كلامه ان ثلث الباقي ليس فرضا آخر غير الستة لذكره مع الثلث وان عده كثير فرضا سابعا زائدا على فروض القرآن فانه ليس بشئ لانه في الحقيقة اما سدس او ربع فليحفظ۔ سكب الانهر ص ۵۱/ج ۲ ۱۲ محمد یوسف۔

یا دو یا زائد بھائی بہنوں کے ساتھ خواہ کسی جہت کے ہوں اور ثلث الکل ہے ان مذکورین کے نہ ہونے کے وقت اور زوجین میں سے کسی ایک کے حصہ کے بعد مابقی کا ثلث ہے اور یہ صرف دو مسئلوں میں ہے (پہلا مسئلہ) شوہر اور ماں باپ اور (دوسرا مسئلہ) بیوی اور ماں باپ اور اگر یہاں بجائے باپ کے دادا ہو تو ماں کے لئے پورے مال کا ثلث ہے مگر ابو یوسفؒ کے نزدیک ان کے یہاں (اب بھی) ماں کے لئے ثلث الباقی ہے۔ (انہوں نے دادا باپ کے مثل شمار کیا ہے)

تنبیہ:- امام ابو یوسف کے نزدیک اگر باپ کے بجائے دادا ہو تو مسئلہ ایسے ہی نکلے گا جیسے عرض کیا جا چکا ہے البتہ طرفین کے نزدیک اور یہی مفتیٰ بہ قول ہے اس صورت میں ماں کو ثلث الکل ملے گا تو مسئلہ کی صورت بدل جائے گی لہٰذا مسئلہ ایسے نکلے گا (۱) مسئلہ ۱۲ زوجہ - ام - جد (۲) مسئلہ ۶ زوج ام اب - ایک بات ذہن نشین رکھئے کہ یہاں جن بھائی بہنوں کا ذکر ہے اسمیں عمومیت ہے خواہ عینی ہوں یا علاتی ہوں یا اخیافی یا مختلط ہوں کہ بھائی عینی اور بہن علاتی ہو۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس۔ اب مزید کسی گفتگو کی حاجت نہ رہی ہوگی۔

احوالِ جدّہ۔

جدہ کو سدس[1] ملتا ہے:۔ مگر جدہ کے وارث ہونے کی کچھ شرطیں ہیں اور کچھ اصول و قواعد ہیں ہم ان شرطوں کو اور اصول کو عرض کرتے ہیں۔

شرط نمبر ۱ جدہ اس وقت وارث ہوگی جب کہ وہ صحیحہ ہو جس کی تعریف ہم سبق نمبر ۵ میں عرض کر چکے ہیں۔ جدۂ فاسدہ اصحاب الفرائض میں سے نہیں بلکہ ذوی الارحام میں سے ہے۔

شرط نمبر ۲ جدہ کے وارث ہونے کے لئے متحاذیہ اور متقابلہ ہونا ضروری ہے اگر ایک جدہ دوسری جدہ کے ساتھ ہو اور ایک اوپر کے درجہ کی اور دوسری نیچے کی درجہ کی ہو تو نیچے والی محروم ہو جائے[2] گی۔ اسکے بعد کچھ اصول ذہن نشین کیجئے؟

اصول نمبر ۱ واسطہ کے ہوتے ہوئے ذوالواسطہ محروم ہوا کرتا[3] ہے جیسے پوتا بیٹے کے سامنے اور دادا باپ کے سامنے محروم ہوتا ہے ایسے ہی ماں کے سامنے نانی اور باپ کے

---

[1] وفی بحث الجدات تفصیل نفیس فی الزیلعی ج۶ ص۲۳۲ فلیطالع ثمہ ۱۲ محمد یوسف غفرلہ [2] کیونکہ قرب درجہ باعث ترجیح ہے کما سیأتی ۱۲ محمد یوسف [3] فحاصلہ ان الحجب باحد الامرین اما بمن یدلی بہ بشرط علی ما ذکرنا او یکون اقرب کالاعمام یحجبون بالاخوۃ وبأولادھم وکأولاد الاعمام والاخوۃ یحجبون باعلیٰ درجۃ منھم زیلعی ج۶ ص۲۳۱ ۱۲ محمد یوسف

سامنے دادی محروم ہوجائے گی۔ اولادِ اُم اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے وہ ماں کے ہوتے ہوئے بھی وارث ہوتے ہیں نیز جیسے واسطہ کا موجود رہنا ذوالواسطہ کے حرمان کا سبب ہے ایسے ہی درجات کے مختلف ہونے کے وقت سبب کا اتحاد بھی حرمان کا سبب ہوتا ہے۔ شق اول کی مثال تو عرض کی جاچکی۔ شق ثانی کی مثال یہ ہے کہ جیسے دادی ماں کے سامنے محروم ہوتی ہے اگرچہ ماں یہاں واسطہ نہیں مگر اتحادِ سبب کی وجہ سے دادی محروم ہوگی یعنی ان کے ارث کا سبب اُمویت (ماں ہونا) ہے اور وہ ماں کے اندر دادی سے زیادہ موجود ہے اسی کو اتحادِ سبب سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اصول نمبر ۲ یہ تو آپ کو معلوم ہے ہی کہ جدات مختلف ہوسکتی ہیں بلکہ دادی سے اوپر چار پشتوں تک چودہ ۱۴ جدات صحیحہ نکل سکتی ہیں جنمیں سے چار نانیاں اور دس ۱۰ دادیاں ہوسکتی ہیں۔ خیر۔ یہاں یہ بتانا ہے کہ قربیٰ یعنی قریب والی بعید درجہ والی جدہ کو محروم کردے گی۔ جیسے نانی پڑدادی کو محروم کردیگی چونکہ یہ قربیٰ ہے پھر قریب والی خود خواہ وارث ہو یا نہ ہو بہر صورت بُعدیٰ کو محروم کردے گی جیسے پڑنانی باپ کے ہوتے ہوئے محروم نہ ہوگی لیکن دادی کے ہوتے ہوئے محروم ہوجائے گی اگرچہ دادی خود مجوب ہے کیونکہ میت کا باپ موجود ہے اور باپ کے رشتہ کی تمام جدات ماں یا باپ دونوں میں سے کسی ایک کے ہونے کی صورت میں محروم رہتی ہیں اور ماں کے رشتہ والی نانیاں باپ کی وجہ سے اگرچہ محروم نہیں ہوتی اور ماں کے ہونے کی صورت میں محروم ہوتی ہے مگر صورت مذکورہ میں اصول نمبر ۲ کے مطابق دادی پڑنانی کو محروم کردے گی نیز جیسے بھائی بہن باپ کی موجودگی میں محروم رہتے ہیں اسکے باوجود ماں کو ثلث سے محروم کردیتے ہیں۔ لہٰذا یہ بات واضح ہوگئی کہ حاجب بننے کے لئے خود وارث ہونا ضروری نہیں بلکہ وارث اور مجوب دونوں حاجب بن سکتے ہیں۔

اصول نمبر ۳ شیخین کے مذہب پر اور یہی مفتیٰ بہ قول ہے اگر چند جدات ایک درجہ کی جمع ہوجائیں اور ایک سے میت کی ایک قسم کی قرابت ہے اور دوسری سے زیادہ تو ایسی صورت میں اصلِ قرابت کا لحاظ ہوتا ہے تعددِ قرابت کا لحاظ نہیں ہوتا اور امام محمدؒ کے نزدیک اس تعدد کا لحاظ کرتے ہوئے تقسیم ترکہ کی نوعیت بدل جائے گی یعنی اگر دو جدات ہیں اور ان میں سے ایک سے ایک کا قرابت ہے اور دوسری سے دو ہیں تو شیخین کے نزدیک سُدس ان دونوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہوگا اور امام محمدؒ کے نزدیک تعدد جہات کا اعتبار کرتے ہوئے سُدس کے تین حصے ہیں ہے ایک $\frac{1}{3}$ قرابت واحدہ والی کو اور $\frac{2}{3}$ دو قرابت والی کو ملے گا۔ مثلاً ایک عورت نے اپنے پوتے کا نکاح اپنی نواسی سے کردیا پھر اس پوتے اور نواسی سے ایک بچہ پیدا ہوا تو یہ عورت بچہ کی دوہری جدہ ہوگی۔

کیونکہ یہ بڑی بی پپُو کی پڑنانی بھی ہے اور پڑدادی بھی اور پپُو کی ایک جدہ اور ہے جو پپُو کی دادی کی ماں ہے تو اس سے بھی اسی درجہ کی قرابت ہے کیونکہ دونوں دوسری پشت کی جدات ہیں (کما لایخفیٰ)

اصول نمبر۴ ماں جدات امویات اور ابویات کو محروم کردے گی اور باپ صرف ابویات کو ساقط کرے گا امویات کو نہیں کیونکہ نہ واسطہ کا مسئلہ ہے اور نہ اتحادِ سبب کا اور ایسے ہی دادا بھی تمام ابویات کو محروم کردیتا ہے بشرطیکہ دادا کا واسطہ ہونا ثابت ہوجائے (کما مر) ورنہ دادا کی موجودگی میں دادی اور پردادا کی موجودگی میں پردادی وارث ہوگی کیونکہ یہاں واسطہ نہیں اور سبب کا اتحاد بھی نہیں کیونکہ دادا کے ارث کا سبب اور ہے اور دادی کے ارث کا سبب اور ہے (کما لایخفیٰ) ۔

جب یہ تمام تفصیلات ذہن نشین ہوگئیں تو عبارت ملاحظہ ہو ۔

وللجدۃ السدس لام کانت اولاب واحدۃ کانت او اکثر اذا کن ثابتاتٍ متحاذیاتٍ فی الدرجۃ ویسقطن کلھن بالام والابویات ایضا بالاب وکذالک بالجد الاام الاب وان علت فانھا ترث مع الجد لانھا لیست من قبلہ والقربیٰ من ای جھۃٍ کانت تحجب البعدیٰ من ای جھۃ کانت وارثۃ کانت القربیٰ او محجوبۃ واذا کانت الجدۃ ذات قرابۃ واحدۃ کام الاب والاخریٰ ذات قرابتین او اکثر کام ام الام وھی ایضا ام ام الاب ۔ بھذہ الصورۃ ۔

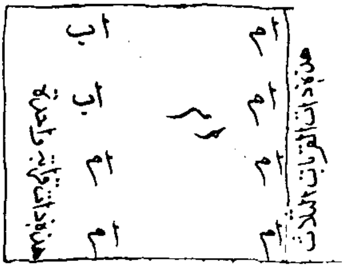

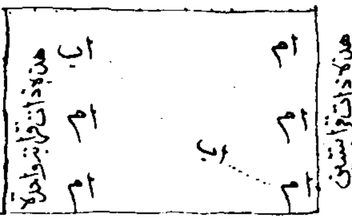

یقسم السدس بینھما عند ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ انصافا باعتبار الابدان وعند محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ اثلاثا باعتبار الجھات ۔

ترجمہ :۔ اور جدہ کے لئے سدس ہے ماں کی طرف سے ہو یا باپ کی (نانی ہو یا دادی) ایک ہو یا زیادہ جبکہ وہ صحیحہ ہوں درجہ میں برابر ہوں اور جدات کل کی کل (ابویات ہو یا امویات) ماں کے ذریعہ اور نیز ابویات (دادیاں) باپ کے ذریعہ اور ایسے ہی دادا کے ذریعہ مگر دادی اگرچہ اور اوپر ہو لہٰذا وہ دادا کے ساتھ وارث ہوگی کیونکہ

دادی دادا کی جانب سے نہیں ہے (یعنی اسکی وجہ سے وارث نہیں ہے) اور قریب والی خواہ کسی جہت کی ہو بعید کو محروم کردیگی خواہ کسی جہت کی ہو وہ قریب والی وارث ہو یا محجوب ہو اور جبکہ جدہ ایک قرابت والی ہو جیسے باپ کی نانی اور دوسری دو یا زیادہ قرابت والی ہو جیسے پڑنانی اور یہی پڑدادی ہو اس صورت پر تو ابو یوسف کے نزدیک ان کے درمیان سدس کو آدھا آدھا تقسیم کیا جائے گا ذوس کے اعتبار سے اور محمدؒ کے نزدیک جہات کے اعتبار سے اثلاثاً تقسیم ہوگا (یعنی تین میں سے دو ایک کو اور ایک ایک کو)۔

تشریح: جکو میں نے واسطہ سے تعبیر کیا ہے اس کو اصطلاح میں اِدلا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مُدلی بہ جب عصبہ ہو تو وہ سقوطِ مُدلی کا باعث ہوگا اور اگر عصبہ نہ ہو تو سبب کا اتحاد سقوط کا باعث ہوگا جیسے ابو یات ماں کی وجہ سے محروم ہوتی ہیں یعنی اتحادِ سبب مع قُربِ حرمان کا باعث ہوتا ہے پہلے نقشہ میں داہنی جدہ بچہ کی پڑنانی بھی ہے اور پڑدادی بھی اور بائیں طرف والی بچہ کی دادی کی ماں ہے اور دوسرے نقشہ میں اول نانی کی نانی بھی ہے اور دادی کی نانی بھی ہے اور دادا کی دادی بھی ہے اور دوسری فقط دادی کی نانی ہے تو دوسری صورت میں امام محمد کے نزدیک سدس کے چار حصوں میں سے تین اول کو اور ایک ثانی کو ملے گا۔

شاید اب مزید توضیح کی حاجت نہ رہی ہوگی۔

اسباقِ ماضیہ کا | دسواں سبق (۱۰) | استحضار

عزیزانِ محترم! آج ہم آپکے سامنے گذشتہ اسباق کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔ پہلے سبق میں چھ سوالات اور ان کے جوابات ہیں۔ دوسرے (۲) سبق میں ترکہ سے متعلق ہونیوالے چار حقوق ہیں (۱) تجہیز و تکفین (۲) ادار دین (۳) نفاذ وصیت فی الثلث (۴) تقسیم ترکہ بین الوارثین۔ تیسرے (۳) سبق میں وارثین کے اصنافِ عشرہ کا ذکر ہے۔ (۱) اصحاب الفرائض (۲) عصبات نسبیہ (۳) عصبات سببیہ (۴) عصبۂ سببی کے عصبات اولانسبی ثانیاً سببی (۵) نسبی ذوی الفروض پر رد (۶) ذوی الارحام (۷) مولی الموالات (۸) مقرلہ بالنسب علی الغیر (۹) موصیٰ لہ بجمیع المال (۱۰) بیت المال چوتھے (۴) سبق میں موانع ارث کو بیان کیا گیا ہے جو چار ہیں (۱) رقیت (۲) قتل بجمیع شرائطہ (۳) اختلاف دین (۴) اختلاف دار۔ پانچویں سبق میں فروضِ مقدرہ اور انکے مستحقوں کو بیان کر کے احوالِ ذکور کو ذکر کیا گیا ہے فروض مقدرہ چھ ہیں نصف ثلثان ثلث۔ ربع۔ سدس۔ ثمن اور مستحقین بارہ ہیں چار مرد اور آٹھ عورتیں پھر باپ کے احوال ثلاثہ کا ذکر کیا گیا ہے (۱) فرض محض

(۲) فرض وتعصیب (۳) تعصیب محض۔ اور باپ نہ ہونے کی صورت میں یہی احوال دادا کے ہیں۔ (وفیہ ما فیہ کمامر) پھر اولادام کی تین حالتیں جو ذکر کی گئی تھیں (۱) سدس (۲) ثلث (۳) حرمان، پھر زوج کے احوال تھے (۱) نصف (۲) ربع، پھر چھٹے سبق میں بیوی اور بیٹیوں اور پوتیوں کے احوال مذکور ہیں بیوی کے دو (۱) ربع (۲) ثمن، بیٹیوں کے تین (۱) نصف (۲) ثلثان (۳) عصبہ بالغیر پوتیوں کے چھ (۱) نصف (۲) ثلثان (۳) سدس (۴) محجوب بالبنات (۵) محجوب بالابن (۶) عصبہ بالغیر، پھر ساتویں سبق میں مسئلۃ التشبیب کا تفصیلی تذکرہ ہے پھر آٹھویں سبق میں حقیقی اور علاتی بہنوں کے حالات مذکور ہیں حقیقی بہنوں کے پانچ (۱) نصف (۲) ثلثان (۳) عصبہ بالغیر (۴) عصبہ مع الغیرہ (۵) محجوب علاتی بہنوں کے سات (۱) نصف (۲) ثلثان (۳) سدس (۴) محجوب بالاخوات (۵) عصبہ بالغیر (۶) عصبہ مع الغیر (۷) محجوب بالذکور پھر نویں سبق میں ماں اور جدّہ کے احوال مذکور ہیں۔ ماں کے تین (۱) ثلث الکل (۲) ثلث الباقی (۳) سدس۔ پھر جدّہ کا سدس اسکی تمام تفصیلات کے ساتھ یہ گذشتہ اسباق کا مکمل خلاصہ ہوگیا۔

عصبات کا بیان گیارھواں سبق

عزیزان گرامی! سبق ۳ میں عصبات کا اجمالاً کچھ ذکر آیا تھا آج اس کا تفصیلی بیان ہے سب سے پہلے یہ عرض کیا جاتا ہے کہ عصبۃ اسکے معنیٰ ہیں قرابۃ الرجل لابیہ شامی ج۵ ص۴۹۲ یعنی مرد کا باپ کی جانب سے جو رشتہ دار ہو اسکو عصبہ کہتے ہیں اور یہ عاصب کی جمع ہے اس کا استعمال واحد، جمع، مذکر، مؤنث سب کے لئے ہوتا ہے اور عصبات جمع الجمع ہے کذا فی الشامی ج۵ ص۴۹۳

یہ بات آپ کو پہلے بتائی جاچکی ہے کہ عصبات وہ لوگ کہلاتے ہیں کہ جو تنہا ہونے کی صورت میں سارا مال لے لیں اور اگر دوسرے ذوی الفروض کے ساتھ ہوں تو مابقی کو لے لیں نیز وہیں یہ بھی بتایا جاچکا ہے کہ عصبہ کی دو قسمیں ہیں (۱) نسبی (۲) سببی اور یہ بھی بتایا جاچکا ہے کہ سببی وہ مولیٰ عتاقہ ہے اور نسبی وہ ہے جو میت کے ساتھ نسب کا رشتہ رکھتا ہو اور نسب کا اعتبار باپ کی جانب سے ہوا کرتا ہے خیر پھر عصبہ نسبی کی تین قسمیں ہیں (۱) عصبہ بنفسہ (۲) عصبہ بغیرہ (۳) عصبہ مع غیرہ۔ آج ہم عصبات نسبی کے متعلق ہی عرض کریں گے۔

تفصیل عصبہ بنفسہ! عصبہ بنفسہ وہ مرد ہے کہ اس کا میت کے ساتھ رشتہ جوڑنے میں کوئی اُم بیچ میں نہ آئے۔ لہذا نانا، اولاد اُم وغیرہ خارج ہوگئے اور حقیقی بھائی

---

۱ وفیہ مافیہ فتفکر ۲ محمد یوسف

سے اگرچہ بظاہر اشکال وارد ہوتا ہے مگر چونکہ اصل باپ ہے اور وہ موجود ہے لہذا ماں کا اعتبار نہ ہوگا اور عصبہ کی تعریف حقیقی بھائی پر صادق آئے گی نیز اسکی تعریف ایسے بھی کی جاسکتی ہے کہ عصبہ بنفسہ وہ مرد ہے کہ جسکی رشتہ داری یا تو بلا واسطہ ہو جیسے اب یا بواسطہ مرد ہو جیسے دادا پوتا وغیرہ۔ پھر یہ بات ذہن نشین رہے کہ عصبہ بنفسہ کی چار اصناف ہیں (۱) فرع میت (۲) اصل میت (۳) فرع اصل قریب (۴) فرع اصل بعید۔ یعنی عصبہ بنفسہ کی اصناف اربعہ میں سب سے اقرب و اعلیٰ میت کا جزء ہے جیسے بیٹا پوتا وغیرہ یہ صنف باپ سے مقدم ہے پھر اسکی عدم موجودگی میں میت کی اصل ہے جیسے باپ دادا وغیرہ یہ دوسری صنف بھائیوں پر مقدم ہے پھر اسکی عدم موجودگی میں صنف ثالث کا نمبر ہے یعنی فرع اصل قریب (باپ کی اولاد) جیسے بھائی اور بھتیجے اور ان کی عدم موجودگی میں صنف رابع کا نمبر ہے یعنی فرع اصل بعید (دادا کی اولاد) جیسے چچا اور اس کی اولاد ذکور، بالفاظ دیگر اسی مفہوم کو ایسے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ عصوبت کے چار اسباب ہیں (۱) بُنوّت (۲) اُبوّت (۳) اُخوّت (۴) عمومت، بیٹا ہونا باپ ہونا بھائی ہونا چچا ہونا اور ان کی عدم موجودگی میں ہر فریق کی اولاد اسکے قائم مقام ہوگی۔ بہر حال جب یہ اصناف اربعہ جمع ہوجائیں تو کس کو ترجیح ہوگی اور اگر صنف واحد کے متعدد افراد جمع ہوجائیں تو کس کو ترجیح ہوگی تو اس کے متعلق یہ اصول ذہن نشین کرلینا چاہیئے کہ اگر صنف واحد کے افراد متعددہ ایسے جمع ہوجائیں کہ جنمیں کوئی تفاوت نہیں جیسے تین حقیقی بھائی مثلاً تو ان سب کو برابر برابر ملے گا اور کسی کو کسی پر ترجیح نہ ہوگی ہاں اگر اصناف مختلف ہیں تو پھر ترجیح کے دو اصول ہیں (۱) قرب درجہ مثلاً بیٹا یا پوتا موجود ہو تو یہ تمام عصبات پر مقدم ہیں اسلئے کہ یہ میت کا جزء ہے تو اس کی موجودگی میں کوئی عصبہ نہیں ہوگا پھر ابوّت پھر اخوّت اور پھر عمومت کا درجہ ہے نیز اگر صنف واحد کے اوپر نیچے کے افراد جمع ہوجائیں جیسے بیٹا اور پوتا وغیرہ تو اسی اصول سے وہاں بھی کام لیا جائے گا۔ یعنی قرب درجہ سے ترجیح دی جائے گی لہذا پوتا اپنے باپ کے ہوتے ہوئے عصبہ نہیں بن سکتا اس سے پہلے بھی بعض جگہوں پر ہم اس اصول کیجانب دوسرے الفاظ میں اشارہ کرچکے ہیں (۲) قرب درجہ کا لحاظ کرنے کے بعد قوت قرابت کو دیکھا جائے گا لہذا حقیقی بھائی علاتی پر مقدم ہوگا اسلئے کہ حقیقی بھائی کی قرابت اس سے قوی ہے کما لا یخفی اور حقیقی بھتیجا علاتی بھتیجے سے مقدم ہوگا نیز حقیقی چچا علاتی چچا سے مقدم ہوگا۔ جب یہ تفصیل ذہن نشین ہوگئی تو اب عبارت ملاحظہ ہو،

باب العصبات :- العصبات النسبية ثلثة عصبة بنفسه وعصبة بغيره وعصبة مع غيره، اما العصبة بنفسه فكل ذكر لا تدخل في نسبته الى الميت انثى وهم اربعة اصناف،

جزءُ المیتِ وأصلُهُ وجزءُ أبیهِ ــــــ وجزءُ جدِّہٖ الأقربُ فالأقربُ یرجحون بقرب الدرجۃ اعنی اولٰھم بالمیراث جزءُ المیت ای البنون ثم بنوھم وان سفلوا ثم اصلہ ای الاب ثم الجد ای اب الاب وان علا ثم جزء ابیہ ای الاخوۃ ثم بنوھم وان سفلوا ثم جزء جدہ ای الاعمام ثم بنوھم وان سفلوا ثم یرجحون بقوۃ القرابۃ اعنی بہ ان ذا القرابتین اولٰی من ذی قرابۃ واحدۃ ذکرًا کان او انثٰی لقولہ علیہ السلام ان اعیان بنی الام یتوارثون دون بنی العلات کالاخ لابٍ وامٍ او الاخت لابٍ وامٍ اذا صارت عصبۃ مع البنت اولٰی من الاخ لابٍ والاخت لابٍ وابن الاخ لابٍ وامٍّ اولٰی من ابن الاخ لاب وکذالک الحکم فی اعمام المیت ثم فی اعمام ابیہ ثم فی اعمام جدہٖ

ترجمہ :- یہ عصبات کا باب ہے، عصبات نسبیہ تین ہیں عصبہ بنفسہ اور عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ بہرحال عصبہ بنفسہ ہر وہ مرد ہے کہ میت کی جانب اسکی نسبت کرنے میں کوئی عورت داخل نہ ہو اور یہ چار صنفوں پر ہیں میت کا جزء[1] اور اسکی اصل[2] اور اسکے باپ کا جزء[3] اور اسکے دادا کا جزء[4] - یعنی الاقرب فالاقرب (یعنی جو قرابت میں قریب ہوں گے وہ استحقاق میں قریب ہوں گے) ترجیح دیے جائیں گے درجہ کے قرب کے ذریعہ یعنی ان میں میراث کا سب سے زیادہ مستحق میت کا جزء ہے یعنی بیٹے پھر بیٹوں کے بیٹے اگرچہ اور نیچے ہوں پھر میت کی اصل یعنی باپ پھر دادا اگرچہ اور پیچھے ہو پھر میت کے باپ کا جزء یعنی بھائی پھر بھائیوں کے بیٹے اگرچہ اور نیچے ہوں پھر میت کے دادا کا جزء یعنی چچا پھر چچاؤں کی اولاد اگرچہ اور نیچے ہوں پھر ترجیح دئے جائیں گے قوتِ قرابت سے یعنی دو قرابت والا ایک قرابت والے سے زیادہ مستحق ہے خواہ مرد ہو یا عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے حقیقی بھائی بہن وارث ہوتے ہیں نہ کہ علاتی جیسے حقیقی بھائی یا عصبہ شدہ حقیقی بہن علاتی بہن علاتی بھائی اور علاتی بہن سے اولٰی ہیں اور حقیقی بھتیجا علاتی بھتیجے سے اولٰی ہے اور ایسے ہی حکم ہے میت کے چچاؤں میں پھر میت کے باپ کے چچاؤں میں پھر میت کے دادا کے چچاؤں میں -

تشریح :- گذشتہ تفصیل کے بعد مزید تشریح کی ضرورت تو نہیں ہے مگر دو باتیں یہاں عرض کرنی ہے (۱) مصنف نے جو حدیث نقل کی ہے یہ پوری حدیث اس طرح ہے قضیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اعیان بنی الام یتوارثون دون بنی العلات یرث الرجل اخاہ لابیہ وامہ دون اخیہ لابیہ - رواہ الترمذی وابن ماجۃ - کذا فی الشامی صفحہ ۷۶۲ - خیر یہاں بظاہر اشکال ہوتا ہے کہ اعیان بنی الام سے کیا مراد ہے اگر حقیقی بھائی بہن مراد ہیں تو بنی الام کے اضافہ کی کیا ضرورت ہے - جواب بنی الام سے اخیافی اور عینی دونوں مراد ہیں چونکہ یہ دونوں ماں کی اولاد ہیں مگر اسکے عموم کو ختم کرنے کیلئے لفظ اعیان شروع میں لگا دیا گیا اب اس سے مراد حقیقی بھائی بہن ہونگے لفظی ترجمہ ہوگا کہ ماں کے بیٹوں میں جو عمدہ ہیں اور وہ ظاہر ہے کہ حقیقی بھائی بہن ہیں - والظاہر

ان المراد ببنی الام فی الحدیث ما یشمل الاخوة لاب وام والاخوة لام فقط وان المراد باعیانھم القسم الاول یدل علیہ قولہ فی المغرب اعیان القوم اشرافھم ومنہ قولھم للاخوة لاب وام بنو الاعیان ومنہ حدیث اعیان بنی ام یتوارثون اھ وقال السید والمقصود بذکر الام ھھنا اظہار ما یترجح بہ بنو الاعیان علی بنی العلات شامی صفحہ ۴۹۲ ج ۵ ۔ (۲) مصنف نے جو فرمایا ہے ذکرا کان او انثی الخ اس کا مطلب یہ نہیں کہ عورتیں کبھی عصبہ بنفسہ ہوتی ہیں کیونکہ یہ بات تو مسلم ہے کہ عورتیں کبھی بھی نسباً عصبہ بنفسہ نہیں ہوسکتیں۔ لہٰذا مصنفؒ نے عورتوں کا ذکر عصبہ ہونے کی وجہ سے نہیں فرمایا بلکہ اس معنی کر کیا ہے کہ قوت قرابت مطلقاً باعثِ ترجیح ہے جیسے حقیقی بہن علاتی بہن پر مقدم ہوتی ہے۔ فلا اشکال فیہ۔

عصبہ بغیرہ:۔ عصبہ بغیرہ[۱] وہ عورتیں ہیں کہ جو ذوی الفروض میں سے ہیں اور اپنے بھائیوں کے ساتھ جمع ہوجائیں وہ صرف چار عورتیں ہیں (۱) بیٹی (۲) پوتی (۳) حقیقی بہن (۴) علاتی بہن یہ وہی عورتیں ہیں کہ جن کے حصے نصف یا ثلثان تھے ان کے علاوہ اور کوئی عصبہ بغیرہ نہیں ہے اور جو عورت بھائی کے ساتھ جمع ہو مگر خود وہ عورت ذوی الفروض میں سے نہیں ہے تو وہ عصبہ نہ ہوگی جیسے پھوپھی چچا کے ساتھ عصبہ نہیں ہوتی۔

عصبہ مع غیرہ وہ عورت ہے جو دوسری عورت کے ساتھ ملکر عصبہ بنجاتی ہے اور یہ فقط دو ہیں (۱) حقیقی بہن اور علاتی بہن کہ یہ دونوں بیٹی اور پوتی کے ساتھ مل کر عصبہ مع الغیر بنجاتی ہیں۔ جب یہ بات ذہن نشین ہوگئی تو عبارت ملاحظہ ہو۔

وَاَمَّا العصبةُ بغیرہٖ فاَربعٌ مِنَ النِّسوةِ وَھُنَّ اللَّاتِی فرضُھنَّ النِّصفُ والثُّلثان یَصِرْنَ عَصَبَةً بِاخوتھنَّ کَمَا ذَکرنَا فِی حَالاتِھِنَّ وَمَنْ لَا فرضَ لَھَا مِنَ الاِنَاثِ وَاَخُوھَا عَصَبَةٌ لَاتَصِیرُ عَصَبَةً بِاَخِیْھَا کالعمِّ وَالعمّةِ اَلمَالُ کلُّہٗ لِلعمِّ دُوْنَ العمّة۔ وَاَمَّا العصبةُ مع غیرہٖ فکلُّ اُنثیٰ تصیرُ عصبةً مع انثیٰ اُخریٰ کالاختِ مع البنتِ لمَا ذکرنَا۔

ترجمہ

اور بہرحال عصبہ بغیرہ پس وہ چار عورتیں ہیں اور یہ وہی ہیں جن کا حصہ نصف اور ثلثان تھا یہ اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ ہوجاتی ہیں جیسا کہ ہم انکے حالات میں ذکر کرچکے ہیں اور وہ عورت جس کا کوئی مقرر حصہ نہیں اور اس کا بھائی عصبہ ہو تو وہ اپنے بھائی کی وجہ سے عصبہ نہیں ہوگی جیسے چچا اور پھوپھی

[۱] کذا فی المشکوٰة صفحہ ۲۶۳ ۱۲ محمد یوسف [۲] والفرق بین الباء ومع ان الباء للالصاق فیفید مشارکتہ فی حکم العصوبة بخلاف مع فانھا للمقارنة لا للمشارکة فی الحکم سکب الانہر صفحہ ۵۵۶ ج ۲ ۱۲ محمد یوسف

سارا مال چچا کا ہوگا پھوپی کے لئے نہیں، اور بہر حال عصبہ مع الغیر ہر وہ عورت ہے جو دوسری عورت کے ساتھ عصبہ ہوگئی ہو جیسے بہن بیٹی کے ساتھ اس دلیل کی وجہ سے جسکو ہم ذکر کر چکے ہیں۔

شاید اب مزید تفصیل کی حاجت نہ رہی ہوگی۔

مولی العتاقہ بارہواں سبق ۱۲ کا بیان

عزیزانِ محترم! کل کے سبق میں عصبات نسبیہ کا بیان تھا اور آج عصباتِ سببیہ کا بیان ہے۔ عصبہ سببی مولی العتاقہ کو کہتے ہیں۔ ماقبل میں اس کا تذکرہ آچکا ہے۔ ذہن نشین ہوگا، اگرچہ آج کل مولی العتاقہ کا وجود نہیں ہے لیکن احکام کا تعلم ضروری ہے، خیر جمہور فقہاء کے نزدیک مولی العتاقہ چونکہ عصبہ ہے اور عصبہ بھی بنفسہ ہے اسلئے وہ ذوی الارحام پر اور رد علی ذوی الفروض النسبیہ پر مقدم ہوگا، لیکن چونکہ یہ عصبہ بنفسہ تو ہے مگر سببی ہے اسلئے عصبہ نسبی خواہ اقسام ثلاثہ میں سے کسی بھی قسم کا ہو مولی العتاقہ پر مقدم ہوگا۔ اور یہ تعلیق عصوبت ہے اور اس رشتہ میں چونکہ تمام عصبات کا اشتراک ہے اسلئے عصبات مطلقاً اپنے بعد والوں پر مقدم ہوں گے اور ان کے درمیان آپس میں قوت قرابت اور قرب قرابت سے ترجیح دیجائیگی بہرحال عصبہ کی یہ قسم ضعیف ہے اسلئے عورتوں کو حق ولاء ملنے میں کچھ تفصیل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ عصبہ سببی کی صنف اول (معتق) میں مرد وعورت مساوی ہیں یعنی معتق اگر مرد ہو تو وہ اپنے معتق کے ولاء کا مستحق ہوگا اور اگر عورت ہو تو وہ اپنے معتق کے ولاء کی مستحق ہوگی اور اگر صنف ثانی ہو (معتق کے عصبات نسبیہ) تو یہاں فقط مردوں کو ولاء ملے گا عورتیں اسکی حقدار نہ ہونگی مثلاً کوئی شخص مرا اور اس نے کوئی وارث اصحاب الفرائض میں سے نیز عصبات نسبیہ میں سے نہیں چھوڑا۔ بلکہ اپنے معتق کا بیٹا اور بیٹی چھوڑی تو اس کا سارا مال بیٹا لے گا اور بیٹی محروم رہے گی اسی طرح اگر میت کے معتق کے عصبات سببیہ سے کچھ مرد اور عورتیں ہیں تو عورتیں محروم ہونگی۔ اسی تفصیل کو مختصر کر کے اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ عورتوں کو آٹھ صورتوں کے علاوہ کہیں بھی ولاء نہیں ملے گا۔ اور وہ آٹھ صورتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) عورت نے خود کسی غلام کو آزاد کیا ہو اور وہ کچھ مال چھوڑ کر مرجائے اور صنفانِ سابقان میں سے کوئی صنف موجود نہ ہو تو عورت اسکی وارث ہوگی۔

(۲) کسی عورت نے اپنے غلام کو آزاد کیا اور اسکے آزاد شدہ غلام نے دوسرے غلام کو خرید کر آزاد کردیا اب اس معتق ثانی کا انتقال ہوتا ہے اور اسکا کوئی وارث اصحاب الفرائض اور عصبات نسبیہ میں سے موجود

موجود نہیں ہے اور نہ اس کا معتِق ہے اور یہ عورت موجود ہے تو ولا اس عورت کو مل جائیگا ۔

(۳) عورت نے اپنے غلام کو مکاتب بنایا اور اس نے بدلِ کتابت ادا کرکے آزادی حاصل کرلی اب اس غلام کا انتقال ہوتا ہے اور اس عورت کے علاوہ کوئی وارث نہیں چھوڑا تو یہی عورت اس کی وارث ہوگی اور اس کا ولا لے گی ۔

(۴) کسی عورت نے اپنے غلام کو مکاتب بنایا اور وہ حسبِ سابق آزاد ہوگیا پھر اس نے ایک غلام خرید کر مکاتب بنایا اور وہ بھی حسبِ سابق آزاد ہوگیا اب اس مکاتبِ ثانی کا جو فی الحال آزاد ہے انتقال ہوتا ہے اور اسکے مکاتب کے مکاتبہ کے علاوہ کوئی دوسرا وارث موجود نہیں ہے تو یہی عورت اسکی وارث ہوگی ۔

(۵) کسی عورت نے اپنے غلام کو مدبر بنایا اور وہ نعوذ باللہ من ذالک مرتدہ ہوکر دارالحرب میں چلی گئی ۔ قاضی نے اسکے مدبر کے آزاد ہونیکا فیصلہ کردیا تو وہ آزاد ہوگیا پھر بتوفیقِ الٰہی مسلمان ہوکر دارالاسلام میں آگئی اور اب وہ مدبر جسکو قاضی آزاد کرچکا ہے مرتا ہے اور اسکے پاس کچھ مال بھی ہے اور کوئی وارث صنفانِ سابقان میں سے نہیں ہے تو یہی عورت اسکی وارث ہوگی ۔

(۶) عورت نے اپنے غلام مدبر بنایا پھر حسبِ طریق اوّل اسکے دارالحرب میں چلے جانے کے بعد قاضی نے اسکے مدبر کو آزاد کردیا اور اسکے مدبر نے آزاد ہوکر ایک غلام کو خرید کر مدبر بنادیا پھر وہ عورت حسبِ سابق مسلمان ہوکر دارالاسلام میں آگئی اور اب مدبر اوّل کے انتقال کے بعد مدبر ثانی کا انتقال ہوتا ہے جو اس وقت آزاد ہے اور اس نے کچھ مال چھوڑا اور کوئی وارث صنفانِ سابقان میں سے نہیں چھوڑا تو یہی عورت اسکی وارث ہوگی ۔

(۷) ایک عورت کے غلام نے اپنی مالکہ کی اجازت سے ایسی عورت سے شادی کی جو فی الحال آزاد ہے مگر پہلے کسی کی باندی تھی۔ اب ان دونوں سے ایک لڑکا پیدا ہوا، تو وہ لڑکا آزاد ہوگا کیونکہ بچہ صفتِ حریت میں ماں کے تابع ہوا کرتا ہے تو اگر اس لڑکے کا انتقال ہوا اور اُس وقت اس کا کوئی وارث صنفانِ سابقان میں سے (اصحابُ الفرائض اور عصباتِ نسبیہ) موجود نہیں تو اسکی ماں کے آقا کو اس بچہ کا حق ولا ملے گا لیکن اسی عرصہ میں اُس عورت نے جسکے غلام کا یہ لڑکا ہے اگر اپنے غلام کو

ف :- اس سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ بعد قضاءِ قاضی کے اگر مرتد مسلمان ہوکر دارالاسلام میں آجائے تو جو مدبر آزاد کیا جاچکا ہے اسکو رقیت کی جانب نہیں لوٹایا جائیگا ۔ بخلاف امہات اولادہ ومدبریہ لان القضاء قد صح بدلیل مصحح فلا ینقض الخ ھدایہ ص۵۸۳ ج۲ ۱۲ محمد یوسف

آزاد کر دیا تو اب باپ آزاد ہونیکی وجہ سے وہ حق ولاء جو بیوی کے مولیٰ کو مل رہا تھا اپنی طرف کھینچ لے گا اور اسکی عدم موجودگی میں اسکے واسطہ سے یہ حق اس کی مُعتِقہ کو مل جائیگا چونکہ اس میں بڑی کھینچ تان ہوئی اسلئے اس صورت کا نام ہے مُعتَق کا جرّ ولاء۔

(۸) ایک عورت نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا اور اس کے آزاد شدہ نے ایک غلام خرید کر اس کی شادی کر دی کسی کی آزاد کی ہوئی باندی سے۔ اب ان دونوں سے ایک لڑکا پیدا ہوا تو لڑکا ماں کے تابع ہو کر آزاد ہو گیا اور اس کا ولاء حسب سابق اسکی ماں کے معتق کو ملے گا لیکن اگر اس غلام کے آقا نے اسی عرصہ میں اپنے غلام کو آزاد کر دیا تو پھر یہ حق ولاء ماں کے معتق کو نہیں ملے گا بلکہ باپ کی طرف منتقل ہو گیا پھر اس کے واسطہ سے باپ کے معتق کو ملے گا اور اگر وہ بھی نہ ہو تو اسکے واسطہ سے معتق کی مُعتِقہ یعنی اس عورت کو ملے گا اور اس صورت کا نام ہے معتق کے معتق کا جرّ ولاء۔ ان آٹھ صورتوں کے علاوہ عورتوں کے لئے ولاء نہیں ہے۔

جب یہ تفصیلات ذہن نشین ہو گئیں تو اب عبارت دیکھئے؟۔

وآخر العصبات مولَى العَتاقةِ ثمّ عصبتُهٗ على الترتيب الذى ذكرنا لقوله عليه السّلام الوَلاءُ لُحمَةٌ كلُحمةِ النَّسبِ ولَاشَئَ لِلْاِناثِ من ورثة المعتق لقوله عليه السلام ليس للنّساءِ من الوَلاءِ الا مَا اعتقنَ او اَعتقَ من اعتقنَ او كاتبنَ او كاتبَ من كاتبنَ او دبّرنَ او دبّرَ من دبّرنَ اوجرّ ولاءَ مُعتَقُهنّ او مُعتَقُ مُعتَقِهنّ ۔

ترجمہ:۔ اور عصبات میں سے آخری وہ مولیٰ عتاقہ (معتق) ہے پھر اس کے عصبات اس ترتیب کے مطابق جو ہم ذکر کر چکے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے کہ ولاء ایک تعلق ہے نسب کے تعلق کے مثل مگر معتق کے وارثین میں سے کوئی حصہ عورتوں کا نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے کہ عورتوں کے لئے حق ولاء نہیں ہے مگر (ان لوگوں کے حق ولاء سے) جن کو انھوں نے آزاد کر دیا ہو یا آزاد کیا ہو اس غلام نے جس کو عورتوں نے آزاد کیا ہو، یا جس کو انہوں نے مکاتب بنایا ہو یا ان کے مکاتب نے مکاتب بنایا ہو یا انہوں نے مدبر بنایا ہو یا ان کے مدبر نے مدبر بنایا ہو یا ان کے معتق نے ولاء کو کھینچ لیا ہو یا ان کے معتق کے معتق نے ولاء کو کھینچ لیا ہو۔

تشریح:۔ سوال:۔ مولیٰ عتاقہ کو آخر العصبات کیوں کہا؟

جواب:۔ کیونکہ اس کا درجہ عصبہ نسبی کی اقسام ثلاثہ کے بعد ہے اسلئے اس کو آخر العصبات کہا گیا ہے

ؔ وهو وان كان فيه شذوذ لكنه تاكّد بكلام كبار الصحابة وصار بمنزلة المشهور كما بسطه السيد و اوره فى منح الغفار وقد ذكره العينى و اورده العلائى الامام. سكب الانهر ص۵۵ ج۲ ۱۲ محمد یوسف

سوال :۔ ولاء کیا چیز ہے ؟
جواب :۔ ولاء معتق کے اس حق کو کہتے ہیں جو اس کا اسکے معتق (آزاد شدہ غلام) کے ترکہ میں ہوتا ہے ۔
سوال :۔ مکاتب کسے کہتے ہیں ؟
جواب :۔ مکاتب وہ غلام ہے جسکو اس کے آقا نے یہ کہدیا ہو کہ اتنا مال ادا کر دو تو تم آزاد ہو ۔
سوال :۔ مدبر کسے کہتے ہیں ؟ ۔
جواب :۔ مدبر وہ غلام ہے جسکو اس کے آقا نے یہ کہدیا ہو کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے ۔
سوال :۔ صورت نمبر ۵ اور نمبر ۶ میں عورت کے مرتد ہوکر دار الحرب میں چلے جانے کی قید کیوں لگائی گئی ہے ؟ ۔
جواب :۔ کیونکہ اگر یہ صورت پیش نہ آتی تو وہ اسکی موجودگی میں آزاد کیسے ہوتا اور عورت کیونکہ اسکی وارث ہو جاتی

تتمۂ تیرہواں سبق باب العصبات

عزیزان گرامی :۔ آج کے سبق میں آپکے سامنے دو اصول اور انکی مثالیں پیش کرنی ہیں ۔
(۱) ماقبل میں یہ عرض کیا جاچکا ہے کہ الاقرب فالاقرب جس کا حاصل یہ تھا کہ باب عصوبت کے اندر عصبات مختلفۃ الاصناف جمع ہوکر میراث کے مستحق نہیں ہوتے بلکہ اقرب ابعد کو محروم کردیگا جب یہ اصول اس باب کا مسلّم ہے اور یہ بھی مسلّم ہے کہ عصبہ بنفسہ کی اصناف اربعہ میں جزئیت سب سے اقرب ہے ۔ لہٰذا اس کے ہوتے ہوئے سارے عصبات محروم ہوجائیں گے یعنی عصبہ ہونا ختم ہوجائے گا ، اگر کوئی شخص مرے اور اپنا بیٹا اور باپ چھوڑے تو باپ کو ۱/۶ اور باقی بیٹے کو ملے گا مگر یہ باپ کا حصہ عصبہ ہونے کی وجہ سے نہیں ملا بلکہ ذوی الفروض میں سے ہونے کی وجہ سے ملا ہے ۔
خلاصۂ کلام بیٹے کی موجودگی میں باپ عصبہ نہیں ہوسکتا اور یہ بات طے شدہ ہے

کہ ولاء عصوبت کی بنیاد پر ملتا ہے نہ کہ ذوی الفروض میں سے ہونیکی بنیاد پر لہٰذا اگر کوئی غلام آزاد شدہ مرتا ہے اور فقط اپنے معتق کے باپ اور بیٹے کو چھوڑتا ہے تو حضرات طرفین کے نزدیک سارا ولاء بیٹے کو ملے گا اور باپ محروم ہوگا اس اصول کی بنیاد پر جو ہم نے عرض کیا ہے اور اگر بیٹے کے ساتھ دادا ہو تو بالاجماع دادا محروم ہوگا اور سارا ترکہ بیٹے کو ملے گا۔ امام ابویوسف رح فرماتے ہیں کہ نتیجۂ ملک کو حقیقت ملک کے قائم مقام کیا جائیگا اور باپ کو چھٹا دیکر باقی بیٹے کو ملے گا لیکن امام ابویوسف رح پر اشکال وارد ہوتا ہے کہ دادا کے سلسلہ میں یہ اصول کہاں چلا گیا اور دادا کو کیوں محروم کیا گیا۔

(۲) شریعت مطہرہ نے یہ اصول مقرر کر دیا کہ اگر کوئی اپنے ذی رحم محرم کا مالک ہو جائے خواہ کسی طریقہ پر ہو خرید کر ہو یا ہبہ کے ذریعہ یا کسی اور ذریعہ سے تو وہ فوراً آزاد ہو جائیگا۔ اس کے آزاد کرنیکی ضرورت نہیں بلکہ خود بخود آزاد ہو جائے گا۔ اگر یہ پورے کا مالک ہوا تھا تو پورا ولاء اسی کیلئے ہوگا اور کم کا مالک ہوا ہو تو اتنا ہی ولاء اس کو ملے گا۔

خلاصۂ کلام: حق ولاء بقدر ملک ہوگا، ذو رحم محرم کا اگر مالک ہوگا تو وہ آزاد ہوگا ... کے علاوہ کا نہیں ذو رحم محرم سے مراد وہ شخص ہے کہ جس سے قریب کا رشتہ ہو یہ اسکے لغوی معنیٰ ہیں اور شریعت میں ذو رحم وہ ہے جو نہ اصحاب الفرائض میں سے ہو اور نہ عصبہ ہو۔ اور رحم کے معنیٰ ہیں قرابت کا علاقہ اور رشتہ۔ اور محرم وہ ہے جس سے نکاح حرام ہے اور یہ دونوں قید احترازی ہیں اگر یہ دونوں شرطیں پائی جائیں تو پھر مملوک آزاد نہ ہوگا مثلاً کسی نے کسی اجنبی کو خرید لیا تو وہ آزاد نہ ہوگا کیونکہ دونوں شرطیں منتفی ہیں اور اگر کوئی اپنی سوتیلی ماں کو خریدے یا کسی اور ذریعہ سے اس کا مالک ہو جائے تو وہ آزاد نہ ہوگی کیونکہ اس سے محرمیت کا رشتہ تو ہے لیکن وہ ذو رحم نہیں ہے۔ اور اگر کوئی اپنے چچازاد بھائی بہن یا خالہ زاد و پھوپی زاد بھائی بہن کا مالک ہو جائے تو وہ آزاد نہ ہوں گے کیونکہ ان کے ساتھ اگرچہ رحم کا رشتہ ہے لیکن یہ لوگ محرم نہیں ہیں بلکہ آپس میں مناکحت جائز ہے۔

جب یہ اصول ذہن نشین ہو گئے تو اب سنئے کہ ایک شخص ہے جو کسی کا غلام ہے اور اسکی تین لڑکیاں ہیں۔ زینب۔ خالدہ۔ زاہدہ اور یہ تینوں آزاد ہیں۔ ان تینوں میں سے دو یعنی زینب اور خالدہ نے پچاس دینار میں باپ کو خرید لیا جسمیں تیس۳۰ دینار زینب کے اور بیس۲۰ خالدہ کے ہیں اور زاہدہ خریدنے میں شریک نہیں ہوئی پھر باپ کا انتقال ہوتا ہے اور مثلاً پینتالیس۴۵ دینار چھوڑتا ہے تو ان کا دو ثلث احوال مذکورہ فی البنات کے مطابق ان تینوں کو ملیں گے لہٰذا پینتالیس۴۵ کا دو ثلث تیس۳۰ ہے تو ان تینوں کو تیس۳۰ بطریق فرضیت ملیں گے یعنی ہر ایک کو دس۱۰ اور باقی پندرہ۱۵ کے

پانچ حصے کر کے اس میں سے تین زینب کو اور دو خالدہ کو ملیں گے کیونکہ انکی ملکیت اسی مقدار سے ہے اسلئے کہ ۳/۵ کا خلاصہ ۳/۵ ہے اور ۲/۵ کا خلاصہ ۲/۵ ہے تو ما بقی پندرہ ۱۵ کا ۳/۵ ۹ ہے اور ۲/۵ کا خلاصہ ۶ ہے لہٰذا ۱۵ میں سے ۹ زینب کو اور ۶ خالدہ کو ملیں گے، جسکی صورت یہ ہے۔

۴۵

لڑکی	لڑکی	لڑکی
زینب	خالدہ	زاہدہ
۱۹	۱۶	۱۰

تنبیہ:۔ اس اصول سے فراغت کے بعد ہم یہاں ایک اصول ذہن نشین کر دینا چاہتے ہیں کہ جہاں ہم نے عرض کیا ہے کہ اگر کوئی وارث نہ ہو تو عصبۂ سببی وارث ہوگا اس سے مراد یہ ہے کہ ایسا وارث نہ ہو جو سارا مال لیکر اس کو محروم کر دے اور اگر سارے مال کو لینے والا کوئی نہ ہو تو پھر یہ وارث ہوگا اور باقی مال کو لے گا مگر ایسی صورت ایسی ہو سکتا ہے جب کہ عصبۂ نسبی موجود نہ ہو اور صرف ذوی الفروض میں سے کوئی ہو تو وہ اپنا حصہ لینے کے بعد جو کچھ چھوڑے گا تو اس کا مستحق عصبۂ سببی ہوگا۔
جب یہ تفصیل ذہن نشین ہوگئی تو اب عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

وَلو ترکَ ابا المعتِقِ وابنہ عند ابی یوسف رحمہ اللہ سُدسُ الولاءِ للأبِ والباقی للابنِ وَعندَ ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ الولاءُ کلّہ (ای المعتق بالفتح) للابنِ وَلاشیئَ للأب ولو ترکَ ابنَ المعتِقِ وجدّہٗ فالولاءُ کلّہ للابنِ بالاتفاق وَمَنْ مَلکَ ذَا رحم محرم منہ عتق علیہ ویکون وَلاءُہ لہٗ بقدرِ المِلکِ کثلٰثِ بنات لِلکبریٰ ثلثون دینارًا وللصغریٰ عشرون دینارًا فاشتریا اباھما بالخمسین ثم مَاتَ الأبُ وترکَ شیئًا فالثلثانِ بینھنّ اثلاثا بالفرض والباقی بینَ مشتریَتَیِ الابِ اَخماسًا بالولاءِ ثلثۃ اخماسہ للکبریٰ وخُمسَاہُ للصُّغریٰ وتصحُ مِنْ خمسۃٍ واربعین۔

ترجمہ:۔ اور اگر چھوڑا معتق کے باپ اور اسکے بیٹے کو تو ابو یوسفؒ کے نزدیک ولاء کا سدس باپ کیلئے ہوگا اور باقی بیٹے کیلئے ہوگا اور ابو حنیفہؒ و محمدؒ کے نزدیک سارا ولاء بیٹے کیلئے ہے اور باپ کے لئے کچھ نہیں ہے اور اگر معتق کے بیٹے اور دادا کو چھوڑا تو سارا ولاء بالاتفاق بیٹے کے لئے ہوگا۔ اور جو اپنے ذو رحم محرم کا مالک ہو جائے تو وہ اس پر آزاد ہو جائے گا اور بقدر ملک اس کیلئے اسکا ولاء ہوگا جیسے تین بیٹیاں ہوں بڑی زینب اسکے تیس دینار ہوں اور چھوٹی خالدہ اسکے بیس دینار ہوں۔ پھر ان دونوں نے پچاس دینار میں اپنے باپ کو خرید لیا پھر باپ مر گیا اور کچھ مال چھوڑا تو دو ثلث تو ان تینوں کے درمیان مقررہ حصوں کے وجہ سے تین حصے ہو کر تقسیم ہو جائے گا۔

(یعنی دو ثلث برابر برابر تقسیم ہوگا) اور باقی ولاء کے طریقہ پر باپ کو خریدنے والی دو کے درمیان پانچ حصے ہو کر تقسیم ہوگا باقی کے پانچ میں سے تین بڑی کے اور پانچ میں سے دو چھوٹی کے اور پینتالیس سے مسئلہ کی تصحیح ہو جائے گی۔

تنبیہ :- شاید اس تفصیل سے سارا مسئلہ واضح ہو گا رہی یہ بات کہ یہ مسئلہ ۴۵ سے کیوں نکلے گا تو اس کے اصول انشاءاللہ پرسوں کے سبق میں عرض کر دیئے جائیں گے اور وہیں کچھ مزید امثلہ عرض کی جائیں گی۔

حجب کا چودھواں (۱۴) سبق بیان

عزیزانِ محترم! آج کے سبق میں ہم حجب کے متعلق کچھ تفصیلاً عرض کریں گے، حجب کے لغوی معنیٰ روکنا اور باز رکھنا اسی وجہ سے دربان کو حاجب کہتے ہیں۔ اصطلاحِ فقہ میں حجب کہتے ہیں منع شخص معین عن میراثه اما كله او بعضه بوجود شخص اٰخر ويسمّى الاول حجب حرمان والثانی حجب نقصان۔ کذا قال السید یعنی کسی معین شخص کا دوسرے شخص کی وجہ سے کل میراث سے یا بعض سے محروم ہو جانا۔ جب حجب کی تعریف ذہن نشین ہو گئی تو محجوب اور محروم کے درمیان فرق کو سمجھ لینا چاہئے ممنوع اور محروم تو وہ شخص ہے کہ جس کو میراث نہ ملنے کا باعث کوئی ایسا سبب ہو جو اس کی ذات میں موجود ہو جیسے مثلاً اس کی رقیت یا اس کا کفر نیز اختلافِ دین یا اختلافِ دار (کما مر) اور محجوب وہ ہے کہ میراث نہ ملنے یا کم ملنے کا باعث کوئی اس کا ذاتی سبب نہ ہو بلکہ کوئی دوسرا شخص ہے جس کی وجہ سے یہ میراث نہیں پاتا یا پاتا ہے مگر کم پاتا ہے، اسی تقریر سے یہ بات بھی ذہن نشین ہو گئی ہوگی کہ حجب کی دو قسمیں ہیں (۱) حجب نقصان (۲) حجب حرمان۔ اول کا مطلب یہ ہے کہ حصہ میں کمی ہو جائے اور وہ افراد کہ دوسروں کی وجہ سے جن کے حصوں میں کمی ہوتی ہے صرف پانچ ہیں (۱) شوہر بیوی کی اولاد کے وقت میں بجائے نصف کے ربع کا مستحق ہوتا ہے (۲) بیوی شوہر کی اولاد کے وقت بجائے ربع کے ثمن پاتی ہے۔ (۳) ماں بیٹے یا پوتے نیز دو بھائی بہنوں کی موجودگی میں بجائے ثلث کے سدس کی مستحق ہوتی ہے۔ (۴) پوتی ایک بیٹی کی موجودگی میں بجائے نصف کے سدس کی مستحق ہوتی ہے۔ (۵) علاتی بہن ایک حقیقی بہن کی موجودگی میں بجائے نصف کے سدس کی مستحق ہوتی ہے۔ پھر حجب حرمان کو سمجھنے کے لئے ایک اصول ذہن نشین رکھیے کہ حکم بسا اوقات اثبات کے طریقہ پر ہوتا ہے اور کبھی نفیاً ہوتا ہے۔ وہو ظاہر نیز جب کسی فریق پر کوئی حکم لگایا جاتا ہے تو اثبات و نفی دونوں طریقہ پر ہوتا ہے ؎

ؔ حاشیہ بر صفحہ آئندہ

مثلاً جب کہا جائے کہ فلاں فریق جنت سے محروم ہے تو ایسی جگہ گنجائش ہے کہ کہدیا جائے کہ فلاں فریق جنت سے محروم ہے اور فلاں نہیں ہے اسی اصول کو سامنے رکھتے ہوئے حجب حرمان میں یہی طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ حجب حرمان کی دو قسمیں ہیں (۱) وہ فریق ہے جو کبھی محروم نہیں ہوتا اور وہ چھ افراد ہیں۔ باپ بیٹا شوہر بیوی بیٹی ماں ۔(۲) وہ فریق ہے جو کبھی وارث ہوتا ہے اور کبھی وارث نہیں ہوتا اب اسپر سوال پیدا ہوگا کہ کہاں وارث ہوگا اور کہاں نہیں ہوگا تو اس کیلئے دو اصول یاد رکھئے (۱) الاقرب فالاقرب جیسا کہ باب العصبات میں اسکی تفصیل گذر چکی ہے ۔(۲) واسطہ کے ہوتے ہوئے ذوالواسطہ محروم ہوا کرتا ہے اسی کو بالفاظ دیگر ایسے کہہ سکتے ہیں کہ میت سے جسکی رشتہ داری کسی واسطہ سے ہو تو اس واسطہ کے رہتے ہوئے یہ رشتہ دار میراث سے محروم رہے گا البتہ اولادِ اُم اس اصول سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اولادِ ام واسطہ یعنی ماں کے ہوتے ہوئے بھی وارث ہوتی ہے اور اس استثناء کے دو سبب ہیں ۔(۱) ماں چونکہ جمیع ترکہ کی مستحق نہیں ہوتی ۔(۲) اتحادِ سبب نہیں پایا گیا اسلئے کہ ماں ماں ہونے کی وجہ سے حصہ لیتی ہے اور اولادِ اُم رشتہ اخوت کی وجہ عہ سے ۔ پھر ایک اصول ذہن نشیں رکھئے کہ محجوب بالاتفاق حاجب بن جاتا ہے یعنی خود میراث نہ پانے کے باوجود دوسروں کے حصوں میں کمی کر دیتا ہے جیسے دو بھائی بہن ابا کی موجودگی میں محجوب ہیں لیکن اسکے باوجود ماں کے حصہ کو ثلث سے سدس کی طرف پھیر دیتے ہیں ایسے ہی دادی باپ کے سامنے محروم ہوتی ہے لیکن اسکے باوجود پڑنانی کو محروم کر دے گی (کما مَرّ) یہ گفتگو محجوب کے متعلق تھی لیکن محروم ہمارے نزدیک حاجب نہیں بنتا مثلاً کسی شخص کا انتقال ہوا اور اس کا کوئی کافر بیٹا یا غلام عہ موجود ہے تو اس بیٹے کی وجہ سے میت کا کوئی وارث محروم نہ ہوگا بلکہ اس بیٹے کو کالعدم شمار کر کے میراث تقسیم کیجائیگی ۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک محروم حجب نقصان کے ساتھ حاجب بنتا ہے حجب حرمان کے ساتھ نہیں مثلاً کسی عورت کا انتقال ہوا اس نے ایک شوہر اور دو اخیافی بھائی اور ایک کافر بیٹا چھوڑا تو جمہور کے نزدیک شوہر کو نصف اور دونوں بھائیوں کو ثلث اور باقی ان عصبات کے لئے ہے جو اس کافر بیٹے کے علاوہ ہیں اور اگر عصبات موجود نہ ہوں

عہ حاشیہ صفحہ گذشتہ :- ومثلہ تسمیۃ السالبۃ المتصلۃ والمنفصلۃ والحملیۃ متصلۃً ومنفصلۃً وحملیۃً مع سلبہا فہذا التعبیر کذلک فیہ ما فیہ فتدبر ۱۲ محمد یوسف عفرلہٗ عہ وتفصیلہ فی مجمع الانہر ص۷۵۴/۲ ۱۲ محمد یوسف ۔ عہ یعنی ایسا بیٹا جو کسی کا غلام ہے ۱۲ محمد یوسف عفرلہٗ ۔۔۔۔

تو اولادِ اُم پر رد کر دیا جائے گا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک شوہر کے لئے رُبع ملے گا چونکہ وہ کافر بیٹا محروم موجود ہے وہ شوہر کو اُن کے نزدیک حجب نقصان کے ساتھ محجوب بنائیگا البتہ اولادِ اُم اُن کے نزدیک بھی ثلث کی مستحق ہو گی اور باقی عصبات کا ہو گا۔ اگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کافر بیٹے کو حجب حرمان کے ساتھ حاجب شمار کرتے تو پھر اولادِ ام محروم ہوتی (کما مرّ) وفیہ مافیہ خیر جب یہ تفصیل ذہن نشین ہو گئی تو اب عبارت دیکھئے ؟ ۔

باب الحجب :- الحجب على نوعين حجب نقصان وهو حجب عن سهمٍ الى سهمٍ وذالك لخمسة نفرٍ للزوجين والامّ وبنتِ الابن والاختِ لابٍ وقد مرّ بيانهٗ ۔ وحجب حرمانٍ والورثة فيه فريقانِ فريق لا يحجبون بحالٍ البتة وهم ستة الابن والاب والزوج والبنت والام والزوجة وفريق يرثون بحال ويحجبون بحال وهذا مبنىّ على اصلين احدهما هو انّ كل من يُدلى الى الميت بشخصٍ لا يرث مع وجود ذلك الشخص سوى اولاد الام فانهم يرثون معها لانعدام استحقاقها جميعَ التركة والثانى الاقرب فالاقرب كما ذكرنا فى العصبات والمحروم لا يحجب عندنا وعند ابن مسعود رضى الله عنه يحجب حجب النقصان كالكافر والقاتل والرقيق والمحجوب يحجب بالاتفاق كالاثنين من الاخوة والاخوات فصاعداً من اىّ جهةٍ كانا فانهما لا يرثانِ مع الاب ولكن يحجبان الامّ من الثلث الى السدس :-

ترجمہ :- یہ باب الحجب ہے :- حجب دو قسم پر ہے ۔ حجبِ نقصان اور یہ ایک حصہ سے دوسرے حصہ کی طرف محروم ہونا ہے اور یہ پانچ اشخاص کیلئے ہے زوجین ماں پوتی اور علاتی بہن اور اس کا بیان گذر چکا ہے اور دوسرا حجب حرمان ہے اور وارثین اسمیں دو قسم کے ہیں ایک فریق وہ ہے جو کسی حال میں کبھی بھی محروم نہیں ہوتے اور وہ چھ افراد ہیں بیٹا باپ شوہر بیٹی اور ماں اور بیوی - اور دوسرا فریق وہ ہے جو کبھی وارث ہوتے ہیں اور کبھی محروم ہو جاتے ہیں اور یہ دو اصول پر مبنی ہے ۔ پہلا اصول یہ ہے کہ جو شخص میت کی جانب کسی دوسرے شخص کے واسطہ سے منسوب ہوتا ہے تو وہ اس دوسرے شخص کی موجودگی میں وارث نہ ہو گا علاوہ اولادِ ام کے کہ وہ ماں کے ساتھ وارث ہوتے ہیں ماں کے پورے ترکہ کی مستحق نہ ہونے کی وجہ سے ۔ اور دوسرا اصول الاقرب فالاقرب جیسا کہ ہم عصبات کے بیان میں ذکر کر چکے ہیں اور محروم ہمارے نزدیک حاجب نہیں بنتا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک حجب نقصان کے ساتھ حاجب بنتا ہے جیسے کافر اور قاتل اور غلام اور محجوب بالاتفاق حاجب بنتا ہے ۔ جیسے دو یا اس سے زیادہ بھائی بہن جس جہت کے بھی ہوں باپ کے ساتھ وارث نہیں ہوتے لیکن ماں کیلئے

حاجب بن کر اس کو ثلث سے سدس کی جانب پھیر دیتے ہیں۔

مسئلہ بنانیکا پندرہواں سبق طریقہ

عزیزان گرامی! آج کے سبق میں آپکو تقسیم ترکہ کا طریقہ اور تخریج مسائل کے اصول بتائے جائینگے یہ بات آپ پہلے جان چکے ہیں کہ مقررہ حصے چھ ہیں۔ نصف ۱۔ ربع ۲۔ ثمن ۳۔ ثلثان ۴۔ ثلث ۵ سدس ۶۔ یہاں ان چھ کو دو قسموں پر منقسم کر لیجئے۔ پہلے تینوں کو نوعِ اوّل اور آخر والے تینوں کو نوع ثانی کہیئے کیونکہ نوع اول میں آپس میں تضعیف وتنصیف کا تعلق ہے اور ایسے ہی نوعِ ثانی میں ہے اسی مناسبت سے انکو دو نوع پر تقسیم کر دیا گیا۔ اسی کے ساتھ یہ بھی ذہن نشیں رکھئے کہ ربع کا ہمنام عدد چار ہے اور ثمن کا آٹھ اور ثلث او ثلثان کا تین اور سدس کا چھ۔ مگر نصف کا ہمنام کوئی عدد نہیں ہے تو اس کا معین ومددگار دو ۲ کو مانا جائیگا۔ ان تمہیدات کے بعد ہم پہلے یہاں سے ہٹ کر ایک اصول عرض کرتے ہیں کہ اگر وارثین میں سے کوئی اصحاب الفرائض میں سے نہ ہو بلکہ سب عصبات صنف واحد کے ہوں جنکی عصوبت قرب قرابت اا اور قوت کے اعتبار سے مساوی ہے تو وہاں ترکہ کی تقسیم کے لئے کوئی خاص قاعدہ مقرر نہیں ہے بلکہ ان کے عدد رؤس کے مطابق ترکہ تقسیم کر دیا جائے گا جیسے مثلاً مرنے والے کے صرف پانچ حقیقی بھائی ہیں تو کل ترکہ پانچ سے تقسیم کر کے ایک ایک سب کو دیا جائے گا جسکی صورت یہ ہے :-

میت ۵

اخ	اخ	اخ	اخ	اخ
۱	۱	۱	۱	۱

اور اگر پانچ حقیقی بھائی اور پانچ بہنیں ہوں تو ان کا عدد رؤس پندرہ مانکر پندرہ سے تقسیم کر کے ہر بھائی کو دو ۲ اور ہر بہن کو ایک ایک دیا جائے گا۔ جسکی صورت یہ ہے :-

میت ۱۵

اخ	اخ	اخ	اخ	اخ	اخت	اخت	اخت	اخت	اخت
۲	۲	۲	۲	۲	۱	۱	۱	۱	۱

اور اگر اصحاب الفرائض موجود ہوں تو اسکی پانچ صورتیں ہونگی (۱) ایسے وارثین ہوں کہ فروضِ

مقدرہ میں سے وہاں صرف ایک ہی جمع ہے خواہ جونسا ہو تو اس صورت نمبر (۱) کا اصول یہ ہے کہ جو فرض (حصہ) جمع ہے اس کا ہمنام عدد لیکر مسئلہ بنا دو اور اگر کوئی حصہ ایسا ہو کہ کوئی عدد اس کا ہمنام نہ ہو تو اسکے معین و مددگار کو لیکر مسئلہ بنا دو جیسے :- مسئلہ ۴

زوج	ابن
۱	۳

صورتِ مذکورہ میں شوہر ہے اور بیٹا۔ بیٹا تو عصبہ ہے اور شوہر یہاں ربع ۱/۴ کا مستحق ہے کیونکہ بیوی کی اولاد موجود ہے تو یہاں صرف رُبع آیا ہے اور اس کا ہمنام چار ہے لہذا چار سے مسئلہ بنا دیا جائے گا اور رُبع یعنی ۱/۴ شوہر کو دیدیا گیا اور باقی عصبہ ہونے کی وجہ سے بیٹے کو دیا گیا اور جیسے مسئلہ ۲

بنت	عم
۱	۱

اس صورت میں فقط نصف ہے اور اس کا ہمنام کوئی نہیں البتہ اس کا معین دو ۲ ہے تو اسی سے مسئلہ بنا کر ۱/۲ دیدیں ایک بیٹی کو اور باقی ایک عصبہ ہونیکی وجہ سے چچا کو دیا جائیگا۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ نوعِ اول یا ثانی میں سے کسی بھی نوع کے ایک سے زیادہ حصے جمع ہوجائیں مثلاً نصف اور رُبع اور ثمن یا ثلث اور ثلثان اور سُدس جمع ہوجائیں تو اس صورت کا اصولِ کلی یہ ہے کہ اسپر غور کرلو کہ سب سے چھوٹا اور کم حصہ کونسا ہے جو جس عدد سے وہ نکل سکتا ہے بڑا اور زیادہ حصہ بھی اسی سے نکل جائیگا مثلاً نوع اول کے تینوں جمع ہوگئے اور اس نوع میں سب سے کمتر حصہ ثمن ہے جس کی تقسیم آٹھ سے ہوگی تو اسی آٹھ سے رُبع اور نصف بھی نکل جائیگا نیز نوعِ ثانی میں سب سے کمتر سُدس ہے جسکا ہمنام چھ ۶ ہے تو اسی چھ سے سُدس بھی نکل جائیگا اور ثلث اور ثلثان بھی جیسے مسئلہ ۴

شوہر	بیٹی	عم
۱	۲	۱

صورتِ مذکورہ میں شوہر کا رُبع اور بیٹی کا نصف جمع ہے اور چھوٹا رُبع ہے جسکا مخرج چار ہے تو یہی چار بڑے یعنی نصف کا بھی مخرج ہوگا لہذا شوہر کو ۱/۴ اور بیٹی کو ۲/۴ اور چچا کو باقی ماندہ ایک ملے گا اور جیسے مسئلہ ۸

زوجہ	بنت	عم
۱	۴	۳

صورتِ مذکورہ میں زوجہ کا ثمن ہے جو چھوٹا حصہ ہے اور بیٹی کا نصف ہے جو بڑا حصہ ہے یہ نصف بھی آٹھ سے تقسیم ہوجائیگا لہذا آٹھ سے مسئلہ کی تخریج کرکے زوجہ کو ایک اور بیٹی کو چار اور باقی تین چچا کو ملیں گے۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ نوعِ اول کا نصف نوعِ ثانی کے کل یا البعض سے ملجائے تو وہاں مسئلہ کی تخریج چھ ۶ سے ہوگی جیسے مسئلہ ۶

بنت	ام	عم
۳	۱	۲

صورتِ مذکورہ میں بیٹی کو نصف ملے گا۔ اور ماں کو سدس تو یہاں نوعِ اول کا نصف نوع ثانی کے سدس سے مل گیا۔ لہذا اصولِ مذکورہ کے مطابق مسئلہ کی تخریج چھ ۶ سے ہوئی جیسے

سے بیٹی کو تین ماں کو ایک اور باقی دو عصبہ ہونیکی وجہ سے چچا کو ملیں گے اور جیسے مسئلہ ۶ عنہ
صورت مذکورہ میں شوہر کے لئے نصف ہے (کما مر) اور حقیقی بہنوں کے زوج ۳ دو حقیقی بہن ۴ ام ۱
لئے دو ثلث اور ماں کے لئے سدس ہے تو یہاں نوع اول کا نصف نوع ثانی کے سدس اور
ثلثان سے ملا ہوا ہے تو اصول مذکورہ کے مطابق تخریج چھ سے ہوئی مگر چونکہ چھ عدد اس تخریج
کے لئے ناکافی تھا۔ اسلئے اس کو عول کر کے آٹھ بنایا گیا اب مسئلہ کی تخریج درست ہوگئی عول کا
تفصیلی بیان اگلے باب میں آرہا ہے اور جیسے مسئلہ ۶ عول ۱۰ صورت
مذکورہ میں نوع اول کا نصف نوع ثانی کے زوج ۳ ۔ حقیقی بہنیں ۴ ۔ اخیافی بہنیں ۲ ام ۱ تینوں
حصوں سے ملا ہوا ہے ۔ لہذا مسئلہ کی تخریج ۶ سے ہوئی اور عول کر کے دس کر لیا گیا جس میں
سے تین شوہر کو اور چار حقیقی بہنوں کو اور دو اخیافی بہنوں کو اور ایک ماں کو ملے گا ۔

(۴) چوتھی صورت یہ ہے کہ نوع اول کا ربع نوع ثانی کے کل یا بعض سے ملجائے تو تخریج
مسئلہ ۱۲ سے ہوگی جیسے مسئلہ ۱۲ زوج ۳ بنتین ۹ تو صورت مذکورہ میں شوہر کا ربع اور
بیٹیوں کے لئے دو ثلث ہے یعنی ۸ باقی ایک بھی رد کر کے انہیں کو
دیا جائیگا۔ اب ان کیلئے نو ہو گئے ۔ تو خیر مثال مذکور میں ربع ثلثان سے ملا ہوا ہے تو مسئلہ
۱۲ سے بنے گا اور جیسے مسئلہ ۱۲ زوجہ ۳ ام ۴ عم ۵ صورت مذکورہ میں ربع ثلث سے
ملا ہوا ہے۔ اور جیسے مسئلہ ۱۲ عول ۱۷ زوجہ ۳ ام ۲ حقیقی بہنیں ۸ ۔ اخیافی بہنیں ۴ اس مثال میں نوع اول کا
ربع نوع ثانی کے جمیع سے ملا ہوا ہے لہذا اصول
مذکور کے مطابق تخریج ۱۲ سے ہوئی پھر ۱۷ سے عول ہوا ۔

(۵) پانچویں صورت یہ ہے کہ نوع اول کا ثمن نوع ثانی کے بعض سے یا کل سے ملجائے
تو مسئلہ کی تخریج چوبیس سے ہوگی جیسے مسئلہ ۲۴ زوجہ ۳ ابن ۱۷ ام ۴ صورت مذکورہ میں
ثمن یعنی ۳/۲۴ بیوی کو اور سدس ۴/۲۴ ماں کو اور باقی ۱۷/۲۴ بیٹے
کو ملے گا۔ اور جیسے مسئلہ ۲۴ زوجہ ۳ بنتان ۱۶ عم ۵ ۔

خیر جب یہ تفصیلات ذہن نشین ہوگئیں تو اب عبارت ملاحظہ فرمائیں ۔

عنہ رد کے اصول باب الرد میں پیش کئے جائیں گے ۱۲ محمد یوسف ۔

بابُ مخارج الفروضِ

اعلم ان الفروض المذکورة فی کتاب اللہ تعالیٰ نوعانِ الاول النصف والربع والثمن والثانی الثلثان والثلث والسدس علی التضعیف والتنصیف فاذا جاءَ فی المسائل من ھذہ الفروض اُحادُ اُحادُ فمخرج کل فرضٍ سمیّہٗ الّا النصف وھو من اثنین کالربع من اربعةٍ والثمنِ من ثمانیةٍ والثلثِ من ثلثةٍ واذا جاءَ مثنیٰ اوثُلٰث وھما من نوعٍ واحدٍ فکل عددٍ یکون مخرجا لجزءٍ فذٰلک العددُ ایضا یکون مخرجا لضعفِ ذٰلک الجزءِ ولضعفِ ضعفہٖ کالستةِ ھی مخرج السدس ولضعفِ ضعفہٖ واذا اختلط النصفُ من الاول بکل الثانی اوببعضہٖ فھو من ستةٍ واذا اختلط الربعُ بکل الثانی اوببعضہٖ فھو من اثنیٰ عشرَ واذا اختلط الثمنُ بکل الثانی اوببعضہٖ فھو من اربعةٍ وعشرین :-

ترجمہ :- یہ مخارج فروض کا باب ہے :- جان تو کہ وہ حصے جو کتاب اللہ میں مذکور ہیں دو قسم پر ہیں اول نصف، رُبع، ثمن، اور دوسری قسم ثلثان، ثلث، اور سُدس تضعیف و تنصیف کے اعتبار سے پس جب کہ مسائل ذوالفض میں ان چھ فرضوں میں سے ایک ایک فرض آئے تو ہر فرض کا مخرج اسکا ہمنام ہوگا علاوہ نصف کے کہ اس کا مخرج دو ہے جیسے رُبع چار سے (نکلے گا) اور ثمن آٹھ سے اور ثلث تین سے اور جب کہ دو دو یا تین تین آجائیں اور وہ ایک ہی نوع کے ہوں تو ہر وہ عدد جو جزء کا مخرج ہوگا تو وہی عدد اس جزء کے دو گنے اور اسکے دو گنے کے دو گنے کا مخرج ہوگا جیسے چھ کہ یہ سدس کا مخرج ہے اور اسکے دو گنے (ثلث) کا اور اسکے دو گنے کے دو گنے (ثلثان) کا مخرج ہے اور جب کہ نوع اول کا نصف نوع ثانی کے کل یا بعض سے ملجائے تو وہ چھ سے (نکلے گا) اور جب کہ رُبع نوع ثانی کے کل یا بعض سے مل جاوے تو وہ بارہ ۱۲ سے نکلے گا اور جب کہ ثمن نوع ثانی کے کل یا بعض سے مل جائے تو وہ چوبیس ۲۴ سے نکلے گا۔

تشریح

یہاں بظاہر اشکال ہوتا ہے کہ جب ربع، ثلث وغیرہ سے ملتا ہے تو مسئلہ ۱۲ سے بنتا ہے مگر سبق نمبر ۹ صہ ۳۰ پر اس مثال سے مسئلہ ۴ ——— یہ اصول ٹوٹ رہا ہے چونکہ ماں کے لئے مابقی کا ثلث ہے اور زوجہ (زوجہ ۱، ام ۱، اب ۲) کے لئے رُبع ہے تو ربع اور ثلث کا اختلاط ہے۔ لہذا مسئلہ ۱۲ سے ہونا چاہیئے؟

قلتُ یہ اصول ثلث الکل کی صورت میں ہے نہ کہ ثلث الباقی کی صورت میں جو درحقیقت ربع ہے اور جب دو ربع جمع ہوں گے تو مسئلہ ۴ ہی سے بنے گا۔ فلا اشکال فیہ۔

باب سولہواں سبق العول

عزیزانِ محترم! کل کے سبق میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ مسئلہ کیسے بنایا جائے گا۔ مگر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس ضابطۂ مذکورہ کے مطابق تخریج کر دی جاتی ہے لیکن کبھی مسئلہ ٹھیک نہیں ہوتا اور سہام مخرج سے بڑھ جاتے ہیں اور کبھی مخرج سہام سے بڑھ جاتا ہے تو ایسی صورت میں کچھ ایسے اصول کی ضرورت تھی جو اس کمی بیشی میں رہنمائی کریں تو کچھ اصول مقرر کئے گئے جو ان دونوں صورتوں میں رہنمائی کریں کمی کو پورا کرنے کے لئے عول کے اصول مقرر ہوئے اور زیادتی کو درست کرنے کیلئے رد کے اصول مقرر ہوئے۔ مثلاً اس مثال میں دیکھو

مسئلہ ٦ عول ٨

زوج	اختان عینی	ام
٣	٤	١

اس مثال میں بہنوں کے لئے دو ثلث ماں کے لئے سدس اور شوہر کیلئے نصف ہے۔ پہلے سبق میں ذکر کردہ قاعدہ کے مطابق مسئلہ چھ سے بنا دیا گیا مگر سہام مخرج (چھ) سے بڑھ گئے چونکہ سہام آٹھ ہو گئے اور مخرج چھ ہے تو اس چھ میں عول کیا گیا اور یہ نشان ع بنا کر اسکے اوپر ع٨ لکھا گیا تو اب اس کمی میں سب برابر کے شریک ہو گئے اور عول کی ابتدا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے باجماع صحابہ ہوئی ہے اور ہم کو خلفاءِ راشدین کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین ہونی چاہیئے کہ بیٹے یا پوتے کی موجودگی میں کبھی عول نہیں ہوگا کیونکہ خداوند قدوس نے انکی موجودگی میں بعض ذوی الفروض کو تو بالکل محروم کر دیا ہے اور بعض کے حصے بہت کم کر دیئے ہیں لہذا انکی موجودگی میں مخرج سہام سے کبھی تنگ ہونیکی نوبت ہی نہیں آتی نیز عول کی صورت میں عصبات حصہ نہیں پا سکتے ہیں۔ اسلئے کہ عصبات کو اصحاب الفرائض سے باقی ماندہ ملتا ہے اور یہاں باقی تو کیا ہوتا ___ خود وارثوں کے حصے میں کمی آ رہی ہے تو پھر عصبات کو ملنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

اس تمہید سے آپ کو عول کی تعریف بھی سمجھ میں آگئی ہوگی لہذا اب عول کے اصول ذہن نشین کیجئے۔ مخارج کل سات ہیں ٢ ، ٣ ، ٤ ، ٨ ، ٦ ، ١٢ ، ٢٤ ، ان میں سے

ع مسائل الفرائض ثلاثة اقسام عادلة وعاذلة وعائلة الخ شامی ص ٥٠١ ج ٥ ١٢ محمد یوسف

سے جو پہلے چار ہیں ان میں کبھی عول نہیں ہوتا کیونکہ باستقراء معلوم ہوچکا ہے کہ ان میں کبھی سہام مخرج سے نہیں بڑھتے باقی تینوں میں عول ہوتا ہے[له] ٦ ر میں چار عول ہوتے ہیں وتراً بھی اور شفعاً بھی یعنی کبھی اس کا عول ٧ ر ہوگا۔ اور کبھی ٨ ر اور کبھی ٩ کبھی ١٠ ر ٧ ر ٩ ر طاق ہیں ٩ ر ٨ ر ١٠ ر جفت ہیں اسی کو وتراً او شفعاً سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور ١٢ ر میں فقط تین عول ہوتے ہیں۔ ١٧ ر تک فقط وتراً یعنی ١٣ ر ١٥ ر ١٧ ر اور ٢٤ ر مین صرف ایک ہوتا ہے یعنی ٢٧ ر فقط اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ٣١ ر تک ہوتا ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ٦ ر کا عول کبھی ٧ ر ہوتا ہے۔ جیسے

مسـ ٦ ـ ٧

زوج	اختان لأب
٣	٤

وھو ظاھرٌ ایضاً۔

اور کبھی ٨ ر ہوتا ہے۔ جیسے۔

مسـ ٦ ـ ٨

زوج	اختان لاب	ام
٣	٤	١

وھو ظاھر ایضاً۔

اور کبھی ٩ ر ہوتا ہے۔ جیسے۔

مسـ ٦ ـ ٩

زوج	اختان لاب	اختان لام
٣	٤	٢

وھو ظاھر ایضاً

اور کبھی ١٠ ر ہوتا ہے۔ جیسے۔

له ملتقی الابحر ص ٢٦٢ ج ٢ پر اس جگہ نکاتِ عزیزہ بیان کئے گئے ہیں۔ فلیراجع ١٢ محمد یوسف تاؤلوی

مسئلہ ۶ عـ ۱۰

زوج	اختان لاب	اختان لام	ام
۳	۴	۲	۱

اور ۱۲ کا عول کبھی ۱۳ ہوگا جیسے

مسئلہ ۱۲ عـ ۱۳

زوجہ	اختان عینی	ام
۳	۸	۲

وھوظاھرٌ۔

اور کبھی ۱۵ ہوتا ہے جیسے

مسئلہ ۱۲ عـ ۱۵

زوجہ	اختان حقیقی	اختان لام
۳	۸	۴

اور کبھی ۱۲ کا عول ۱۷ ہوتا ہے جیسے مسئلہ ۱۲ عـ ۱۷

زوجہ	اختان عینی	اختان لام	ام
۳	۸	۴	۲

وظاھرایضاً اور ۲۴ کا عول صرف ۲۷ ہوتا ہے جیسے مسئلہ ۲۴ عـ ۲۷

زوجہ	بنتان	اب	ام
۳	۱۶	۴	۴

اس مسئلہ کا نام مسئلہ منبریہ ہے وجہ اسکی یہ ہوئی کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضؓ کوفہ میں منبر پر خطبہ دے رہے تھے آپ نے یہاں تک خطبہ پڑھا الحمد للّٰہ الذی یحکم بالحق قطعاً ویجزی کل نفس بما تسعیٰ والیہ المآبُ والرجعیٰ تو سائل نے پوچھا البنی للزوجۃ الثمن یعنی بیوی کیلئے تو ثمن ہوا کرتا ہے اور اس مسئلہ میں ثمن اسکو نہیں مل رہا ہے اسلئے کہ ثمن تو جب ہوتا ہے جب اس کو ۲۴ میں سے ۳ ملتے اور یہاں اسکو ۲۷ میں سے ۳ ملتے ہیں تو آپ نے فی البدیہ ارشاد فرمایا صار ثمنہا تسعاً یعنی بیوی کو بجائے ثمن کے نواں حصہ ملے گا اس لئے اسکو منبریہ کہا گیا ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضؓ ۲۴ کا عول ۳۱ تک کرتے ہیں مسئلہ ۲۴ عـ ۳۱

چونکہ محروم بیٹیاں ابن مسعود رضؓ کے نزدیک حجب نقصان کے ساتھ حاجب

زوجہ	ام	اختان لاب	اختان لام	ابن کافر
۳	۴	۱۶	۸	م

ہوا کرتا ہے اسلئے زوجہ کو ثمن ملے گا اور جب ثمن کا اختلاط نوع ثانی کے کل یا بعض کیساتھ ہوتا ہے تو مسئلہ ۲۴ سے نکلتا ہے کما مرّ تو پھر ۳۱ سے عول کئے بغیر چارہ نہیں اور ہمارے نزدیک محروم دوسروں کیلئے حاجب نہیں ہوتا لہذا بیوی کو ربع ملے گا اور جب ربع کا اختلاط

نوع ثانی کے ساتھ ہوا کرتا ہے تو تخریج مسائل ۱۲ سے ہوتی ہے لہذا ۱۲ سے مسئلہ بن کر ۱۷ سے اس کا عول ہوگا جیسے مسئلہ ۱۲ عول ۱۷ ۔

زوجہ	ام	اختان لاب	اختان لام	ابن کافر
۳	۲	۸	۴	محروم ۔

جب یہ تفصیلات ذہن نشین ہوگئیں تو اب عبارت ملاحظہ فرمائیں ۔

باب العول :۔ العول ان یزاد علی المخرج من اجزائه اذا ضاق عن فرض
اعلم ان مجموع المخارج سبعة ۔ اربعة منها لا تعول وهی الاثنان والثلثة والاربعة والثمانية وثلثة منها قد تعول اما الستة فانها تعول الی عشرة وترا وشفعا واما اثنا عشر فهی الی سبعة عشر وترا لا شفعا واما اربعة وعشرون فانها تعول الی سبعة وعشرين عولا واحدا كما فی المسئلة المنبرية وهی امرأة وبنتان وابوان ولا یزاد علی هذا الا عند ابن مسعود رضی الله عنه، فان عنده تعول الی احد وثلثين ۔

ترجمہ

یہ عول کا باب ہے :۔ عول یہ ہے کہ مخرج پر اس کے اجزاء بڑھا دیئے جائیں جب کہ مخرج ادائیگی فرض سے تنگ ہو جائے ۔ جاننا چاہیئے کہ کل مخارج سات ہیں ان میں سے چار عول نہیں ہوتے اور ان میں سے تین میں عول ہو جاتا ہے ۔ بہر حال چھ[۶] کا عول دس[۱۰] تک ہوتا ہے طاق اور جفت دونوں طرح اور بارہ[۱۲] کا سترہ[۱۷] تک ہوتا ہے طاق ہو کر نہ کہ جفت ہو کر ۔ اور چوبیس[۲۴] کا عول ستائیس[۲۷] کی طرف ایک ہی عول ہوتا ہے جیسے کہ مسئلہ منبریہ میں ہے اور وہ یہ ہے زوجہ اور دو لڑکیاں اور ماں اور باپ اور یہ عول ستائیس پر بڑھایا نہیں جاتا مگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک کیونکہ ان کے نزدیک چوبیس کا عول ۳۱ تک ہوتا ہے ۔

شاید اب مزید گفتگو کی حاجت نہ رہی ہوگی ۔ البتہ اتنی بات ذہن نشین رکھئے کہ مسائل فرائض تین قسم کے ہوتے ہیں ۔ (۱) عادلہ (۲) عاذلہ ۔ (۳) عائلہ ۔ اول میں نہ عول اور نہ رد ثانی میں رد ہے اور ثالث میں عول ہے ۔

اعداد کی نسبتوں ۔ سترہواں[۱۷] سبق کا بیان

عزیزان گرامی ۔ آج کا سبق بہت توجہ چاہتا ہے ۔ ایک اصول ذہن نشین کیجئے علم فرائض

لہ اور یہ ہیں ۲ ۔ ۳ ۔ ۴ ۔ ۸

فرائض میں کسر کو برداشت نہیں کیا جاتا یعنی یہاں یہ جائز نہیں ہے کہ سہام کے اندر کسر اور ٹوٹن واقع ہو جائے مثلاً کسی کو چار سہام ملنے کے بجائے ساڑھے چار یا سوا چار یا پونے چار ملنے لگیں ($4\frac{1}{2}$، $4\frac{1}{4}$، $3\frac{3}{4}$ وغیرہ) تو یہ ناجائز ہے اسلئے اس کسر کو درست کرنے کے لئے **تصحیح** کے اصول مقرر کئے گئے ہیں اور تصحیح کے قواعد سمجھنے کے لئے جہاں علم حساب کے ضروری قواعد کا علم ضروری ہے وہاں اعداد میں نسبتوں کی کیفیت سے بھی پوری واقفیت ضروری ہے اسی ضرورت کے پیش نظر **باب التصحیح** سے پہلے بطور تمہید کے اعداد کی نسبتوں کو بیان کیا جاتا ہے۔ یہاں یہ بات بھی یاد رکھو کہ فرائض کی اصطلاح میں ایک کو عدد نہیں کہا جاتا اس لئے کہ مجموعۂ حاشیتین کے نصف کو عدد کہتے ہیں اور یہ تعریف ایک پر صادق نہیں آتی۔ (الکلام المنتظم میں اس کو ہم نے بسط سے بیان کر دیا ہے) اعداد کے درمیان چار نسبتوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے۔ بالفاظ دیگر اعداد کے درمیان متحقق ہونے والی نسبتیں کل چار ہیں (۱) تماثل (۲) تداخل (۳) توافق (۴) تباین۔ ہر ایک کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

تفصیل تماثل و تداخل: اگر ایک عدد دوسرے کا ہم مثل ہو جیسے ۲ ر ۲ یا ۴ ر ۴ یا ۵ ر ۵ تو ان دونوں کو متماثلین اور انکی نسبت کو تماثل کہتے ہیں۔ اور اگر دو مختلف اعداد اس کیفیت پر ہوں کہ ان میں جو عدد چھوٹا ہو وہ بڑے عدد کا جز ہو تو ان دونوں کو متداخلین اور انکی نسبت کو تداخل کہا جاتا ہے جیسے ۳ اور ۹ کہ ۳ ر ۹ کا جز ہے۔ اسی کو بالفاظ دیگر یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ اگر چھوٹے عدد کو بڑے میں سے ایک یا چند بار نکالا جائے تو بڑا عدد ختم ہو جائے۔ جیسے مثال مذکور میں جب ۹ میں سے ۳ کو تین مرتبہ نکالا گیا تو ۹ ختم ہو جائیگا کما لا یخفیٰ بالفاظ دیگر اسی مفہوم کو یوں بھی تعبیر کر سکتے ہیں کہ اگر بڑا عدد چھوٹے کا ایک گنا یا چند گنا ہو جیسے مثال مذکور میں ۹ ر ۳ کا تین گنا ہے کما لا یخفیٰ اسی کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اگر چھوٹے کو اسی کے ہم مثل سے ایک یا چند مرتبہ بڑھایا جائے تو وہ بڑے کے مثل ہو جائے جیسے مثال مذکور میں جب ۳ ر کو دو مرتبہ اسی کے مثل ۳ سے بڑھایا گیا تو وہ ۹ کے مثل ہو گیا۔ بالفاظ دیگر اسی مفہوم کو یوں بھی تعبیر کر سکتے ہیں کہ تداخل یہ ہے کہ بڑا عدد چھوٹے پر برابر تقسیم ہو جائے جیسا کہ مثال مذکور میں، کہ ۹ ر ۳ ر پر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔ مختلف تعبیرات سے اسلئے تعریف پیش کی گئی کہ بات ذہن نشین ہو جائے۔

تفصیل توافق:۔ اور اگر دو عدد ایسے ہوں کہ چھوٹا عدد بڑے کا جز نہیں ہے جیسے ۸ ر اور ۲۰ ر اور نہ چھوٹا عدد بڑے کو فنا کر سکتا ہے اور نہ بڑا عدد چھوٹے پر برابر تقسیم

ہوسکتا ہے تو وہاں غور کیا جائے کہ کوئی ایسا تیسرا عدد ہے یا نہیں جو ان دونوں کو فنا کر دے یا وہ دونوں اس پر بلا کسر تقسیم ہوجائیں اگر مل جائیں تو ان دونوں کو متوافقین اور انکی نسبت کو توافق کہا جاتا ہے جیسے مثال مذکور میں ۸ ر اور ۲۰ رکو ۴ ر فنا کر دیتا ہے ۸ رکو دو مرتبوں میں اور ۲۰ رکو پانچ مرتبہ میں تو ان کو فنا کرنیوالا عدد ۴ ہے اور ۴ ربع کا مخرج ہے تو ان کو متوافقین بالربع کہا جائیگا یعنی اس توافق کو مخرج کسر کے نام سے موسوم نہیں کیا جاتا ہے بلکہ کسر کے نام سے موسوم کرتے ہیں

تفصیل تباین:۔ اور اگر دو عدد ایسے ہوں کہ وہ آپس میں ایکدوسرے پر برابر تقسیم ہوسکتے ہیں اور نہ کوئی تیسرا عدد ایسا ملتا ہے کہ جس پر یہ دونوں برابر تقسیم ہوسکیں تو ایسے دو عدد دوں کو متبائنین اور انکی نسبت کو تباین کہا جاتا ہے۔ ان نسبتوں کے پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ چھوٹے عدد کو بڑے عدد میں سے ایک بار یا چند بار دونوں جانبوں سے اتنا گھٹایا جائے کہ دونوں ایک میں (جو عدد نہیں ہے کما مر) متحد ہوجائیں تو ان دونوں میں تباین کی نسبت ہوگی مثلاً ۷ ر ۱۰ ر ہیں اور ۷ رکو ۱۰ میں سے گرایا تو ۳ ر باقی رہے پھر ۳ رکو دو مرتبہ ۷ ر میں سے گرایا تو ایک باقی رہا۔ پھر ایک کو دو مرتبہ تین میں سے گھٹایا تو بھی یہی ایک ہی باقی رہا تو چونکہ یہاں ان عددوں عددوں کا گھٹانیکے بعد ایسے درجہ میں اتحاد ہے جو ایک ہے جسکو عدد ہی نہیں کہا گیا۔ لہذا معلوم ہوا کہ ۷ اور ۱۰ میں تباین کی نسبت ہے جسکی صورت یہ $\frac{7}{10}$ $\frac{7}{3}$ $\frac{1}{3}$ $\frac{1}{2}$ $\frac{1}{1}$ کیونکہ چھوٹے عدد کو اگرچہ دونوں طرفوں سے کئی بار کم کیا لیکن دونوں عدد ہر بار ایک ہی میں متفق ہوتے ہیں لہذا معلوم ہوا کہ دونوں میں تباین ہے۔ اور اگر ان دونوں عددوں کو گھٹایا گیا اور ان کا اتحاد ایک کے علاوہ کسی عدد میں ہوتا ہے تو اُن میں توافق ہے مثلاً ۸ ر اور ۱۸ ر کہ ۸ رکو ۱۸ میں سے دو بار گھٹایا جائے تو ۲ ر باقی بچیں گے۔ اور جب ۲ رکو ۸ ر میں سے تین دفعہ گرائیں تو بھی ۲ ر ہی باقی بچتے ہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ ۸ ر اور ۱۸ ر میں توافق ہے اور یہ باہم متوافقین ہیں۔ اگر فنا کرنیوالا عدد ۲ ر ہو تو اس کو توافق بالنصف کہا جاتا ہے اور تین ہو تو بالثلث تا بالعشر دس کے بعد اس کی نسبت کو مرکب لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مثلاً گیارہ کے اندر اگر اتفاق ہو تو اس کو توافق بجزء من احد عشر کہتے ہیں اور اگر بارہ میں ہو تو توافق بجزء من اثنا عشر جیسے ۹ ر ۱۲ ر کہ ان دونوں کو ۳ ر فنا کر دیتا ہے تو یہ توافق بالثلث ہے اور جیسے ۸ ر ۱۲ ر کہ ان کو ۴ ر فنا کرتا ہے لہذا یہ توافق بالربع ہے۔

مطلب یہ ہے کہ فنا کرنیوالا عدد جس کسر کا مخرج ہو تو اسی کسر میں توافق ہے اور اسی

کر کو وفق کہا جاتا ہے [1] ۔

شاید اس تفصیل سے ہر ایک کو سمجھنا آسان ہوگیا ہوگا ۔

بہر حال ہم نے عرض کیا کہ نسبتیں چار ہیں جنکی تفصیل عرض کردی گئی۔ اب ہم وجہ حصر عرض کرتے ہیں ۔

دونوں عدد مساوی ہوں گے یا نہیں اول صورت میں وہ متماثلین ہیں اور دوسری صورت میں ان میں سے ایک دوسرے کو فنا کر یگا یا نہیں اگر اول ہو تو وہ متداخلین ہیں اور دوسری صورت میں ان دونوں کو تیسرا عدد فنا کر یگا یا نہیں اول متوافقین اور ثانی متباینین ہیں ۔

جب تفصیلات ذہن نشین ہوگئیں تو عبارت ملاحظہ فرمائیں ۔

فصل فی معرفة التماثل والتداخل والتوافق والتباین بین العددین

تماثل العددین کون احدھما مساویا للآخر وتداخل العددین المختلفین ان یعد اقلھما الاکثر ای یفنیه او نقول ھو ان یکون اکثر العددین منقسما علی الاقل قسمة صحیحة او نقول ھو ان زید علی الاقل مثله او امثاله فیساوی الاکثر او نقول ھو ان یکون الاقل جزءً للاکثر مثل ثلثة وتسعة وتوافق العددین ان لا یعد اقلھما الاکثر ولکن یعدھما عدد ثالث کالثمانیة مع العشرین تعدھما اربعة فھما متوافقان بالربع لان العدد العاد لھما مخرج لجزء الوفق وتباین العددین ان لا یعد العددین معا عدد ثالث کالتسعة مع العشرة وطریق معرفة الموافقة والمباینة بین المقدارین المختلفین ان ینقص من الاکثر بمقدار الاقل من الجانبین مرة او مرارا حتی اتفقا فی درجة واحدة فان اتفقا فی واحد فلا وفق بینھما وان اتفقا فی عدد فھما متوافقان بذالک العدد ففی الاثنین بالنصف وفی الثلثة بالثلث وفی الاربعة بالربع ھکذا الی العشرة وفی ما وراء العشرة یتوافقان بجزء منه اعنی فی احد عشر بجزء من احد عشر وفی خمسة عشر بجزء من خمسة عشر فاعتبر ھذا ۔

ترجمہ :- یہ فصل ہے دو عددوں کے درمیان تماثل اور تداخل اور توافق اور تباین کی معرفت کے بیان میں ۔ دو عددوں کا تماثل ان دونوں میں سے ایک کا دوسرے کے مساوی ہونا ہے۔ اور دو مختلف عددوں کا تداخل یہ ہے کہ ان دونوں میں سے عدد اقل عدد اکثر کو فنا کردے

[1] حاشیہ بر صفحہ آئندہ ۔

یا ہم کہیں گے کہ تداخل یہ ہے کہ دونوں عددوں میں سے اکثر اقل پر قسمت صحیحہ کے ساتھ منقسم ہو جائے۔ یا ہم کہیں گے کہ تداخل یہ ہے کہ اقل پر اتنا ہی یا اسکے چند ہم مثل بڑھ جائیں تو وہ اکثر کے مساوی ہو جائے۔ یا ہم کہیں گے کہ تداخل یہ ہے کہ اقل اکثر کا جزء ہو جیسے تین اور نو۔ اور دو عددوں کا توافق یہ ہے کہ ان میں سے اقل اکثر کو فنا نہ کرے لیکن تیسرا عدد ان دونوں کو فنا کردے جیسے آٹھ اور بیس کہ ان دونوں کو چار فنا کر دیتا ہے تو یہ دونوں متوافق بالربع ہیں کیونکہ ان دونوں کو فنا کرنیوالا جزء وفق کا مخرج ہے۔ اور دو عددوں کا کے درمیان تباین یہ ہے کہ عدد ثالث دونوں کو ایک ساتھ فنا نہ کرے جیسے نو اور دس اور موافقت اور مباینت کو پہچاننے کا طریقہ دو مختلف عددوں کے درمیان یہ ہے کہ اکثر میں سے اقل کی تعداد کے مطابق جانبین سے ایکمرتبہ یا چندمرتبہ گھٹا دیا جائے۔ یہاں تک کہ وہ ایک درجہ میں متحد ہو جائیں تو اگر وہ دونوں ایک میں متحد ہوتے ہیں تو ان کے درمیان توافق نہیں ہے۔ اگر دونوں ایک سے اعلیٰ میں متحد ہوں تو وہ دونوں اسی عدد کے اعتبار سے متوافق ہوں گے پس دو میں بالنصف اور تین میں بالثلث اور چار میں بالربع اسی طرح دس تک اور دس کے بعد اسی کے جزء میں توافق ہوگا۔ یعنی گیارہ میں اس گیارہ کے جزء کے ساتھ اور پندرہ میں اس پندرہ کے جزء کے ساتھ اور باقی کو اسی پر قیاس کر لو۔

تشریح

تفصیلات تو سب گذر چکی ہیں۔ یہاں چند باتیں عرض کرنی ہیں۔

(۱) میں نے جو عبارت نقل کی ہے یہ شریفیہ سے لی ہے۔ اسمیں بعض جگہ متداول نسخوں سے اختلاف ہے۔

(۲) متن میں جہاں لان العدد العاد لهما مخرج لجزء الوفق ہے اس سے مصنف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جب آٹھ اور بیس کو چار نے فنا کر دیا تو اس کو متوافقین بالربع اور اس نسبت کو توافق بالربع کہا گیا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ جزء وفق یہاں ربع ہے۔ اسلئے کہ جو عدد ان کو فنا کرتا ہے وہ چار ہے جو ربع کا مخرج ہے (کما مر) تو اسی مناسبت کی وجہ سے اسکو بجائے توافق بالاربعۃ کے توافق بالربع سے موسوم کیا گیا ہے۔

(۳) آٹھ اور بیس کو اگرچہ دو بھی فنا کر دیتا ہے پھر بھی اسکو توافق بالنصف سے تعبیر نہیں

حاشیہ صفحہ گذشتہ: ۔ عہ وان توافقا فی اکثر من واحد فهما متوافقان بجزء العدد المفنی ثم قال لما مر ان مخرج کل کسر سمیہ الا النصف وتسمی هذه الکسور المنطقة وهی تسعة بالاستقراء وما عداها تسمی اصما والنسبة الیہ بلفظ الجزء منه۔ سکب الانهر صفحہ ۲۷۶ ۱۲ محمد یوسف

کیا جائے گا اسلئے کہ اصول یہاں کا یہ ہے کہ ایسے مقام پر جو فنا کرنیوالا سب سے بڑا عدد ہے تو حساب کی سہولت کی وجہ سے اسی کا اعتبار کیا جاتا ہے اور اسی کے ساتھ توافق کو مقید کر دیا جاتا ہے۔

اٹھارہواں سبق
حساب کا آسان و جامع طریقہ

عزیزان گرامی! کل سے انشاء اللہ باب التصحیح شروع ہوگا جسمیں حساب کی ضرورت پیش آئیگی اسلئے ہم آج اختصار کیساتھ حساب کے ضروری اصول و طریقے آپکو بتائیں گے اور سمجھائیں گے۔

حساب میں کبھی تو ضرب کی حاجت پیش آتی ہے اور کبھی تقسیم کی کبھی جوڑ کی اور کبھی گھٹانے کی (ضرب کا آسان طریقہ) یہ ہے کہ جن اعداد میں ضرب دینی ہے انھیں اوپر لکھدو اور جس عدد سے ضرب دینی ہے اسے نیچے لکھدو مثلاً اس طرح ۴۴۵ / ۵ / ۲۲۲۵ یعنی آپ چار سو پینتالیس میں پانچ کو ضرب دینا چاہتے ہیں تو اولا ۵ ر پر ۵ ر کا پہاڑہ چلایئے پانچ پنجے پچیس تو اکائی ۵ ر نیچے لکھدو اور دھائی ۲ ر کو اپنے پاس محفوظ رکھو پھر اگلے ۴ ر پر ۵ کا پہاڑہ چلایئے تو پانچ چوک بیس ہوئے اب ان ۲ ر کو جو محفوظ تھے اس ۲۰ سے کے ساتھ جوڑ دو جنکا مجموعہ ۲۲ رہوگیا تو ان میں سے صرف اکائی ۲ ر کو تو نیچے لکھئے اور دھائی ۲ ر کو پھر محفوظ رکھو اسکے بعد اگلے ۴ ر پر پھر ۵ ر کا پہاڑہ چلایئے تو ۲۰ ر ہوا اور ۲ ر کو جو محفوظ ہیں اس کے ساتھ جوڑا گیا تو ۲۲ ر ہوگیا اب چونکہ آگے کوئی عدد نہیں اسلئے پورا ۲۲ ر یہاں لکھدو تو جو نیچے لکھا ہوا ہے وہ حاصل ضرب ہے جنکا مجموعہ یہ ہوا بائیس سو پچیس ۲۲۲۵، اور اگر وہ عدد جس سے آپ ضرب دینا چاہتے ہیں مرکب (دس) سے زائد ہے تو اس کو بھی ایسے ہی لکھو مثلاً ۴۴۵ / ۵۵ یعنی پہلے ۵ ر کو اول طریقہ کے مطابق ضرب دیدو پھر دوسرے ۵ ر کو ایسے ہی ۲۲۲۵ ترتیب وار اوپر والے ہر عدد میں ضرب دیتے جاؤ بس اتنا فرق کرو کہ دوسرے ۲۲۲۵ / ۲۴۴۷۵ عدد کا جب پہاڑا اوپر والے پہلے عدد سے شروع کرو تو اسکی اکائی کو نقشہ ہذا میں لکھے ہوئے طریقہ کے مطابق پہلا ہندسہ چھوڑ کر دوسرے ہندسہ کے نیچے سے لکھنا شروع کرو اور باقی عمل حسب سابق کرتے ہوئے جاؤ اب اوپر نیچے دیکھتے ہوئے چلو جہاں ہندسہ اکیلا ملے اُسے جوں کا توں نیچے لکھدو اور جہاں اوپر بھی ملے اور نیچے بھی ان دونوں کو جوڑ کر مجموعہ نیچے لکھدو اور آخر تک یہی عمل کرتے ہوئے جاؤ تو یہاں مجموعہ یہ ہوگیا چوبیس ہزار چار سو پچھتر۔ اور اگر کسی جگہ دونوں کا مجموعہ دس یا اس سے زائد ہو جائے تو صرف اکائی لکھی جائے گی اور دھائی کو محفوظ رکھکر

اگلے میں جوڑی جائے گی۔

تنبیہ:۔ ضرب بھی جمع وجوڑی کا ایک طریقہ ہے فرق اتنا ہے کہ جوڑ میں دوعددوں کی مجموعی تعداد جوڑی جاتی ہے اور ضرب میں مرتبۂ عدد کی مجموعی حیثیت کو جوڑا جاتا ہے۔

تقسیم کا آسان طریقہ

اور اگر آپ کسی عدد کو دوسرے سے تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ پہلے ان اعداد کو لکھدو جنھیں آپ تقسیم کرنا چاہتے ہیں پھر اس کے دونوں طرف لکیر کھینچ کر بائیں جانب وہ عدد لکھدو جس سے آپ تقسیم کرنا چاہتے ہیں اور دائیں جانب حاصل قسمت کو لکھتے جاؤ۔ مثلاً اس طرح ۹)۴۵(۵ ۴۵ یعنی آپ چار سو پینتالیس کو پانچ سے تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو آپ ۵ کا پہاڑا ۴۵ چلائیں جو فقط ۴ پر کے اوپر نہیں چلے گا اگلے ۴ کو لیکر چلے گا۔ جو چوالیس ہیں تو ۴۵/×× پانچ اٹھے چالیس تو چونکہ آپ نے ۵ کا پہاڑ آٹھ تک چلایا ہے چونکہ آگے چلنے کی ۴۴ میں گنجائش نہیں لہٰذا ۸ دائیں لکیر کی داہنی طرف لکھدیں اور ۴۰ کو ۴۴ کے نیچے سے ۴۰ کو گھٹائیے تو ۴ بچے اس کو ایک لکیر کھینچکر نیچے لکھدو۔ چونکہ اس ۴ پر ۵ کا پہاڑا نہیں چلتا لہٰذا اوپر سے وہ ۵ جو ابھی تک چھیڑا نہیں گیا تھا اس کو نیچے اتار لو اب یہ ۴۵ ہو گئے اب ان پر ۵ کا پہاڑا چلائیے پانچ نم ۴۵ لہٰذا حسب طریق سابق ۹ کو ۸ کی دائیں جانب لکھدیں اب حساب پورا ہو گیا اور حاصل قسمت نواسی ہوا

دوسری مثال ۳)۲۵(۸ ۱/۳ یعنی آپنے ۲۵ کو ۳ سے تقسیم کیا تو تین اٹھے چوبیس ۲۴ نیچے لکھدو اور ۸ حاصل قسمت کی جگہ لکھدو پھر ۲۵ میں سے ۲۴ کو گھٹاؤ تو ایک بچا اب ۸ سے آگے ایک لکیر کھینچکر ایک کو اوپر اور تین کو نیچے لکھدو اب یہ ہو گیا ۸ ۱/۳ یعنی آٹھ مکمل اور باقی ایک کا ایک ثلث (تہائی) یہی حاصل قسمت ہے۔

تیسری مثال مثلاً آپ ۳۱۵ کو ۳ سے تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ۳)۳۱۵(۱۰۵ اولاً ۳ پر ۳ کا پہاڑا چلائیے تو ایکم تہ چلے گا تو ۳ نیچے لکھئے اور ا کو دائیں جانب حاصل قسمت کی جگہ لکھیں اوپر سے ایک کو اتار لو اس ایک پر ۳ کا ×× پہاڑا نہیں چلتا تو حاصل قسمت کی جگہ ایک کے آگے صفر کا نقطہ لگا کر اگلا ۵ بھی نیچے اتار لیجئے اب یہ ۱۵ ہو گیا تو ۱۵ پر ۳ کا پہاڑا چلائیے تین پنچے پندرہ حسب سابق ۱۵ نیچے اور ۵ کو اوپر لکھئے اب دیکھئے حاصل قسمت کیا ہوا۔ جو داہنی جانب لکھا ہوا ہے وہی حاصل قسمت ہے یعنی ایک سو پانچ ۱۰۵

جوڑ کا طریقہ

اگرچہ ہماری گذشتہ تقریر سے یہ بات ذہن نشین ہوگئی ہوگی تاہم اسکی ایک مثال عرض کرتا ہوں جن اعداد کو جن اعداد میں جوڑنا ہے انہیں اوپر نیچے ایسے لکھیے ۴۴۵ اولاً دائیں جانب سے جوڑ کا عمل شروع کیجیے ۵ / اور ۹ / کو جوڑنے تو ۱۴ ہوئے صرف ۴۲۹ / ۸۷۴ اکائی ۴ / کو نیچے لکھدو اور دھائی ایک کو محفوظ رکھیے پھر ۴ / اور ۲ / ۶ / ہوئے پہلے والے ایک محفوظ کو اسمیں جوڑ لیا تو سات ہوگئے ان کو نیچے لکھدو پھر ۴ / اور ۴ / آٹھ ہوئے لہذا ۸ / کو نیچے لکھدو اب مجموعہ یہ ہوگیا آٹھ سو چوہتر ۸۷۴

گھٹانیکا طریقہ :- وہی پہلی مثال لیلو ۴۴۵ / ۴۲۹ / ۱۶

یہاں بھی دائیں جانب سے عمل شروع کیجئے اور ۵ / میں سے ۹ / کو گھٹائیے تو یہ گھٹیگا نہیں چونکہ ۹ / زیادہ ہے لہذا ۵ / اپنے پڑوسی ۴ سے ایک دھائی یعنی دس ۱۰ ہدیہ میں لے گا اب یہ ۵ / ۱۵ / کے قائم مقام ہوگیا ۱۵ / میں سے ۹ / کو کم کیا تو ۶ / باقی بچے ان کو نیچے لکھد تیجئے اب آگے چلئے ۲ / کو ۴ / میں سے گھٹانا ہے مگر چونکہ یہ چار ایک دھائی اپنے پڑوسی کو ہبہ کرچکاہے اور قبضہ بھی کراچکاہے تو اسں کو اب ایک عدد کم یعنی ۳ / شمار کیا جائیگا تو ۳ / میں سے ۲ / کو گھٹایا تو ایک بچا اس کو نیچے لکھدو آگے گھٹنے کی گنجائش نہیں اور نہ کوئی ہبہ کرنیوالا باقی رہا لہذا بس گھٹانے کا عمل پورا ہوگیا اب نیچے والے عدد کو دیکھو کتنا ہے تو وہ سولہ ۱۶ ہے لہذا معلوم ہوا کہ جب چار سو پینتالیس میں سے چار سو انتیس ۴۲۹ گھٹائے جائیں گے تو سولہ ۱۶ بچیں گے ۔

کسور کو اعداد صحیحہ میں ضرب دینے کا طریقہ

کبھی اعداد میں کسر اور ٹوٹن ہوتی ہے عربی میں اسکو کسر کہتے ہیں اور ہندی میں بٹ اور بٹے کہتے ہیں جیسے پاؤ ، آدھا ۔ پون ۔ سوا ، ڈیڑھ ۔ پونے دو ۔ ڈھائی کو ایسے لکھیں گے

۲ $\frac{۱}{۲}$ ڈیڑھ کو ۱ $\frac{۱}{۲}$ سوا کو ۱ $\frac{۱}{۴}$ پونے دو کو ۱ $\frac{۳}{۴}$ فقط چوتھائی کو $\frac{۱}{۴}$ اور آدھے کو $\frac{۱}{۲}$ اور پون کو $\frac{۳}{۴}$ اور تہائی کو $\frac{۱}{۳}$ اور دو ثلث کو $\frac{۲}{۳}$ کہیں گے ۔

جب یہ بات ذہن نشین ہوگئی اور اس سے پہلے ضرب و تقسیم نیز جمع وجوڑ اور گھٹانے کا طریقہ معلوم ہو چکا ہے تو اب توجہ کے ساتھ دیکھئے کہ بٹے کو غیر میں ضرب دینے کا کیا طریقہ ہے ہم آسان الفاظ اور آسان طریقہ پر انشاء اللہ سمجھائیں گے ۔

اولاً کسور (بٹوں) کو صحیح اور درست کرنیکی مزدوری سی کی جائے گی . جسکا طریقہ یہ ہوگا کہ بٹے میں جو صحیح عدد ہے بٹے کو اسمیں ضرب دیدو پھر اوپر والے عدد کو اسمیں جوڑ دو پھر مجموعہ اوپر اور کسر کو جوں کی توں اسکی جگہ لکھو اسکے بعد اوپر والے عدد کو اس عدد میں ضرب دیدو جسمیں آپ ضرب دینا چاہتے ہیں پھر حاصل ضرب کو نیچے والے عدد (یعنی کسر) سے تقسیم کر دو ۔ جو حاصل قسمت ہوگا وہ اس بٹے کو عدد صحیح میں ضرب دینے کا نتیجہ ہوگا مثلاً آپ چاہتے ہیں کہ سوا تین کو تین سو پندرہ میں ضرب دیں تو آپ سوا تین کو طریق مذکور کے مطابق ایسے لکھیں گے ۳ $\frac{۱}{۴}$ تو اب آپ نیچے والے چار کو داہنے والے تین میں ضرب دیں گے چار تیئے ۱۲ ر ہوتے ہیں اور اوپر والے ایک کو اس میں جوڑیں گے تو مجموعہ ۱۳ ر ہو گیا حسب بیان مندرجہ بالا ۱۳ ر کو اوپر اور ۴ ر کو نیچے اس طرح لکھیں گے $\frac{۱۳}{۴}$ اب ۳۱۵ ر کو ۱۳ ر سے ضرب دیں گے اسی سابق طریقہ کے مطابق ایسے ۳۱۵ جیسا کہ اسکی تفصیل سمجھائی جا چکی ہے لہذا حاصل ضرب چار ہزار پچانوے ہوئے $\frac{۱۳}{۴۰۹۵}$ اب اسکو حسب بیان سابق ۴ ر سے تقسیم کر دو ایسے $\frac{۳}{۴}$ ۱۰۲۳) ۴۰۹۵ (۴ $\frac{۳۱۵}{۴۰۹۵}$ یعنی پہلے ۴ ر کا پہاڑ ۱ ر ۴ ر چلائیے صرف ایکمرتبہ چلے گا لہذا ۴ ر کو $\frac{۴}{۰}$ نیچے اور ۱ ر کو حاصل قسمت کی جگہ لکھیں پھر آگے صفر ہے جسکو اتارنا لغو ہوگا اسلئے $\frac{۱۵}{۱۲}$ کہ صفر عدد کی دائیں جانب آتی ہے تو اس کو دس گنا کر دیتی ہے اور بائیں جانب ۳ آتی ہے تو لغو محض ہوتی ہے لہذا اس کو لغویت سے بچانے کے لئے بقاعدہ حساب حاصل قسمت کی جگہ ۱ ر کی دائیں جانب لکھدیں اور اگلے والے عدد ۹ ر کو نیچے اتار لیں اب اسپر ۴ ر کا پہاڑ ۲ چلائیے دو مرتبہ چلے گا چار دونی ۸ ر ہوتے ہیں لہذا ۸ ر کو نیچے لکھئے اور ۲ ر کو صفر کی دائیں جانب لکھدیں اب ۹ ر میں سے ۸ ر کو گھٹائیے تو ۱ ر بچا ہے اس ایک کو نیچے لکھئے اور دوسرے عدد ۵ ر کو اتار کر اس ایک کے پاس لائیے تو اب ان کا مجموعہ ۱۵ ر ہو گیا ۔ اب اس ۱۵ ر پر ۴ ر کا پہاڑ ۲ چلائیے تین مرتبہ

چلے گا چار تیئے ۱۲ر ہوتے ہیں لہذا ۱۲ر کو ۱۵ر کے نیچے لکھئے اور ۳ر کو اوپر حاصل قسمت کی جگہ لکھدیجئے اور اب ۱۲ر کو ۱۵ر میں سے گھٹائیے تو ۳ر بچے تو اب حاصل قسمت میں عددِ صحیح کو پورا اور ایک لکیر کھینچکر باقی ۳ر کو اوپر اور جس عدد سے تقسیم کر رہے ہیں اسکو نیچے لکھدیجئے ایسے ۱۰۲۳ ۳/۴ یعنی ایک ہزار تئیس صحیح تین بٹہ چار یعنی ایک ہزار اور پونے چوبیس تو ۲ ۱/۴ کو ۳۱۵ر میں ضرب دینے کا نتیجہ ۱۰۲۳ ۳/۴ ہوتا ہے۔ شاید اب طریقہ سہل ہوگیا ہوگا۔

دوسری مثال:- آپ ۱ ۱/۲ کو ۱۰۵ر میں ضرب دینا چاہتے ہیں تو حسب سابق ۲ر کو ایک میں ضرب دیجئے حاصل ضرب ۲ر ہی ہوا پھر اوپر والے ایک کو اس میں جوڑا گیا تو تین ہوگیا اب ان کو ایسے لکھئے ۳/۲ اب ۱۰۵ر کو ۳ر سے ضرب دیجئے ایسے ۱۰۵/۳ یعنی ۳ر کا پہاڑا ۵ر پر چلائیے پانچ مرتبہ چلے گا تو تین پنجے پندرہ ہوئے تو فقط اکائی ۳۱۵/۵ یعنی ۵ر کو نیچے لکھئے اور دہائی ایک کو محفوظ رکھئے پھر تین کا پہاڑا صفر پر چلایا توصفر تو صفر ہی آتی ہے مگر آپ کے پاس ایک پہلے سے محفوظ ہے بس اس ایک کو آگے لکھدو پھر ۳ر کا پہاڑا ایک پر ایکمرتبہ چلایا تو تین ہی ہوئے لہذا ۳ر کو نیچے لکھدو تو یہ ۳۱۵ر ہوگیا اب اس ۳۱۵ر کو ۲ر سے تقسیم کر دیجئے اس طرح ۲)۳۱۵(۱۵۷ ۱/۲ یعنی دو کا پہاڑا ۳ر پر چلائیے تو ایکمرتبہ چلے گا کیونکہ ضرب میں عدد کے مرتبہ تک ۱۱/۱۰ پہاڑا چلے گا اور تقسیم میں وہاں تک چلے گا کہ حاصل مضروب کے مساوی یا کم رہے ۱۵/۱۴ بڑھنے نہ پائے) لہذا جب ۳ر پر ایکمرتبہ ۲ر کا پہاڑا چلایا گیا تو ۲ر ہوگئے۔ اگر دوسری مرتبہ پہاڑا چلادیں گے تو حاصل ضرب چار ہوکر ۳ر سے بڑھ جائیگا اور حساب غلط ہوجائیگا لہذا ایکمرتبہ ہی پہاڑا چلا تو ۲ر کو نیچے اور جتنی مرتبہ پہاڑا چلا ہے اسکو حاصلِ قسمت کی جگہ پر لکھئے لہذا وہاں ۱ر لکھا گیا اب حسب بیان سابق ۳ر میں سے ۲ر کو گھٹائیے تو ایک بچا اوپر سے اگلا ایک اور اتار اگیا تو اب یہ ۱۱ر ہوگئے۔ اب ۱۱ر پر ۲ر کا پہاڑا پانچ مرتبہ چلے گا تو دو پنجے دس لہذا دس کو نیچے اور پانچ کو حاصل قسمت کی جگہ لکھئے اور ۱۱ر میں سے ۱۰ر کو گھٹائیے تو ۱ر بچا اوپر سے اس ایک کے برابر میں ۵ر اتاریئے اب یہ ۱۵ر ہوگئے اب ۱۵ر پر ۲ر کا پہاڑا چلائیے تو سات مرتبہ چلے گا دو ستے ۱۴ر لہذا ۱۴ر کو نیچے اور ۷ر اوپر حاصلِ قسمت کی جگہ لکھئے اب ۱۴ر کو ۱۵ر میں سے گھٹائیے تو ۱ر بچا اب لکیر کھینچکر بچے ہوئے ایک کو اوپر اور وہ ۲ر جس سے تقسیم کی گئی ہے اسکو نیچے لکھئے اب دیکھئے کتنا ہوا تو حاصل یہ ہوا ایک سو ساڑھے ستاون ۱۵۷ ۱/۲

$1\frac{1}{2}$ کو ۱۰۵ ر میں ضرب دینے کا نتیجہ، $157\frac{1}{2}$ ہوا

انشاء اللہ امید ہے کہ اب یہ حساب ذہن نشیں ہوگیا ہوگا

بٹے کو بٹے میں ضرب دینے کا طریقہ

اگر آپ بٹے کو بٹے میں ضرب دینا چاہتے ہیں تو اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا طریقے کے مطابق ہر ایک میں ضرب و جوڑ کا طریقہ اختیار کر کے مجموعہ کو اوپر اور کسر (بٹے) کو اسکی سابق جگہ لکھدیا جائے اسکے بعد اوپر والے کو اوپر والے سے اور نیچے والے کو نیچے والے سے ضرب دیکر اوپر والے کا مجموعہ (یعنی حاصل ضرب) اوپر اور نیچے والے کا نیچے لکھدو پھر اوپر والے کو نیچے والے سے تقسیم کردو حاصل قسمت ضرب کا نتیجہ ہوگا مثلاً آپ $3\frac{1}{3}$ کو $3\frac{1}{3}$ میں ضرب دینا چاہتے ہیں تو پہلے حسب سابق ۳ ر کو ۳ ر میں ضرب دیجئے حاصل ضرب ۹ ر ہوا پھر اوپر والے ا ر کو اس میں جوڑ دیجئے تو مجموعہ ۱۰ ر ہوگیا تو اسکو ایسے لکھئے $\frac{10}{3}$۔ دوسرے والے کا بھی یہی حال ہوگا اور اسکو بھی ایسے ہی لکھئے $\frac{10}{3}$ اب دونوں جگہ اوپر دس دس ہیں لہذا ۱۰ ر کو ۱۰ ر میں ضرب دیجئے تو حاصل ضرب سو ہوگیا اور نیچے والے ۳ ر کو دوسرے ۳ ر میں ضرب دیجئے تو حاصل ضرب ۹ ر ہوگیا اب ان کو ایسے لکھئے $\frac{100}{9}$ اب سو کو ۹ ر سے تقسیم کیجئے ایسے (۹ $\frac{100}{}$ ($11\frac{1}{9}$ یعنی ۱۰ ر پر ۹ ر کا پہاڑا چلائیے تو ایک مرتبہ چلے گا لہذا ۹ ر کو ۱۰ ر کے نیچے اور ا ر کو حاصل قسمت کی جگہ لکھدو اب ۹ ر کو ۱۰ ر میں سے گھٹاؤ تو ا ر بچا اوپر سے صفر اتاری گئی اب یہ دس ہوگئے اب ۱۰ ر پر ۹ ر کا پہاڑا چلائیے جو صرف ایکمرتبہ چلے گا۔ لہذا ۹ ر کو ۱۰ ر کے نیچے اور ا ر کو اوپر ا ر کے برابر میں لکھدو اور ۱۰ ر میں سے ۹ ر کو گھٹاؤ تو ا ر بچتا ہے لہذا حاصل قسمت کی جگہ لکیر کھینچکر اس ا ر کو اوپر اور وہ ۹ ر جس سے تقسیم کی جا رہی تھی اسکو نیچے لکھدو یعنی $11\frac{1}{9}$ یعنی گیارہ پورے اور باقی ایک کے نو حصوں میں سے ایک یہی $\frac{1}{9}$ کا مطلب ہے

بٹے سے عدد صحیح کو تقسیم کرنے کا طریقہ

یہاں بھی سب سے پہلے بٹے میں وہی عمل کیجئے جو ہم متعدد مرتبہ عرض کر چکے ہیں یعنی وہی ضرب و جوڑ والا عمل پھر مجموعہ کو اوپر اور نیچے والے کو جوں کا توں اسکی سابق جگہ لکھا جاتا ہے

ہے (کما مرّ مفصلاً) مگر وہ طریقہ ضرب کا تھا اگر تقسیم کرنا ہو تو ترتیب کو الٹ دیجئے یعنی مجموعہ کو نیچے اور نیچے والی کسر کو اوپر لکھا جائے گا۔ اب اوپر والے عدد کو اس عدد میں ضرب دیجئے جسکو آپ تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ پھر حاصل ضرب کو اوپر اور جو پہلے چھوٹے عدد کے نیچے تھا اسکو حاصل ضرب کے نیچے لکھدو اور پھر اوپر والے کو نیچے والے سے تقسیم کردو حاصل قسمت تقسیم مذکور کا نتیجہ ہوگا مثلاً آپ ۱۵ر کو ۳ ۱/۳ سے تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو پہلے حسب سابق ۳ر کو ۳ر میں ضرب دیجئے حاصل ضرب ۹ر ہوگیا اوپر والے ۱ر کو اسمیں جوڑنے سے ۱۰ر ہوگیا اب اگر مسئلہ ضرب کا ہوتا تو ایسے لکھاجاتا ۱۰/۳ لیکن یہاں مسئلہ تقسیم کا ہے اسلئے الٹا کرکے ایسے لکھیں گے ۳/۱۰ اب ۳ر کو ۱۵ر میں ضرب دیں گے (ضرب کا طریقہ پہلے گذر چکا ہے) تو حاصل ضرب ۴۵ر ہوگیا اب اسی دس ۱۰ کو جو تین کے نیچے تھے ۴۵ کے نیچے اس طرح لکھئے ۴۵/۱۰ اب ۴۵ر کو ۱۰ر سے تقسیم کرنا ہے۔ لہذا حسب بیان سابق ایسے تقسیم کردیا ۱۰) ۴۵ (۴ ۵/۱۰ جسکا نتیجہ ۴ ۵/۱۰ آیا ہے اسی کو آسانی اور سہولت کی غرض سے چھوٹا بنا لیا جاتا ہے ۹/۲ جسکی ترکیب یہ ہے کہ ۱۰ر اور ۴۵ر میں توافق بالخمس ہے لہذا ہر ایک کا وفق اسکی جگہ لکھدیا جاتا ہے لہذا ۱۰ر کا وفق (خمس) ۲ر ہے اور ۴۵ر کا ۹ر ہے تو اس کو ایسے لکھدیجئے ۹/۲ اس کا مطلب وہی ہے جو ۴۵/۱۰ کا تھا مگر اب عدد چھوٹا ہوگیا جسکی وجہ سے حساب میں سہولت رہے گی تو اب ۹ر کو ۲ر سے تقسیم کیجئے جیسے ۲) ۹ (۴ ۱/۲ ۸/۱ یعنی حسب سابق ۹ر پر ۲ر کا پہاڑا چلایا تو چار مرتبہ چلا دو چوک آٹھ تو ۸ر کو ۹ر کے نیچے اور ۴ر کو حاصل قسمت کی جگہ پر لکھئے اور پھر ۹ر میں سے ۸ر کو گھٹائیے تو ۱ر بچا تو حاصل قسمت کی جگہ ۴ سے آگے ایک لکیر کھینچکر ۱ر کو اوپر اور وہ ۲ر جس سے تقسیم کی جارہی تھی نیچے لکھئے اب دیکھئے کتنا ہوا تو مجموعہ یہ ہوا ۴ ۱/۲ یعنی ساڑھے چار تو معلوم ہوا کہ ۱۵ر کو ۳ ۱/۳ سے تقسیم کرنیکا نتیجہ ۴ ۱/۲ ہے اور ۴ ۵/۱۰ جو ۴۵ کو ۱۰ر سے تقسیم کرنیکی صورت میں نتیجہ آیا تھا اس کا بھی یہی مطلب تھا یعنی ساڑھے چار۔

بڑے کو بڑے سے تقسیم کرنے کا طریقہ

جب آپ بڑے کو بڑے سے تقسیم کرنا چاہیں تو حسب بیان سابق ضرب وجوڑ کا طریقہ اختیار کرکے اس کو سامنے لائیے اور مقسوم (یعنی وہ عدد جس سے آپ تقسیم کرنا چاہتے ہیں)

کے اندر کسر کو اوپر اور مجموعہ (یعنی ضرب و جوڑ کے نتیجہ) کو نیچے لکھئے اور مقسِم کے اندر (یعنی جسکو تقسیم کرنا چاہتے ہیں) مجموعہ کو اوپر اور کسر کو نیچے لکھئے۔ پھر اوپر والے کو اوپر والے سے اور نیچے والے کو نیچے والے سے ضرب دیکر نیچے والے حاصل ضرب سے اوپر والے حاصل ضرب کو تقسیم کر دیجئے حاصل قسمت تقسیم مذکور کا نتیجہ ہوگا مثلاً آپ چاہتے ہیں کہ ۶ ۱/۵ کو ۴ ۱/۴ سے تقسیم کریں تو اول مقسَّم ہے اور دوسرا مقسِم ہے۔ ضرب و جوڑ کا طریقہ اختیار کرکے مقسَّم کو ایسے لکھئے ۳۱/۵ اور مقسِم کو ایسے لکھئے ۴/۱۷ اب ۳۱ کو ۴ میں ضرب دیجئے تو حاصل ضرب ۱۲۴ ہوا (ضرب کا طریقہ گذر چکا ہے) پھر ۱۷ کو ۵ میں ضرب دیجئے تو حاصل ضرب ۸۵ ہوگیا اب ۱۲۴ کو ۸۵ سے تقسیم کیجئے (تقسیم کا طریقہ پہلے گذر چکا ہے) تو حاصل قسمت ۱ ۳۹/۸۵ ہوا۔

دوسری مثال:- آپ ۶ ۳/۵ کو ۵ ۱/۲ سے تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو حسب بیان سابق مقسَّم کو لکھئے ۳۳/۵ اور مقسِم کو لکھئے ۲/۱۱ اب ۳۳ کو ۲ میں ضرب دیجئے تو حاصل ضرب ۶۶ ہوا پھر ۵ کو ۱۱ میں ضرب دی گئی تو حاصل ضرب ۵۵ ہوا اب ۶۶ کو ۵۵ سے تقسیم کیجئے (تقسیم کا طریقہ متعدد مرتبہ گذر چکا ہے) تو حاصل قسمت ۱ ۱۱/۵۵ ہوا جو مساوی ہے ۱ ۱/۵ کے بالفاظ دیگر جب ۶ روپے ساٹھ پیسوں کو ساڑھے پانچ جگہ تقسیم کیا گیا تو فی کس ایک روپیہ بیس پیسے آئیں گے۔

اب انشاء اللہ امید ہے کہ یہ طریقہ سہل ہوگیا ہوگا۔

بٹوں کو بٹوں میں جوڑنے کا طریقہ

اگر آپ بٹوں کو بٹوں میں جوڑنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے حسب بیان سابق ضرب و جوڑ کا طریقہ اختیار کیجئے اسکے بعد کسرات کا M. C. سا لیجئے یعنی دیکھئے ان میں آپس میں کونسی نسبت ہے توافق ہے یا تداخل یا تباین۔ اگر توافق ہے تو وفق محفوظ رکھو اور اگر تداخل ہو تو بڑا عدد محفوظ رکھو اور اگر تباین ہو تو ان کو آپس میں ضرب دو اور حاصل ضرب کو محفوظ کر لو۔ اب اس محفوظ کو ہر کسر سے تقسیم کرو اور حاصل قسمت کو اسی کے ساتھ برائے یادداشت محفوظ کر لو اور اس سے اوپر والے مجموعہ کو ضرب دو ہر ایک میں یہی عمل کرتے ہوئے جاؤ پھر اس مجموعہ کو ایک جگہ جوڑ دو اور اس جوڑ کے حاصل کو اس عدد سے

تقسیم کر دو جو پہلے سے آپ کے پاس محفوظ ہے۔ حاصل قسمت جوڑ کا نتیجہ ہوگا۔ مثلاً آپ ۴ ۳/۹ + ۲ ۹/۳ + ۴ ۷/۸ + ۳ ۱/۲ کو جوڑنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے ضرب وجوڑ کا طریقہ اختیار کیجئے (کما مر مفصلاً) لہذا اب ان کو ایسے لکھئے ۳۹/۹ + ۱۵/۳ + ۳۹/۸ + ۷/۲ اب کسرات کو دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ ۹ / اور ۳ / میں تداخل ہے لہذا ۳ / کو ساقط کر دیا اور ۹ / کو لے لیا گیا پھر ۸ / اور ۲ / میں تداخل ہے لہذا ۲ / کو کالعدم شمار کیا اور ۸ / کو لے لیا پھر ۹ / اور ۸ / میں نسبت دیکھی تو تباین کی ملی لہذا ۹ / کو ۸ / میں ضرب دیں گے ۹ / اٹھے بہتر ہوتے ہیں لہذا ۷۲ / کو محفوظ رکھیں گے۔ اب حسب بیان سابق اول والی کسر ۹ / سے ۷۲ / کو تقسیم کریں گے حاصل قسمت ۸ / آئے گا۔ اب ان کو یادداشت کے لئے ایسے لکھدو (۸ + ۳۹) پھر اگلی کسر ۳ / ہے لہذا ۷۲ / کو ۳ / سے تقسیم کیا تو حاصل قسمت ۲۴ / ہوا اسکو بھی یادداشت کے لئے ایسے لکھدو (۲۴ + ۱۵) پھر اگلی کسر ۸ / سے ۷۲ / کو تقسیم کیا تو حاصل قسمت ۹ / ہوا اسکو بھی حسب سابق ایسے لکھئے (۹ + ۳۹) پھر اگلی کسر ۲ / ہے ۷۲ / کو ۲ / سے تقسیم کیا گیا تو حاصل قسمت ۳۶ / ہوا ان کو بھی حسب سابق ایسے لکھئے (۳۶ + ۷) اب یادداشت کے لئے سب کو ایک جگہ لکھدو (۸ + ۳۹) + (۲۴ + ۱۵) + (۹ + ۳۹) + (۳۶ + ۷) اب ۸ / کو ۳۹ / میں ضرب دو حاصل ضرب ۳۱۲ / ہوا پھر ۲۴ / کو ۱۵ / میں ضرب دیں گے تو حاصل ضرب ۳۶۰ / ہوا پھر ۹ / کو ۳۹ / میں ضرب دی گئی تو حاصل ضرب ۳۵۱ / ہوا۔ پھر ۳۶ / کو ۷ / میں ضرب دی گئی تو حاصل ضرب ۲۵۲ / ہوا اب انکی مجموعی تعداد یہ ہوئی ۳۱۲ + ۳۶۰ + ۳۵۱ + ۲۵۲ اب انکو جوڑ دیجئے تو ۱۲۷۵ / ہوئے اب اس کو ۷۲ / سے تقسیم کر دیجئے جو حاصل قسمت ہوگا وہی جوڑ کا نتیجہ ہوگا تو حاصل ۱۷ ۵۱/۷۲ ہے جو مساوی ہے ۱۷ ۱۷/۲۴ کے لہذا معلوم ہوا کہ ۴ ۳/۹ + ۲ ۳/۹ + ۴ ۷/۸ + ۳ ۱/۲ کو جوڑنے کا نتیجہ ۱۷ ۱۷/۲۴ ہے۔

دوسری مثال

آپ ۴ ۱/۴ + ۳ ۱/۳ + ۴ ۴/۳ کو جوڑنا چاہتے ہیں تو اولاً ضرب وجوڑ کا طریقہ اختیار کیا جائے گا لہذا ایسے لکھئے ۱۷/۴ + ۱۰/۳ + ۱۶/۳ اسکے بعد کسرات میں نسبت دیکھی گئی تو ۳ / ۳ / میں تماثل ہے لہذا ان میں سے ایک کو لیا گیا اور ۴ / ۳ / میں تباین ہے لہذا ۴ / کو ۳ / میں ضرب دیں گے حاصل ضرب ۱۲ / ہوا اب ۱۲ / کو محفوظ کرلو پھر ۱۲ / کو اول کسر ۴ / سے تقسیم کیا تو حاصل

۳ رہا تو اس کو حسب سابق ایسے محفوظ رکھو (۳ × ۱۷) پھر اگلی دونوں کسروں سے ۱۲ر کو تقسیم کیا تو حاصل قسمت ۴ رہا تو انکو بھی ایسے لکھئے (۴ × ۱۰) (۴ × ۱۶) اب یادداشت کے لئے ایک جگہ ایسے لکھدو (۳ × ۱۷) + (۴ × ۱۰) + (۴ × ۱۶) پھر ۳ر کو ۱۷ر میں ضرب دی گئی تو حاصل ضرب ۵۱ رہا پھر ۴ر کو ۱۰ر میں ضرب دی گئی تو حاصل ضرب ۴۰ رہا پھر ۴ر کو ۱۶ر میں ضرب دی گئی تو حاصل ضرب ۶۴ رہا اب ان کو جوڑا گیا تو مجموعہ ۱۵۵ رہو گیا لہذا اب ۱۵۵ر کو ۱۲ر سے تقسیم کیا جائے گا تو حاصل قسمت $۱۲\frac{۱۱}{۱۲}$ ہوا تو معلوم ہوا کہ $۴\frac{۱}{۴} + ۳\frac{۱}{۳} + ۴\frac{۴}{۳}$ کو جوڑنے کا نتیجہ $۱۲\frac{۱۱}{۱۲}$ ہوگیا۔ وقس علیٰ ہذا۔

تیسری مثال:- آپ $۵\frac{۱}{۴} + ۴\frac{۱}{۴} + ۳\frac{۱}{۴}$ کو جوڑنا چاہتے ہیں تو اولاً حسب طریق سابق ضرب و جوڑ کا طریقہ اختیار کر کے مجموعہ اوپر اور کسرات کو جوں کی توں نیچے لکھئے یعنی ایسے لکھئے $\frac{۲۱}{۴} + \frac{۱۷}{۴} + \frac{۱۳}{۴}$ پھر کسرات کو دیکھا گیا معلوم ہوا کہ سب میں تماثل ہے لہذا جون سے ۴ کو چاہو محفوظ کرلو۔ پھر ہر چار کو عدد محفوظ ۴ر سے تقسیم کیا گیا تو حاصل قسمت ۱ر آیا پھر ایک سے اوپر والے ہر مجموعہ کو ضرب دی گئی تو حاصل ضرب وہی آیا جو پہلے سے ہے پھر ۲۱ + ۱۷ + ۱۳ر کو جوڑا گیا تو مجموعہ ۵۱ رہا پھر ۵۱ر کو عدد محفوظ ۴ر سے تقسیم کیا تو حاصل قسمت $۱۲\frac{۳}{۴}$ ہوا معلوم ہوا کہ $۵\frac{۱}{۴} + ۴\frac{۱}{۴} + ۳\frac{۱}{۴}$ کو جوڑنے کا نتیجہ $۱۲\frac{۳}{۴}$ ہوگا۔

چوتھی مثال:- آپ $۱\frac{۱}{۲} + ۱\frac{۱}{۳} + ۱\frac{۱}{۵}$ کو جوڑنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے ضرب و جوڑ کا طریقہ اختیار کر کے ایسے لکھئے $\frac{۳}{۲} + \frac{۴}{۳} + \frac{۶}{۵}$ پھر کسرات میں نسبت دیکھی تباین کی ملی لہذا ۲ر کو ۳ر میں ضرب دی ۶ر ہوگیا پھر ۶ر کو ۵ر میں ضرب دی تو ۳۰ رہوگیا اسکو محفوظ رکھا گیا پھر ۳۰ر کو ۲ر سے تقسیم کیا تو حاصل قسمت ۱۵ر ہوگیا (۳ × ۱۵) پھر ۳۰ر کو ۳ر سے تقسیم کیا تو حاصل ۱۰ر ہوا (۴ × ۱۰) پھر ۳۰ر کو ۵ر سے تقسیم کیا تو حاصل قسمت ۶ر ہوا (۶ × ۶) پھر ۱۵ر کو ۳ر میں ضرب دی تو مبلغ ۴۵ رہوگیا پھر ۱۰ر کو ۴ر میں ضرب دی تو مبلغ ۴۰ رہوگیا پھر ۶ر کو ۶ر میں ضرب دی تو مبلغ ۳۶ رہوگیا۔ پھر ان سب کو جوڑا گیا تو ۱۲۱ر ہوگیا پھر اسکو (۱۲۱) کو ۳۰ر سے تقسیم کیا تو حاصل قسمت $۴\frac{۱}{۳۰}$ ہوا۔ یہی مذکورہ جوڑ کا نتیجہ ہے۔ وقس علیٰ ھٰذا۔

بٹوں کو بٹوں سے گھٹانے کا طریقہ

اگر آپ بٹے کو بٹے سے گھٹانا چاہتے ہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ جوڑ کے بیان میں ذکر کردہ اصول کے مطابق ضرب وجوڑ کے بعد کسرات کا ۴۷ . ۲ . ۱۴ ، لیجئے پھر وہی طریقہ اختیار کیجئے جو وہاں گذر چکا ہے بس اتنا فرق کیجئے کہ وہاں جہاں آپس میں اعداد کو جوڑا جاتا ہے یہاں گھٹانیکا عمل کیجئے اور گھٹاؤ کے حاصل کو عدد محفوظ سے تقسیم کر دیجئے حاصل قسمت گھٹانے کا نتیجہ ہوگا۔ مثلاً آپ چاہتے ہیں کہ ۴ ۱/۲ کو ۲ ۱/۲ سے گھٹائیں تو حسب سابق ان کو ایسے لکھئے ۹/۲ ۵/۲ پھر آپ نے دیکھا کہ کسرات میں تماثل ہے تو بس ۲ ر کو محفوظ کر لو پھر ۲ ر سے ہر دو کو تقسیم کیا تو حاصل قسمت ۱ ر آیا پھر ۱ ر کو ۹ ر میں ضرب دیا تو حاصل ضرب ۹ ر ہی ہوا پھر ۱ ر کی ۵ ر میں ضرب دی گئی تو حاصل ضرب ۵ ر ہی ہوا۔ اب اگر مسئلہ جوڑ کا ہوتا تو ان کو جوڑا جاتا مگر یہاں مسئلہ گھٹانیکا ہے لہذا ۹ ر کو ۵ ر سے گھٹایا تو ۴ ر بچے پھر ۴ ر کو عدد محفوظ ۲ ر سے تقسیم کیا تو حاصل ۲ ر آیا معلوم ہوا کہ ۴ ۱/۲ کو ۲ ۱/۲ سے گھٹانے کا نتیجہ ۲ ر ہوگا نیز ۴ ۱/۵ کو ۲ ۱/۷ سے گھٹانے کا نتیجہ مذکورہ طریقہ کے مطابق ۲ ۲/۵ ہوگا۔ وقس علیٰ ہذا۔

احقر نے سہولت وآسانی کی غرض سے بہت آسان اور سیدھے سادھے الفاظ میں اس حساب کو پیش کیا ہے تاکہ سمجھنا آسان ہوجائے لہذا اسکو بار بار پڑھکر توجہ اور غور فکر کیجئے اور مشق کیجئے تاکہ حساب بالکل سہل اور آسان ہوجائے یہی فقیر کی ہندی کی چندی کا مقصد ہے اور اس لغو خیال میں نہ رہیے جو بعض حضرات کہدیا کرتے ہیں کہ ہمیں حساب سیکھنے کی کیا ضرورت ہے ہم تو انشاء اللہ بغیر حساب کے جائیں گے (یعنی جنت میں) جنھیں حساب دینا ہو وہ حساب سیکھیں۔

بابُ التصحیح
انیسواں ۱۹ سبق

عزیزانِ گرانقدر! آج کے سبق میں **تصحیح** کے اصول عرض کئے جائیں گے یہ بات تو آپ حضرات پر واضح ہے کہ بسا اوقات ایک ہی قسم کے چند وارث جمع ہوجاتے ہیں. مثلاً میت نے کئی بیٹیاں. یا بیویاں وغیرہ چھوڑیں ایسی صورت میں ہر فریق کو اصل مسئلہ سے جو حصے ملتے ہیں۔ جب ان حصوں کو انکے عددِ رؤس پر تقسیم کیا جاتا ہے تو بسا اوقات اسمیں کسر واقع ہوجاتی جس سے بچنا لازم ہے (کما مرّ) لہذا مخرج میں کوئی ایسا عدد تلاش کرکے رکھنا پڑتا ہے جس سے تمام مستحقین کو بلا کسر حصے ملجائیں اسی عمل کو **تصحیح** کہتے ہیں اسکے لغوی معنیٰ درست کرنے کے ہیں اور اصطلاح میں تصحیح اس کو کہتے ہیں کہ سب سے چھوٹا کوئی ایسا عدد مقرر کیا جائے جو مسئلہ کا مخرج بن سکے اور تمام مستحقین کو بلا کسر ان کے حصے مل سکیں، یہاں یہ بات بھی ذہن نشیں رکھئے کہ وارثین میں سے ہر فریق کو عددِ رؤس سے اور ان کے حصوں کو سہام سے تعبیر کیا جاتا ہے

جب یہ تمام باتیں ذہن نشیں ہوگئی تو اب سنئے کہ **تصحیح** کے کل سات قاعدے ہیں پہلے تین قاعدوں میں عددِ رؤس اور سہام کے درمیان نسبت کا لحاظ ہوتا ہے۔ اور مابقیہ چار میں ایک فریق کے رؤس اور دوسرے فریق کے رؤس کے درمیان نسبت کو دیکھا جاتا ہے تو ہم پہلے تین اصول کو عرض کرتے ہیں۔ پہلے قاعدہ کا نام استقامت ہے اور دوسرے کا موافقت اور تیسرے کا مباینت ہے۔

تفصیل استقامت:۔ اگر مسئلے میں ہر فریق کے سہام ان کے رؤس پر بلاکسر تقسیم ہوجائیں تو اس مسئلہ کو اپنی حالت پر چھوڑ دو اسمیں تصحیح کی ضرورت نہیں ہے جیسے

میت ۶

بنات ۲	ام	اب
۴	۱	۱

صورت مذکورہ میں اصول مذکورہ کے مطابق مسئلہ چھ سے بنایا گیا دو بیٹیوں کو چار دیئے جو ان پر بلاکسر تقسیم ہوگئے اور ہر بیٹی کو دو دو مل گئے۔ اور ماں کو ایک اور باپ کو ایک ملا اور جیسے

میت ۶

زوج	اخوات عینی ۴
۳	۴

۔ صورت مذکورہ میں بھی یہی طریقہ اختیار کیا گیا ہے اور تصحیح کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

بس فرق اتنا ہے کہ پہلی مثال میں عول نہیں اور اس میں عول ہوا ہے اس تقریر سے یہ بات بھی سمجھ میں آگئی ہوگی کہ اس اصول کا نام استقامت کیوں رکھا گیا ہے۔

تفصیل موافقت:۔ اگر مسئلہ میں صرف ایک ہی فریق پر کسر واقع ہوتی ہے تو اس فریق کے عددِ رؤس اور سہام کے درمیان دیکھئے نسبِ اربعہ مذکورہ میں سے کونسی نسبت ہے۔ اگر توافق نکلے تو انکے رؤس کے وفق کو اصل مسئلہ میں ضرب دیدو اور حاصل ضرب کو تصحیح سمجھو اور اگر مسئلہ عائلہ ہو تو عول میں ضرب دیدو پھر حاصلِ ضرب کو تصحیح سمجھو جیسے مـ۶ تـ۱۸

بنات ۶	ام	اب
۴/۱۲	۱/۳	۱/۳

صورتِ مذکورہ میں اصول مذکورہ کے مطابق مسئلہ چھ سے بنا چار چھ بیٹیوں کو ملے اور ماں کو ایک اور باپ کو ایک ملا لیکن ایک فریق یعنی چھ بنات پر ان کے چار سہام ٹوٹ رہے ہیں تو ہم نے رؤس (۶) اور سہام (۴) کے درمیان نسبت دیکھی تو توافق بالنصف کی نکلی لہٰذا ہم نے چھ کے وفق نصف کو یعنی تین کو چھ میں (جو مخرج ہے) ضرب دیا حاصلِ ضرب اٹھارہ ہوا تو اب تصحیح ہوگئی اب اٹھارہ میں سے ۱۲ ر ۶ ر بنات کے لئے ہیں یعنی ہر بنت کو دو دو اور ماں کے لئے تین اور باپ کے تین ہوگئے اور جیسے مـ۶ عـ۷ تـ۲۱

زوج	اخوات عینی ۶
۳/۹	۴/۱۲

صورتِ مذکورہ میں بھی چھ اخوات پر ان کے چار سہام ٹوٹ رہے ہیں تو چھ کے وفق یعنی ۳ کو عول یعنی سات میں ضرب دیا گیا حاصلِ ضرب ۲۱ ہے تو ۲۱ ر سے مسئلہ کی تصحیح ہوگئی دوسری مثال جیسے مـ۶ تـ۳۰

بنات ۱۰	ماں	باپ
۴/۲۰	۱/۵	۱/۵

مـ۱۲ عـ۱۵ تـ۴۵

زوج	بنات ۶	ام	اب
۳/۹	۸/۲۴	۲/۶	۲/۶

تفصیل اور طریقہ وہی ہے جو پہلی مثال میں گذرا۔

تفصیل مباینت

اگر مسئلہ میں یہاں پر بھی صرف ایک ہی فریق پر کسر واقع ہو اور انکے رؤس اور سہام کے درمیان تباین ہو تو کل عددِ رؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دی جائے گی اور حاصلِ ضرب سے تصحیح ہو جائے

عـہ یعنی پہلی مثال میں ۱۰ ر اور ۴ ر میں توافق بالنصف ہے ۱۰ ر کے وفق ۵ ر کو اصل مسئلہ ۶ ر میں ضرب دی تو حاصلِ ضرب ۳۰ ر ہوگیا اور دوسری مثال میں ۶ ر بنات اور انکے ۸ ر سہام میں توافق بالنصف ہے لہٰذا ۶ ر کے وفق ۳ ر کو عول میں ضرب دیا تو حاصلِ ضرب ۴۵ ہوگیا جس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگئی ۱۲ محمد یوسف

گی جیسے مـ ٦ ت ١٨ ——— صورت مذکورہ میں اصول مذکور کے مطابق مسئلہ ۶ سے

اب	ام	بنات ۲
۱/۳	۱/۳	۴/۱۲

بنا پھر بنات کے رؤس یعنی ۲ اور سہام یعنی ۴ کے درمیان تباین ہے لہذا کل عدد رؤس یعنی ۳ر کو اصل مسئلہ یعنی ۶ ر میں ضرب دیا تو حاصلِ ضرب ۸ ا آیا اور اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگئی اور جیسے مـ ٦ عـ ٩ ت ٢١ ——— صورت مذکورہ

اخوات یعنی ۲	زوج
۴/۱۲	۲/۹

میں ۲ر اور ۴ر کے درمیان مباینت کی وجہ سے ۳ر کو مخرج یعنی ۶ر میں ضرب دیا تو حاصلِ ضرب ۲۱ رہوا۔ اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوجائیگی دوسری مثال مـ ٦ ت ١٨ ——— اور جیسے[۱] مـ ٦ عـ ٥ ت ٢٥ ———

زوج	جدہ	اخیافی بہن ۲
۳/۹	۱/۳	۲/۶

زوج	اخوات ۵
۳/۱۵	۴/۲۰

یہاں تک تین اصول آپ کے سامنے آچکے ہیں۔

اس کے بعد نوع ثانی کا پہلا اصول یعنی قاعدہ ۴ عرض کیا جاتا ہے جسمیں رؤس اور سہام کے درمیان نسبت نہیں دیکھی جائیگی بلکہ رؤس اور رؤس کے درمیان نسبت دیکھی جائیگی تو اس چوتھے (یا اوّل) قاعدہ کا نام مماثلت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اگر مسئلہ میں ایک فریق سے زیادہ پر کسر واقع ہو رہی ہو تو جن جن فریق کے سہام ٹوٹ رہے ہیں ان کے اعدادِ رؤس میں نسبت دیکھو کونسی ہے اگر تماثل ہے تو جون سے عدد کو چاہو اصل مسئلہ میں ضرب دیدو پھر حاصلِ ضرب کو تصحیح سمجھو۔ یہاں ایک بات ذہن نشین رکھنے کی ضرورت ہے اور وہ یہ ہے کہ جب عدد رؤس میں نسبت کو دیکھا جائے گا تو اس سے پہلے سہام اور عدد رؤس کی نسبت کو دیکھکر اور موافقت کی صورت میں عدد رؤس کے وفق کو نکالکر محفوظ رکھنا ہوگا۔ اب نسبت دیکھی جائیگی جیسے مـ ٦ ت ١٨ ——— صورت مذکورہ

اعمام ۳	جدات ۳	بنات ۶
۱/۳	۱/۳	۴/۱۲

میں ہر فریق کے سہام میں کسر ہے کیونکہ ۴ ر ۶ر پر اور ار ۳ر جدات اور اعمام پر بلا کسر تقسیم نہیں ہے تو احقر کے عرض کردہ اصول کے مطابق سب سے پہلے بنات کے رؤس اور سہام میں توافق بالنصف ملا۔ لہذا ۶ ر کے وفق ۳ ر کو محفوظ کرلیا۔ اب رؤس کے درمیان نسبت دیکھی تو سب ۳ر

---

[۱] یہاں اخوات کے رؤس اور سہام میں تباین ہے لہذا کل عدد رؤس ۵ ر کو عول میں ضرب دی گئی تو حاصل ضرب ۲۵ ہوا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگئی اور زوج کو ۱۵ اور پانچ اخوات کو ۲۰ اور فی کس ۴ ر ملے۔ ۱۲ محمد یوسف۔

۲ رہی ملتے ہیں لہذا جون سے ۲ کو جا ہو اصل مسئلہ میں ضرب دید وحاصل ضرب ۸ ہوا جس سے مسئلہ کی **تصحیح** ہو گئی۔ اور اگر عول ہوا ہو گا تو عول میں ضرب دینی ہو گی جیسے مسئلہ ۶ عول ۸ تصحیح ۲۴ یہاں پر بھی پہلے ۶ کے وفق ۳ کو محفوظ کر لو۔ پھر جون سے تین کو جا ہو عول یعنی ۸ میں ضرب دید وحاصل ضرب ۲۴ ہوا۔ اس سے مسئلہ کی **تصحیح** ہو گئی۔

زوج	جدات ۳	اخوات عینی ۶
۳	۱	۴
۹	۳	۱۲

اب تک چار اصول آپ سمجھ چکے ہیں پہلے ان چار کا عبارت سے انطباق کر لیجئے پھر آگے چلتے ہیں۔

باب التصحیح:۔ یحتاج فی تصحیح المسائل الی سبعة اصولٍ ثلثة بین السہام والرؤس واربعة بین الرؤس والرؤس اما الثلثة فاحدھا ان کانت سہام کل فریق منقسمة علیھم بلا کسرٍ فلاحاجة الی الضرب کابوین وبنتین والثانی ان انکسر علی طائفةٍ واحدة ولکن بین سہامھم ورؤسھم موافقة فیضرب وفق عدد رؤس من انکسرت علیھم السہام فی اصل المسئلة وعولھا ان کانت عائلة کابوین وعشر بنات او زوج وابوین وست بنات۔ والثالث ان لا تکون بین سہامھم ورؤسھم موافقة فیضرب کل عدد رؤس من انکسرت علیھم السہام فی اصل المسئلة وعولھا ان کانت عائلة کاب وام وخمس بناتٍ او زوج وخمس اخواتٍ لاب وام واما الاربعة فاحدھا ان یکون الکسر علی طائفتین او اکثر ولکن بین اعداد رؤسھم مماثلة فالحکم فیھا ان یضرب احد الاعداد فی اصل المسئلة مثل ستّ بنات وثلث جدّات وثلثة اعمام:۔

ترجمہ:۔ یہ **تصحیح** کے قواعد کا باب ہے:۔ مسائل کی تصحیح میں سات قواعد کی حاجت پیش آتی ہے ان میں سے تین قواعد وہ ہیں جو ما بین السہام والرؤس ہیں اور چار وہ ہے جو بین الرؤس والرؤس ہیں بہر حال تین میں سے پہلا اصول یہ ہے کہ ہر فریق کے سہام ان پر بلا کسر کے منقسم ہیں تو پھر ضرب کی حاجت نہیں جیسے ابوین اور دو بیٹیاں۔ اور دوسرا اصول یہ ہے کہ ایک فریق پر کسر ہو لیکن ان کے رؤس اور سہام کے درمیان توافق ہو تو ان لوگوں کے عدد رؤس کے وفق کو جن پر سہام منکسر ہیں اصل مسئلہ میں ضرب دی جائیگی اور اگر مسئلہ عائلہ ہو تو اسکے عول میں ضرب دی جائے گی جیسے ابوین اور ۱۰ بیٹیاں۔ یا شوہر اور ابوین اور ۶ بیٹیاں۔ اور تیسرا اصول یہ ہے کہ انکے سہام اور رؤس کے درمیان موافقت

نہ ہو بلکہ مباینت ہو) تو جن پر سہام منکسر ہیں ان کے کل عدد رؤس کو اصل مسئلہ میں اور اگر مسئلہ عائلہ ہو تو اس کے عول میں ضرب دی جائے گی جیسے اب اور ام اور پانچ بیٹیاں یا شوہر اور پانچ حقیقی بہنیں۔ اور بہر حال چار قاعدوں میں سے پہلا قاعدہ یہ ہے کہ کسر دو یا اس سے زیادہ فریق پر واقع ہو لیکن ان سب کے عدد رؤس میں مماثلت ہے تو اسمیں حکم یہ ہے کہ اعداد میں سے کسی کو اصل مسئلہ میں ضرب دیجائے جیسے چھ بیٹیاں۔ اور تین جدات اور تین چچا۔

شاید ساری تفصیلات ذہن نشین ہو گئی ہونگی۔ لہذا اب مزید اسپر لکھنے کی حاجت نہیں رہی۔

باقی اصول ثلاثہ

نوع ثانی کا دوسرا قاعدہ تداخل کا ہے۔ یعنی اگر مسئلہ میں دو یا زائد فریق پر کسر واقع ہو اور جن جن کے سہام ٹوٹ رہے ہیں ان کے رؤس میں تداخل ہو تو ان میں جون سے فریق کا عدد رؤس سب سے زیادہ ہو۔ اسی کو اصل مسئلہ میں ضرب دید و پھر حاصل ضرب سے مسئلہ کی تصحیح ہوجائے گی جیسے ۱۲ ۱۴۴

زوجات ۴	جدات ۳	اعمام ۱۲
۳	۲	۷
۳۶	۲۴	۸۴

صورت مذکورہ میں چونکہ زوجات کا ربع ہے۔ اور جدات کا سدس تو نوع اول کا ثانی کے بعض سے ملا ہوا ہے اسلئے مسئلہ ۱۲ سے نکلے گا چار بیویوں پر ۳ منکسر اور ۳ جدات پر ۲ منکسر ہے اور ۱۲ چچاؤں پر ۷ منکسر ہے اب ہم نے رؤس اور رؤس میں نسبت دیکھی تو تداخل کی ملی کیونکہ ۳ بھی ۱۲ کو تقسیم کر دیتا ہے اور ۴ بھی تو ہم نے سب سے بڑے عدد یعنی ۱۲ کو لیکر اصل مسئلہ یعنی ۱۲ میں ضرب دیا حاصل ضرب ۱۴۴ ہوا۔ اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگئی اور جیسے۔ مسئلہ ۶ عول ۸ تصحیح ۴۸

زوج	جدات ۶	اخوات عینی ۴
۳	۱	۴
۱۸	۶	۲۴

یہاں ۳ اور ۶ میں تداخل ہے لہذا بڑے عدد ۶ کو عول ۸ میں ضرب دیا حاصل ضرب ۴۸ ہوا۔ اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگئی۔

جب یہ اصول ذہن نشین ہوگیا تو اسکی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

والثانی ان یکون بعض الاعداد متداخلا فی البعض فالحکم فیہا ان یضرب

اکثر الاعداد فی اصل المسئلۃ مثل اربع زوجات وثلث جدات واثنی عشر عمًّا ۔

ترجمہ:۔ اور ان چار میں سے دوسرا اصول یہ ہے کہ بعض اعداد بعض میں متداخل ہوں تو حکم اس صورت میں یہ ہے کہ اعداد میں سے بڑے کو اصل مسئلہ میں ضرب دیدی جائے جیسے چار بیویاں اور تین جدات اور بارہ چچا ۔

قاعدہ نمبر ۶

اگر ایک سے زیادہ فریق پر کسر واقع ہو تو ان کے رؤس میں نسبت دیکھئے اگر توافق کی نسبت ہو تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں ضرب دیدو پھر حاصل ضرب اور دوسرے عدد رؤس میں نسبت دیکھو اگر پھر توافق کی نسبت ہو تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں ضرب دیدو اور اگر تباین کی نسبت ہو تو ایک کے کل کو دوسرے کے کل میں ضرب دی جائے گی جیسے ۔

مسئلہ ۱۲ ـ ۴۳۲ مضروب ۳۶

اعمام ۶	جدات ۹	زوجات ۴
۷	۲	۳
۲۵۲	۷۲	۱۰۸
۴۲	۸	۲۷

صورت مذکورہ میں ہر فریق پر کسر واقع ہے تو ہم نے رؤس میں نسبت دیکھی سب سے پہلے ہم توافق کو دیکھیں گے تو ہم کو ۴/ اور ۶/ میں توافق بالنصف ملا تو چھ کے وفق تین کو ۴ میں ضرب دیا تو حاصل ضرب ۱۲ ہوا پھر ۱۲/ اور ۹/ میں نسبت دیکھی تو توافق بالثلث ملا تو ۹/ کے وفق ۳/ کو ۱۲/ میں ضرب دی گئی تو حاصل ضرب ۳۶/ ہوا پھر ۳۶/ کو اصل مسئلہ ۱۲/ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۴۳۲/ ہوا۔ اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگئی اور جیسے

مسئلہ ۱۲ عول ۱۳ ـ ۴۶۸

جدات ۱۲	اخوات ۹	زوجات ۴
۲	۸	۳
۷۲	۲۸۸	۱۰۸
۶	۳۲	۲۷

صورت مذکورہ میں ۴ زوجات اور انکے ۳/ سہام میں تباین ہے لہذا ۴/ کو محفوظ رکھا پھر ۹/ اخوات اور انکے ۸/ سہام میں تباین ہے لہذا ۹/ کو محفوظ رکھا پھر ۱۲ جدات اور انکے سہام ۲/ میں توافق بالنصف ہے لہذا ۱۲/ کا وفق ۶/ محفوظ رکھا اب اعداد یہ ہوئے ۴/ ۹/ ۶/ پھر ۴/ اور ۶/ میں توافق بالنصف ہے لہذا ۶ کو ۴/ کے وفق ۲/ میں ضرب دی حاصل ضرب ۱۲ ہوا پھر ۱۲/ اور ۹/ میں توافق بالثلث ہے لہذا ۱۲/ کو ۹/ کے وفق ۳/ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۳۶ ہوا پھر ۳۶/ کو عول ۱۳/ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۴۶۸ ہوا اس سے

مسئلہ کی تصحیح ہوگئی۔ جو مثال کتاب میں پیش کی گئی ہے وہ یہ ہے۔ تصحیحہ ۲۴ / ۴۳۲۰

صورت مذکورہ میں مسئلہ اصول مذکور کے مطابق ۲۴ سے بنایا گیا پھر ہر فریق پر کسر واقع ہو رہی ہے۔ لہذا اب رؤس کے درمیان نسبت دیکھی گئی سب سے پہلے اصول مذکور کے

زوجات ۴	بنات ۱۸	جدات ۱۵	اعمام ۶
۳	۱۶	۴	۱
۵۴۰	۲۸۸۰	۷۲۰	۱۸۰
۱۳۵	۱۶۰	۴۸	۳۰

مطابق بین الرؤس والسہام نسبت دیکھو اگر توافق ہو تو وفق کو اور تباین ہو تو کل رؤس کو محفوظ کر لیا جائے تو ہم نے زوجات کے ۴ رؤس اور ۳ سہام میں تباین پایا تو پورے ۴ محفوظ کر لئے پھر اٹھارہ بنات اور ۱۶ سہام میں توافق بالنصف ہے تو ۱۸ کا وفق یعنی ۹ کو محفوظ کر لیا پھر پندرہ جدات اور چار سہام میں تباین پایا تو ۱۵ محفوظ رکھے پھر ۶ اعمام اور ایک میں تباین تھا تو ۶ کو محفوظ کر لیا تو جو اعداد محفوظ ہیں وہ یہ ہیں ۴، ۹، ۱۵، ۶ تو اب ہم سب سے پہلے توافق کو دیکھیں گے تو ۴ اور ۶ میں توافق بالنصف ہے تو ۴ کے وفق ۲ کو ۶ میں یا ۶ کے وفق ۳ کو ۴ میں ضرب دی گئی تو مجموعہ ۱۲ ہوا پھر ۱۲ اور ۹ میں نسبت دیکھی تو ان دونوں میں توافق بالثلث ملا۔ لہذا ۱۲ کو ۹ کے وفق ۳ میں ضرب دیں گے تو حاصل ضرب ۳۶ ہوا پھر ۳۶ اور ۱۵ میں نسبت دیکھی تو توافق بالثلث ملا لہذا ۳۶ کو ۱۵ کے وفق ۵ میں ضرب دیجائیگی تو مجموعہ ۱۸۰ ہوا پھر اس مجموعہ کو اصل مسئلہ ۲۴ میں ضرب دیں گے تو مجموعہ ۴۳۲۰ ہوا جس کی صورت یہ ہے ۱۸۰/۲۴ تو اب حاصل ضرب سے تصحیح ہوجائیگی۔ جس کا نقشہ ہم تحریر کر چکے ہیں۔ ۳۶ / ۴۳۲۰

جب یہ تفصیل ذہن نشین ہوگئی تو اب عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

والثالث ان یوافق بعض الاعداد بعضا فالحکم فیہا ان یضرب وفق احد الاعداد فی جمیع الثانی ثم ما بلغ فی وفق الثالث ان وافق المبلغ الثالث والا فالمبلغ فی جمیع الثالث ثم المبلغ فی الرابع کذالک ثم المبلغ فی اصل المسئلۃ کاربع زوجات وثمانی عشرۃ بنتا وخمس عشرۃ جدۃ وستۃ اعمام۔

ترجمہ:۔ اور تیسرا اصول یہ ہے کہ جب بعض اعداد کو بعض کے ساتھ توافق ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ کسی ایک عدد کے وفق کو دوسرے کے تمام میں ضرب دیجائے پھر حاصل ضرب کو تیسرے کے وفق میں ضرب دی جائے بشرطیکہ تیسرے کے ساتھ یہ حاصل ضرب توافق کی نسبت رکھے ورنہ حاصل ضرب کو تیسرے کے کل میں ضرب دی جائیگی پھر حاصل ضرب کو چوتھے عدد میں ایسے ہی پھر حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں جیسے چار بیویاں اور اٹھارہ بیٹیاں اور پندرہ جدات اور چھ چچا۔

شاید اب مزید تشریح کی ضرورت نہ رہی ہوگی ۔

قاعدہ نمبر ۷

اگر ایک سے زیادہ فریق پر کسر ہو اور ان کے رؤس میں تباین ہو تو ایک کو دوسرے کے کل میں پھر حاصل ضرب کو دوسرے کے کل میں ضرب دیجائے اور یہی سلسلہ رکھئے ۔ یہاں تک کہ جملہ اعداد ختم ہوجائیں پھر حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں ضرب دیدو پھر حاصل ضرب سے تصحیح ہوجائیگی جیسے مسئلہ ۱۲ تصحیح ۴۲۰

زوجات ۴	جدات ۳	اعمام ۵
۳	۲	۷
۱۸۰	۱۲۰	۴۲۰

صورت مذکورہ میں ۴ زوجات اور انکے سہام ۳ میں تباین ہے لہذا ۴ کو محفوظ رکھا گیا ۳ جدات اور انکے سہام ۲ میں بھی تباین ہے لہذا ۳ کو محفوظ رکھا گیا پھر ۵ اعمام اور ان کے سات سہام میں تباین ہے ۔ لہذا ۵ کو محفوظ رکھا اور تمام رؤس میں آپس میں تباین ہے لہذا ۴ کو ۳ میں ضرب دی گئی تو مجموعہ ۱۲ ہوگیا پھر ۱۲ کو ۵ میں ضرب دی گئی تو مجموعہ ۶۰ ہوگیا پھر ۶۰ میں اصل مسئلہ یعنی ۱۲ کو ضرب دیا گیا تو حاصل ضرب ۷۲۰ ہوا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوجائے گی ۔ کتاب والی مثال یہ ہے مسئلہ ۲۴ تصحیح ۵۰۴۰ صورت مذکورہ میں حسب اصول سابق مسئلہ ۲۴ سے بنے گا تو پھر ۲ زوجات اور انکے سہام ۳ میں تباین ہے لہذا ۲ کو محفوظ رکھو

زوجات ۲	جدات ۶	بنات ۱۰	اعمام ۷
۳	۴	۱۶	۱
۶۳۰	۸۴۰	۳۳۶۰	۲۱۰

پھر ۶ جدات اور ان کے سہام ۴ میں توافق بالنصف ہے لہذا ۶ کا وفق آدھا یعنی ۳ محفوظ رکھا علی ہذا القیاس بنات میں ۵ محفوظ رکھے پھر اعمام میں ۷ محفوظ رکھے گئے جن کا مجموعہ یہ ہوا ۲، ۳، ۵، ۷، ۲ کو ۳ میں ضرب دیا تو ۶ ہوگئے پھر ۶ کو ۵ میں ضرب دینے سے مجموعہ ۳۰ ہوگیا پھر ۳۰ کو ۷ میں ضرب دیجائیگی مجموعہ ہوگا ۲۱۰ پھر ۲۱۰ کو اصل مسئلہ میں یعنی ۲۴ میں ضرب دیا تو حاصل ضرب ہو ۵۰۴۰ اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوجائیگی ۔

جب یہ تمام تفصیلات ذہن نشین ہوگئیں تو عبارت ملاحظہ فرمائیں ۔

والرابع ان تکون الاعداد متباینۃ لایوافق بعضہا بعضا فالحکم فیہا ان یُضرب احد الاعداد فی جمیع الثانی ثم ما بلغ فی جمیع الثالث ثم ما بلغ فی جمیع الرابع ثم ما اجتمع فی اصل المسئلۃ کامرأتین وست جدات وعشر بنات وسبعۃ اعمام ۔

ترجمہ :- اور چوتھا اصول یہ ہے کہ اعداد متباین ہو ان میں سے بعض بعض سے توافق کی نسبت نہ رکھے تو اسمیں حکم یہ ہے کہ اعداد میں سے ایک کو دوسرے کے کل کے ساتھ ضرب دی جائے پھر حاصل ضرب کو ثالث کے کل میں پھر حاصل ضرب کو رابع کے کل میں پھر حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں ضرب دیجائے گی ۔

جیسے ۲ بیویاں اور ۶ جدات اور ۱۰ بنات اور ۷ رچا ۔

شاید اب مزید تشریح کی ضرورت نہیں رہے گی ۔

بیسواں سبق مقدارِ سہام کی معرفت کا بیان

عزیزانِ گرامی ! کل تصحیح کے سات اصول اور انکی امثلہ تفصیلاً آپ جان چکے ہیں آج یہ سمجھانا مقصود ہے کہ تصحیح کے بعد ہر فریق کو کتنا ملے گا اور ہر ہر فرد کو کتنا ملے گا ۔ اگرچہ یہ بات خود بہت آسان ہے معمولی سی توجہ سے تھوڑا بہت حساب جاننے والا اس کو خود نکال سکتا ہے مگر پھر بھی مصنف رح اس کو بیان فرماتے ہیں ۔ گذشتہ یہ نقشہ سامنے رکھئے اور چند اصطلاحات ذہن نشین رکھئے ۔

مسئلہ ۲۴ ت ۵۰۴۰ مضروب ۲۱۰

زوجہ ۲	جدات ۶	بنات ۱۰	اعمام ۷
۳	۴	۱۶	۱
۶۳۰	۸۴۰	۳۳۶۰	۲۱۰
۳۱۵	۱۴۰	۳۳۶	۳۰

مبلغ یعنی ضرب کا ماحصل مضروب جسکو اصل مسئلہ میں ضرب دی جاتی ہے ۔ خارج تقسیم کا ماحصل ۔ فریق اور سہام کو آپ پہلے جان ہی چکے ہیں ۔ اسکے بعد سنئے کہ یہاں مصنف رح چار اصول ذکر فرمائیں گے ۔

پہلا اصول :- ہر فریق کے سہام کو پہچاننے کے لئے ہے یعنی تصحیح میں سے ہر فریق کو کتنا ملتا ہے اسکی معرفت کے لئے تو اصول نمبر ۱ کی توضیح یہ ہے کہ ہر فریق کو اصل مسئلہ سے جو سہام ملے تھے اس کو مضروب میں ضرب دیدو مبلغ اس فریق کا حصہ ہوگا جیسے مثال مذکور میں ۲ زوجہ کو ۳ ملے تھے تو اس ۳ کو مضروب یعنی ۲۱۰ میں ضرب دیجائیگی حاصل ضرب ۶۳۰ ہوا ۔ یہ ان دونوں کا حصہ ہوگیا وعلی ہذا القیاس اور اگر یہ جاننا ہو کہ فریق کے ہر ہر فرد کا کتنا حصہ ہے تو اسکے تین اصول بیان کئے گئے ہیں ایک اصول آسان ہم عرض کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ حاصل ضرب سابق کو عدد رؤس سے تقسیم کردو تو خارج ہر ہر فرد کا حصہ ہوگا جیسے جدات ۶ اور سہام ۴ رہیں تصحیح کے بعد

۴۰ ۸ ہو گئے تو اس ۸۴۰ کو ۶ رسے تقسیم کردو تو خارج ۱۴۰ رہوا یہ ہر ہر جدہ کا حصہ ہو گیا اب مصنف کے بیان فرمودہ تین طریقے دیکھئے۔ اگرچہ مقصد اسی سے حاصل ہو گیا جو ہم نے عرض کردیا مگر چونکہ کتاب توحل کرنی ہے ہی اسلئے ان کو بھی عرض کیا جاتا ہے۔

اصول نمبر (۱) ہر فریق کو جو اصل مسئلہ سے ملا تھا اس کو عدد رؤس سے تقسیم کردو پھر خارج (حاصل تقسیم) کو مضروب میں ضرب دیدو حاصل ضرب ہر ہر فرد کا حصہ ہوگا جیسے ۲ ر بیویوں کو ۳ رملے تھے اب ۳ ر کو ۲ رسے تقسیم کیا جائے گا۔ تو حاصل تقسیم ۱½ ہوا اب ۱½ کو مضروب یعنی ۲۱۰ میں ضرب دی جائے گی حاصل ضرب ہر ہر فرد کا حصہ ہوگا۔ اس ضرب کا طریقہ یہ ہے کہ نیچے والے ۲ کو برابر والے ۱ ر میں ضرب دیدو حاصل ضرب ۲ ر ہی ہوا پھر اوپر والے ۱ ر کو اسمیں بغیر ضرب کے جوڑدو ۳ رہوگیا تو اوپر ۳ ر کو اور نیچے والے ۲ ر کو اس طرح لکھدو ۳/۲ اب ۳ ر سے مضروب یعنی ۲۱۰ ر کو ضرب دو اس طرح ۲۱۰ × ۳/۲ تو حاصل ضرب ۶۳۰ ہو گیا اب اسکو نیچے والے ۲ ر سے تقسیم کردو تو حاصل تقسیم ۳۱۵ ہو گیا تو گویا کہ یہ ۳۱۵ نتیجہ ہے ۱½ کو ۲۱۰ ر میں ضرب دینے کا جس سے ہر فرد کا حصہ نکل آیا۔ اسی طرح ۶ ر جدات کو ۴ ر سہام ملے تھے ۴ ر کو ۶ ر سے تقسیم کیا تو ۴/۶ ہو گیا پھر ۴ ر کو مضروب ۲۱۰ میں ضرب دی گئی تو ۸۴۰ ہو گیا پھر نیچے والے ۶ ر سے اسکو تقسیم کر دیا تو ۱۴۰ ہو گیا یہ ہر جدہ کا حصہ ہو گیا تو ۱۴۰ نتیجہ ہے ۴/۶ کو مضروب میں ضرب دینے کا اس ۴/۶ کو ۲/۳ سے بھی تعبیر کرسکتے ہیں وھما متلازمان کما لا یخفیٰ۔ اسی طرح ۱۰ ابنات ہیں اور سہام ۱۶ ر ہیں تو ۱۶ کو ۱۰ ر سے تقسیم کیا تو حاصل تقسیم ۱⁶⁄₁₀ ہوا جو برابر ہے ۱⅗ کے اب ۱⅗ کو مضروب میں ضرب دیں گے۔ اس طرح کہ پہلے ۵ ر کو برابر والے ۱ ر میں ضرب دی حاصل ضرب ۵ ر ہی ہوا پھر اس کے ساتھ اوپر والے ۳ ر جوڑے تو ۸ ر ہوئے اور ۵ ر کو نیچے بدستور رکھتے ہوئے کہا جائیگا ۸/۵ اب ۸ ر سے مضروب یعنی ۲۱۰ ر کو ضرب دیں گے اس طرح ۲۱۰ × ۸/۵ تو حاصل ضرب ۱۶۸۰ ہوا پھر اسکو نیچے والے ۵ ر سے تقسیم کریں گے۔ تو حاصل تقسیم ۳۳۶ ر ہوا یہ ہر لڑکی کا حصہ ہو گیا۔ یہی حال اعمام میں ہوگا کہ ۱ ر کو ۷ ر سے تقسیم کیا گیا تو ۱/۷ ہوا۔ پھر ۱ ر کو مضروب ۲۱۰ میں ضرب دی تو ۲۱۰ ہی ہوا پھر اسکو ۷ ر سے تقسیم کیا گیا تو ۳۰ خارج ہوا لہذا یہی ہر چچا کا حصہ ہوگا۔

اصول نمبر (۲) مضروب کو عدد رؤس سے تقسیم کردو پھر حاصل قسمت کو اصل سہام میں ضرب دیدو حاصل ضرب ہر فرد کا حصہ ہوگا جیسے بیوی ۲ رہیں اور سہام ۳ رہیں تو مضروب یعنی ۲۱۰ کو عدد رؤس یعنی ۲ سے تقسیم کیا تو خارج ۱۰۵ ہوا پھر اسکو اصل سہام یعنی ۳ سے ضرب دینگے ایسے ۱۰۵ × ۳ تو حاصل ضرب ۳۱۵ ہوا۔ یہی ہر بیوی کا حصہ ہے اور باقی کے اندر بھی ایسے ہی کرلو اب بالکل سہل ہے۔

اصول نمبر (۳) تیسرا اصول یہ نسبت کا طریقہ کہلاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر فریق کے رؤس اور سہام میں پہلے نسبت دیکھو اور اس نسبت کے اعتبار سے مضروب میں سے ہر فرد کو حصہ دیدو تو ہم نے ۲ ربیوی اور ان کے ۳ رسہام میں $\frac{۳}{۲}$ کی نسبت دیکھی رؤس کو نیچے اور سہام کو اوپر کرکے $\frac{۳}{۲}$ کہا جائیگا اب $\frac{۳}{۲}$ کی ۲۱۰ رسے جو نسبت ہے وہی ہر فرد کا حصہ ہے نسبت دیکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اوپر والے ۳ رسے مضروب میں ضرب دیجائے پھر نیچے والے ۲ رسے اسکو تقسیم کیا جائے جیسے $\frac{۲۱۰ \times ۳}{۶۳۰}$ یعنی حاصل ضرب ۶۳۰ رہوا پھر اسکو نیچے والے ۲ رسے تقسیم کیا جائے تو حاصل تقسیم ۳۱۵ ہوا یہ ہر بیوی کا حصہ ہوگیا اسی طرح جدات ۶ اور ۴ رمیں $\frac{۴}{۶}$ کی نسبت ہے جو مساوی ہے $\frac{۲}{۳}$ کے اب مضروب ۲۱۰ کو ۲ رسے ضرب دیا حاصل ضرب ہوا ۴۲۰ پھر اس کو ۳ رسے تقسیم کیا حاصل تقسیم ۱۴۰ ہوا۔ یہی ہر جدہ کا حصہ ہے اور یہ نسبت کے طریقہ سے ملا ہے اس لئے کہ رؤس اور سہام میں $\frac{۲}{۳}$ کی نسبت ہے اور ۱۴۰ اور ۲۱۰ رمیں بھی $\frac{۲}{۳}$ کی نسبت ہے اسلئے کہ اگر $\frac{۲}{۳}$ میں ۲ رپر ۱ رکا اضافہ کردیا جائے تو یہ دونوں متماثلین ہوجائیں گے۔ ایسے ہی اگر ۱۴۰ رپر ۷۰ رکا اضافہ کردیا تو یہ دونوں متماثلین ہوجائیں گے لہذا معلوم ہوا کہ $\frac{۱۴۰}{۲۱۰}$ کا ماحصل $\frac{۲}{۳}$ ہے کما لایخفیٰ۔ اسی طرح ۱۰ ربنات اور ان کے ۱۶ رسہام میں $\frac{۱۶}{۱۰}$ کی نسبت ہے جو مساوی ہے $\frac{۸}{۵}$ کے لہذا ۸ رکو ۲۱۰ میں ضرب دیں گے حاصل ضرب ۱۶۸۰ ہوا پھر اسکو نیچے والے ۵ رسے تقسیم کیا تو ۳۳۶ حاصل تقسیم ہوا یہی ہر بیٹی کا حصہ ہے نسبت کا یہی طریقہ ہے جو ہم نے تفصیل سے عرض کردیا ہے۔ کیونکہ $\frac{۳۳۶}{۲۱۰}$ میں وہی نسبت ہے جو $\frac{۸}{۵}$ میں ہے اسلئے کہ ۸ رمیں ۵ رسے ۳ رعدد زیادہ ہے ایسے ہی ۳۳۶ رمیں ۲۱۰ رسے ۱۲۶ رزیادہ ہیں جو ۴۲ رکا تین گنا ہے۔

جب یہ تمام تفصیلات ذہن نشین ہوگئیں تو عبارت دیکھئے۔

فصلٌ :- واذا اردتَ ان تعرفَ نصیب کلِّ فریقٍ من التصحیح فاضرب ما کان لکل فریقٍ من اصل المسئلۃ فی مضروبہٖ فی اصل المسئلۃ فما حصل کان نصیبُ ذالک الفریق - واذا اردتَ ان تعرف نصیب کل واحدٍ من اٰحاد ذالک الفریق فاقسم ما کان لکل فریقٍ من اصل المسئلۃ علیٰ عدد رؤسہم ثم اضرب الخارج فی المضروب فالحاصل نصیب کلِّ واحدٍ من اٰحاد ذالک الفریق - و وجہٌ اٰخر وھو ان تقسم المضروب علیٰ ایِّ فریقٍ شئتَ ثم اضرب الخارج فی نصیب الفریق الذی قسمت علیھم المضروب فالحاصل نصیب کلِّ واحدٍ من اٰحادِ ذالک الفریق و وجہٌ اٰخر وھو طریق النسبۃ وھو الاوضح وھو ان تنسب سہام کلِّ فریقٍ من اصل المسئلۃ الیٰ عدد رؤسہم مفرداً ثم تعطی بمثل تلک النسبۃِ من المضروب لکل واحدٍ من اٰحادِ ذالک الفریقِ -

ترجمہ :- یہ فصل ہے (ہر فریق اور ہر فرد کے حصوں کو پہچاننے کے بیان میں) اور جب تو چاہے کہ تصحیح میں سے ہر فریق کے حصہ کو پہچانے تو ہر فریق کے سہام کو جو اصل مسئلہ سے ملے تھے اسمیں ضرب دیدے جسکو تم نے اصل مسئلہ میں ضرب دیا تھا (یعنی مضروب میں ضرب دیدو) پس جو حاصل ضرب ہو وہ ہر فریق کا حصہ ہے ۔ اور جب تو چاہے کہ اس فریق کے افراد میں سے ہر فرد کے حصہ کو جانے تو جو ہر فریق کو اصل مسئلہ سے ملا تھا ان کو ان کے عدد رؤس پر تقسیم کردے پھر خارج کو مضروب میں ضرب دیدو پس جو حاصل تقسیم ہوگا وہ اس فریق کے افراد میں سے ہر فرد کا حصہ ہوگا ۔ اور دوسرا طریقہ اور وہ یہ ہے کہ مضروب کو جس فریق پر تو چاہے تقسیم کردے پھر خارج کو اس فریق کے حصہ میں ضرب دیدے جن پر تو نے مضروب کو تقسیم کیا ہے پس حاصل اس فریق کے افراد میں سے ہر فرد کا حصہ ہوگا اور دوسرا طریقہ اور وہ نسبت کا طریقہ ہے اور یہی زیادہ واضح ہے اور وہ یہ ہے کہ تو اصل مسئلہ سے ہر فریق کے سہام کی فقط انھیں کے عدد رؤس کے ساتھ نسبت قائم کرے ۔ پھر تو اسی نسبت کے بقدر اس فریق کے افراد میں سے ہر فریق کو مضروب میں سے حصہ دیدے۔

شاید اب مزید تشریح کی ضرورت نہیں رہی ہوگی عبارت اور اسکے مطلب کو سمجھنے کے لئے مذکورہ تمام حسابات کو غور سے دیکھنے کی ضرورت ہے نیز حساب کا آسان طریقہ بالکل پختہ ہونے کی ضرورت ہے جس سے یہ تمام مسائل بالکل آسان ہوجائیں گے ۔

اکیسواں سبق ۲۱
تصحیح کا مسئلہ لکھنے کا طریقہ

عزیزان گرامی! یہاں تک تصحیح کے اصول سبعہ امثلہ اور تفصیلات کے ساتھ آپ سمجھ چکے ہیں آج ہم کتاب سے ہٹ کر تصحیح کا مسئلہ لکھنے کا ڈھنگ عرض کرتے ہیں۔ جب کوئی سوال میراث کا آپ کے سامنے آئے تو سب سے پہلے ایک ردّی کاغذ پر اسکے تمام وارثین کو لکھئے اب غور فرمائیے کہ وارث متعدد ہیں یا نہیں اگر متعدد نہیں ہیں تو وہاں تصحیح کی ضرورت ہی پیش نہ آئے گی اور اگر متعدد ہیں لیکن سہام رؤس پر بلا کسر تقسیم ہو رہے ہیں۔ تو یہاں بھی تصحیح کی ضرورت نہیں ہے البتہ اگر ایک ہی قسم کے متعدد وارث موجود ہوں اور ان پر ان کے سہام برابر تقسیم نہ ہوتے ہوں تو یہاں تصحیح کی ضرورت پیش آئیگی مسئلہ اس طرح لکھئے کہ سب سے پہلے میت کی لمبی لکیر اسطرح مــــــ کھینچ دو پھر اسکے نیچے اگر زوجین میں سے کوئی ہو تو اس کو لکھئے پھر باقی ذوی الفروض کو پھر عصبات کے ہر فریق کو علیحدہ علیحدہ لکھئے۔ البتہ یہ خیال رکھئے کہ اگر فریق واحد کے مذکر و مؤنث جمع ہو جائیں تو رؤس کو الگ الگ تحریر کر دو لیکن چونکہ ذکور کا حصہ مضاعف ہے اسلئے ذکور کو ان کے اصل رؤس سے مضاعف تصور کرو مثلاً کسی کے ۴ بھائی اور ۲ بہن ہیں تو ان کو ایسے لکھو حقیقی بھائی ۴ ۸ (۱۰) حقیقی بہن ۲، پھر ازسرِ مسئلہ بنا دو۔

جب تمام وارثین آپ نے مندرجہ بالا طریقہ پر تحریر کر دیئے ہیں تو مسئلہ بنانے کے جو اصول قبل میں پڑھ چکے ہیں ان اصول کے مطابق مسئلہ بنا دو اور مخرج کو میت کے اوپر داہنی طرف لکھ دو پھر اس مخرج میں سے ہر فریق کا حصہ ان کے نام کے نیچے اس طرح لکھئے جیسے

زوجہ ۲	جدات ۶	بنات ۱۰	اعمام ۷	
۳	۴	۱۶	۱	

مسئلہ ۲۴ — اسکے بعد سہام اور رؤس نیز رؤس اور رؤس کے درمیان نسبت معلوم کرنے کی غرض سے ہر فریق کے عدد رؤس اور سہام اوپر نیچے جدا جدا اسطرح لکھو $\frac{۲}{۳}$ $\frac{۶}{۴}$ $\frac{۱۰}{۱۶}$ $\frac{۷}{۱}$ اسکے

ملحوظہ ۴ کے اوپر ۸ اسلئے لکھدیا گیا کہ چار بھائی آٹھ بہنوں کے قائم مقام ہیں اور بہنیں دو ہیں تو اب عدد رؤس کا مجموعہ ۱۰ ہو گیا۔ جو بین القوسین لکھدیا گیا ہے۔ ۱۲ محمد یوسف

بعد اولاً تصحیح کے نوع اول کے اصول ثلاثہ کے مطابق سہام اور رؤس کی نسبت پر غور کیجئے اور جہاں سہام اور رؤس میں تباین ملے وہاں کل عدد رؤس کو اور جہاں توافق ملے وہاں عدد رؤس کے وفق کو محفوظ کر لو جب ہم نے یہ عمل کیا تو اعداد محفوظہ نکلے ۲، ۳، ۵، ۷، جب آپ تمام فریقوں کے سہام اور رؤس پر حسب طریق مندرجہ بالا غور کر چکے تو اب نوعِ ثانی کے اصولِ اربعہ کے مطابق تصحیح کا کام شروع فرمائیے یعنی اعداد رؤس میں کیا نسبت ہے اس کو دیکھئے یعنی اِن اعدادِ محفوظہ میں نسبت دیکھئے یہی اعداد محفوظہ گویا کہ رؤس ہیں تو اگر تماثل کی نسبت ملے جیسا کہ نوع ثانی کے اصول نمبر (۱) میں ہے تو کسی بھی عدد کو لیکر اسکو اصل مسئلہ میں ضرب دیدو اور حاصل ضرب کو تصحیح سمجھو اور اگر ان اعداد محفوظہ میں جو رؤس ہیں تداخل ہو تو ان میں سے سب سے بڑے عدد کو لیکر اسکو اصل مسئلہ میں ضرب دیدو اور حاصل ضرب کو تصحیح سمجھو جیسا کہ نوع ثانی کے اصول نمبر (۲) میں اسکی تفصیل گذر چکی ہے۔ اور اگر اعداد رؤس میں بالفاظ دیگر اعداد محفوظہ میں توافق ہو تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں یا ایک کے کل کو دوسرے کے وفق میں ضرب دیدو اور حاصل ضرب کو تیسرے عدد کے وفق میں ضرب دو اگر حاصل ضرب اور اس تیسرے عدد میں توافق ہو اور یہی طریقہ اختیار کرتے ہوئے جاؤ یہاں تک کہ تمام اعداد محفوظہ میں یہ عمل جاری ہو جائے پھر آخر میں جو حاصل ضرب ہے اسکو مضروب سمجھو اور اسکو اصل مسئلہ میں ضرب دیدو پھر حاصل ضرب کو تصحیح سمجھو جیسا کہ نوع ثانی کے اصول نمبر (۳) میں اسکی تفصیل گذر چکی ہے اور اگر اعدادِ محفوظہ میں تباین ہو تو ایک کے کل کو دوسرے کے کل میں ضرب دیدو پھر حاصل ضرب کو تیسرے کے کل میں ضرب دیدو تا آخر لیکن اگر کسی جگہ پر حاصل ضرب اور دوسرے عدد کے درمیان تباین کے بجائے توافق نکلے تو حاصل ضرب کو اسکے وفق میں ضرب دی جائے گی۔

خیر جب تمام اعداد سے فراغت ہو گئی تو اب جو حاصل ضرب ہے اسے مضروب سمجھو اور اسکو اصل مسئلہ میں ضرب دیدو اور حاصل ضرب کو تصحیح کی تار کا ایسے ت نشان بنا کر اوپر لکھدو ایسے ت ۵۰۴۰ ۔ اب جب کہ مخرج بڑھ گیا یعنی ۲۴ کے بجائے ۵۰۴۰ ہو گیا ہے تو تمام ورثاء کے سہام کو بڑھانا ہوگا جسکے چار اصول ہم عرض کر چکے ہیں۔ شکل یہ ہے

مسئلہ ۲۴ ت ۵۰۴۰

زوجہ ۲	بنات ۱۰	جدات ۶	اعمام ۷
۳	۱۶	۴	۱
۶۳۰	۳۳۶۰	۸۴۰	۲۱۰
۳۱۵	۳۶۰	۱۴۰	۳۰

جب یہ پورا عمل آپ کر چکے ہیں تو اس تحریر کو اب جواب کے کاغذ پر لائیے اور اس

سوال کا مختصر جواب لفظوں میں نیچے اس طرح لکھئے۔

صورت مسئولہ میں بعد ادائیگی حقوق مقدمہ علی الارث وعدم موانع مرحوم کی جائداد کے پانچ ہزار چالیس سہام کر کے ان میں سے کل بیویوں کو چھ سو تیس اور ہر ایک کو تین سو پندرہ اور کل جدات کو آٹھ سو چالیس اور ہر ایک کو ایک سو چالیس اور کل بنات کو تین ہزار تین سو ساٹھ اور ہر ایک کو تین سو چھتیس اور کل اعمام کو دو سو دس اور ہر ایک کو تیس دیئے جائیں گے۔

اب یہ جواب مکمل ہو گیا۔ اس کے بعد تتمہ تصحیح آئے گا۔

بائیسواں ۲۲ سبق

تتمۂ تصحیح

عزیزان گرامی! کل کے سبق میں آپ کے سامنے تصحیح کے سب اصول مع امثلہ و تشریحات عرض کر دیئے گئے ہیں۔ مناسب سمجھتا ہوں کہ کچھ اور امثلہ عرض کر دوں اور اصول کا اجراء کر کے دکھا دوں۔

مثال نمبر ۱ :- مسئلہ ۴ تصحیح ۲۰

اخوات لاب و ام ۳	اخوۃ ۶	زوجہ
۳		۱
۳	۱۲	۵

صورت مذکورہ میں بیوی کیلئے ربع ہے اور باقی بھائی بہنوں کیلئے ہے جو عصبہ ہیں تو چونکہ یہاں فروض مقدرہ میں سے صرف ربع ہے اسلئے ۴ سے مسئلہ بنایا گیا باقی ۳ بچے اور چھ بھائی ۱۲ بہنوں کے قائم مقام ہیں اور تین بہنیں ہیں مجموعہ ۱۵ ہو گیا اب مابقی ۳ اور ۱۵ میں نسبت دیکھی تو توافق بالثلث کی ملی لہذا رؤس کے وفق ۵ کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا گیا حاصل ضرب ۲۰ ہو گیا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو گئی زوجہ کے حصہ ۱ کو مضروب ۵ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۵ ہو گیا یہ زوجہ کا حصہ ہو گیا باقی بچے ۱۵ جو بھائی بہنوں کے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین کے طریقہ پر تقسیم ہوں گے لہذا ہر بھائی کو ۲ اور ہر بہن کو ۱ ملے گا۔

مثال نمبر (۲) :- مسئلہ ۴ تصحیح ۸ صورت مذکورہ

بھائی ۶	زوجہ
$\frac{3}{6}$	$\frac{1}{2}$

میں مسئلہ ۴ سے بنا بیوی کو ربع ملا باقی ۳، ۶ بھائیوں پر منکسر ہیں تو سہام اور رؤس میں توافق بالثلث کی نسبت ہے لہذا ۶ کے وفق ۲ کو اصل مسئلہ ۴ میں ضرب دی گئی تو حاصل ضرب ۸ ہوا۔ اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو گئی ۲ بیوی کو اور ایک ایک حصہ ہر بھائی کو مل گیا۔

مثال نمبر ۳ :- مسئلہ ۳ تصحیح ۹ صورت مذکورہ

اعمام ۳	بنات ۳
$\frac{1}{3}$	$\frac{2}{3}$

میں بنات کے لئے ثلثان ہے تو مسئلہ ۳ سے بنایا گیا

جسمیں سے ۲ ربنات کو اور ا ر اعمام کو ملا دونوں فریق پر سہام ٹوٹ رہے ہیں اور دونوں فریق کے رؤس میں تماثل ہے تو جون سے ۳ رکو چاہا اصل مسئلہ ۳ ر میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۹ ر ہوا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگئی ۲ ربنات کو ۶ ر اور ۳ ر اعمام کو ۳ ر ملے ۔

مثال نمبر ۴ :- مسئلہ ۶ ت ۳۰ صورت مذکورہ میں

جدات ۵	اخوات حقیقی ۵	عم
۵/۱	۲۰/۴	۵/۱

جدات کے لئے سدس ہے اور اخوات کے لئے ثلثان اور چچا عصبہ ہے ۔ مسئلہ ۶ ر سے بنایا گیا ا ر جدات کو ۴ ر اخوات کو اور ا ر چچا کو ملا مگر پہلے دونوں فریق پر ان کے سہام ٹوٹ رہے ہیں تو بین الرؤس والرؤس نسبت تماثل کی ہے اسلئے جون سے ۵ ر کو چاہا اصل مسئلہ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۳۰ ر ہوا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگئی پھر ہر ایک کے سہام کو مضروب ۵ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ہر فریق کا حصّہ ہوگیا جیسے نقشہ میں موجود ہے ۔

مثال نمبر ۵ :- مسئلہ ۶ ع ۷ ت ۶۳ صورت مذکورہ میں جدہ کے لئے سدس ہے حقیقی بہنوں

جدہ	اخوات حقیقی ۶	اخوات لام ۹
۹/۱	۳۶/۴	۱۸/۲

کے لئے دو ثلث اور اخیافی بہنوں کے لئے ثلث ہے مسئلہ ۶ ر سے بنا ، ر سے عول ہوا سات میں سے جدہ کو ایک حقیقی بہنوں کو ۴ ر اور اخیافی بہنوں کو ۲ ر ملے آخر کے دونوں فریق پر ان کے سہام ٹوٹ رہے ہیں ۔ حقیقی بہنوں کے سہام اور رؤس میں توافق بالنصف ہے تو رؤس ۶ ر کا وفق ۳ ر محفوظ رکھا ۔ تو اب معلوم ہوا کہ ۳ ر اور ۹ ر میں تداخل ہے لہذا بڑے عدد ۹ ر کو اصل مسئلہ ۷ ر میں ضرب دیا تو حاصل ضرب ۶۳ ہوا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگئی پھر ہر وارث کے سہام کو مضروب ۹ ر میں ضرب دی گئی تو جدہ کا ایک تھا اسکے ۹ ر ہوگئے حقیقی بہنوں کے لئے ۴ ر تھے ان کے ۳۶ ہوگئے اخیافی بہنوں کے لئے ۲ ر تھے ان کے ۱۸ ر ہوگئے ۔

مثال نمبر ۶ :- مسئلہ ۶ ت ۲۴ صورت مذکورہ میں مسئلہ ۶ ر سے بنا کما لایخفیٰ ۔

بنت	جدات ۶	پوتی ۴	عم
۳۶/۳	۱۲/۱	۱۲/۱	۱۲/۱

بیٹی کو ۳ ر جدات کو ا ر پوتیوں کو ا ر اور عم کو ا ر ملا جدات اور پوتیوں پر ان کے سہام ٹوٹ رہے ہیں ان کے رؤس میں توافق بالنصف

ہے لہذا ۱۶ رکو ۴ ر کے وفق ۲ ر میں ضرب دیا حاصل ضرب ۱۲ ر ہوا پھر ۱۲ ر کو اصل مسئلہ ۶ ر میں ضرب دی حاصل ضرب ۷۲ ر ہوا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو گئی۔

مسئلہ ۱۲ ۲۴۰ مضروب ۲۰

مثال نمبر ۷:۔ زوجہ اخت لام ۱۶ عم ۲۵ صورت مذکورہ میں زوجہ کے لئے ربع ہے اخیافی بہنوں کے لئے ثلث ہے

۳	۴	۵
۶۰	۸۰	۱۰۰

اور چچا عصبہ ہے لہذا مسئلہ ۱۲ ر سے بنا جس میں سے ۳ ر بیوی کو اور ۴ ر اخیافی بہنوں کو اور ۵ ر چچاؤں کو ملے مگر آخر کے دونوں فریق پر ان کے سہام ٹوٹ رہے ہیں۔ اسلئے رؤس اور سہام کے درمیان نسبت دیکھی تو ۱۶ ر اور ۴ ر میں توافق بالربع ہے لہذا ۱۶ کا وفق ۴ ر محفوظ رکھا پھر ۲۵ ر اور ۵ ر میں توافق بالخمس ہے تو ۲۵ ر کا وفق ۵ محفوظ رکھا تو اعداد محفوظہ یہ ہوئے ۴ ر ۵ ر ان دونوں میں تباین ہے لہذا ایک کو دوسرے میں ضرب دی حاصل ضرب ۲۰ ر ہوا پھر ۲۰ ر کو اصل مسئلہ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۲۴۰ ر ہوا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو گئی ہر فریق کے سہام کو مضروب میں ضرب دیدی گئی تو حاصل ضرب ہر فریق کا حصہ ہو گیا جو ان پر بلا کسر منقسم ہے۔ پھر ۸۰ ر کو ۱۶ ر سے تقسیم کیا تو حاصل قسمت ۵ ر ہوا یہ ہر بہن کا حصہ ہو گیا ایسے ہی ۱۰۰ ر کو ۲۵ سے تقسیم کیا تو حاصل قسمت ۴ ر ہوا وہ ہر چچا کا حصہ ہو گیا۔

مسئلہ ۱۲ ۱۴۴ مضروب ۱۲

مثال نمبر ۸:۔ زوجات ۴ جدات ۳ اعمام ۱۲ میں صورت مذکورہ میں اصول مذکورہ کے مطابق ۱۲ ر سے مسئلہ بنا ۳ ر زوجات کو اور ۲ ر جدات کو اور باقی ۷ ر اعمام کو ملے ہر فریق پر ان کے

۳	۲	۷
۳۶	۲۴	۸۴
۹	۸	۷

سہام ٹوٹ رہے ہیں اور سب میں سہام اور عدد رؤس میں تباین ہے پھر ہم نے رؤس کے مابین نسبت دیکھی تو تداخل کی ملی لہذا سب سے بڑے ۱۲ ر کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا تو حاصل ضرب ۱۴۴ ر ہو گیا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو گئی اور زوجات کو ۳۶ ر اور ہر ایک کو ۹ ملے اسی طرح جدات کو ۲۴ ر اور ہر ایک کو ۸ ر ملے۔ اور اعمام کو ۸۴ ر اور ہر ایک کو ۷ ر ملے۔

مثال نمبر ۹:- مسئلہ ۱۲ ت ۲۴۰ — ۱۰ — ۲۰

زوجہ ۲	جدہ ۱۰	اخیافی بہن ۴	عم ۲۰
۳	۲	۴	۳
۶۰	۴۰	۸۰	۶۰
۳	۴	۲	۳

صورت مذکورہ میں اصولِ مذکورہ کے مطابق مسئلہ ۱۲ر سے بنا زوجات کو ۳ر جدات کو ۲ر بہنوں کو ۴ر چچاؤں کو ۳ر ملے جو ہر فریق پر منکسر ہیں لہذا ہم نے پہلے رؤس اور سہام میں نسبت دیکھی تو ۲ر اور ۳ر میں تباین تھا ۲ر کو محفوظ رکھا پھر ۱۰ اور ۲ر میں توافق بالنصف تھا لہذا ۱۰ر کے وفق ۵ر کو محفوظ رکھا پھر ۴۰ اور ۴ر میں توافق بالربع ہے لہذا ۴۰ر کے وفق ۱۰ر کو محفوظ رکھا پھر ۲۰ اور ۳ر میں تباین تھا لہذا ۲۰ کو محفوظ رکھا اب اعداد محفوظہ یہ ہوئے ۲ر ۵ر ۱۰ر ۲۰ر جب ہم نے ان میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ تداخل ہے لہذا سب سے بڑے عدد یعنی ۲۰ر کو اصل مسئلہ ۱۲ر میں ضرب دیا تو حاصل ضرب ۲۴۰ ہوا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگئی اب دو زوجہ کو ۶۰ اور ہر ایک کو ۳۰ر ملے اور ۱۰ جدہ کو ۴۰ اور ہر ایک کو ۴ ملے اور اخیافی بہنوں کو ۸۰ اور ہر ایک کو ۲ ملے اور اعمام کو ۶۰ اور ہر ایک کو ۳ ملے۔

مثال نمبر ۱۰:- مسئلہ ۱۲ عـ ۱۷ ت ۷۱۴۰ مضروب ۴۲۰

صورت مذکورہ زوجات ۴ عقیقی بہن ۵ اخیافی بہن ۳ جدہ ۷ میں ۱۲ر سے مسئلہ بنا اور ۱۷ر سے عول ہوا پھر سہام اور رؤس میں سب جگہ تباین تھا لہذا جملہ رؤس محفوظ رکھے یعنی ۴ر ۵ر ۳ر ۷ر ۵۔ ر اور ۳ر میں تباین لہذا ۵ر کو ۳ر میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۱۵ر ہوا پھر ۱۵ر اور ۴ر میں تباین تھا لہذا ۱۵ر کو ۴ر میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۶۰ر ہوا پھر ۶۰ اور ۷ر میں تباین تھا لہذا ۶۰ر کو ۷ر میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۴۲۰ ہوا پھر اسکو اصل مسئلہ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۷۱۴۰ر ہوا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگئی۔

زوجات ۴	عقیقی بہن ۵	اخیافی بہن ۳	جدہ ۷
۳	۸	۴	۲
۱۲۶۰	۳۳۶۰	۱۶۸۰	۸۴۰
۳۱۵	۶۷۲	۵۶۰	۱۲۰
فی کس	فی کس	فی کس	فی کس

مثال نمبر ۱۱:- مسئلہ ۲۴ ت ۴۳۲۰ مضروب ۱۸۰

زوجات ۴	جدہ ۱۵	بنات ۱۸	عم ۶
۳	۴	۱۶	۱
۵۴۰	۷۲۰	۲۸۸۰	۱۸۰
۱۳۵	۴۸	۱۶۰	۳۰
فی کس	فی کس	فی کس	فی کس

صورت مذکورہ میں مسئلہ ۲۴ر سے بنا ہر فریق پران کے سہام ٹوٹ رہے ہیں اور ایک فریق کے علاوہ بقیہ سب میں رؤس اور سہام میں

تباین ہے البتہ بنات کے رؤس ۱۸/ اور سہام ۱۶/ میں توافق بالنصف ہے اسلئے ۱۸ کے وفق ۹/ کو اور باقی رؤس کو علیٰ حالہا محفوظ رکھا تو اعداد محفوظہ یہ ہوئے ۴/ ۱۵/ ۹/ ۶/ ۹/ اور ۶/ میں توافق بالثلث ہے لہذا ۹/ کو ۶/ کے وفق ۲/ میں ضرب دی گئی حاصل ضرب ۱۸/ ہوا ۱۵/ اور ۱۸/ میں توافق بالثلث ہے لہذا ۱۵/ کے وفق ۵/ میں ۱۸/ کو ضرب دی گئی تو حاصل ضرب ۹۰/ ہوا پھر ۹۰/ اور ۴/ میں توافق بالنصف ہے لہذا ۹۰/ کو ۴/ کے وفق ۲/ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۱۸۰/ ہوئے پھر ۱۸۰/ کو اصل مسئلہ ۲۴/ میں ضرب دی گئی تو حاصل ضرب ۴۳۲۰ ہوئے اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگئی زوجات کو ۵۴۰ اور ہر ایک کو ۱۳۵/ ملے اور جدات کو ۷۲۰ اور ہر ایک کو ۴۸ ملے اور بنات کو ۲۸۸۰ اور ہر ایک کو ۱۶۰/ ملے اور چچاؤں کو ۱۸۰/ اور ہر ایک کو ۳۰/ ملے۔

مثال نمبر ۱۲: صورتِ مذکورہ میں ۹/ اور ۶۳/ میں تداخل ہے لہذا فقط ۶۳/ کو محفوظ رکھا۔

مسئلہ ۲۴ / ۳۰۲۴۰ — ۱۲۶۰

زوجات ۴	بنات ۳۵	جدات ۹	اعمام ۶۳
۳	۱۶	۴	۱
۳۷۸۰	۲۰۱۶۰	۵۰۴۰	۱۲۶۰
۹۴۵	۵۷۶	۵۶۰	۲۰

پھر ۳۵/ اور ۶۳/ میں توافق بالسبع ہے لہذا ۶۳/ کو ۳۵/ کے وفق ۵/ میں ضرب دی تو حاصلِ ضرب ۳۱۵/ ہوا پھر ۳۱۵/ اور ۴/ میں تباین ہے، لہذا ۳۱۵/ میں ۴/ کو ضرب دیا تو حاصل ضرب ۱۲۶۰/ ہوا پھر اسکو اصل مسئلہ ۲۴/ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۳۰۲۴۰ ہوا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگئی۔

مثال نمبر ۱۳: صورتِ مذکورہ میں مسئلہ ۱۲ سے بنا دو فریق پر ان کے

مسئلہ ۱۲ / ۱۲۰ — مضروب ۱۰

زوجہ ۲	جدات ۵	اب	اخ
۳	۲	۷	م
۳۰	۲۰	۷۰	

سہام ٹوٹ رہے ہیں اور دونوں کے سہام اور رؤس میں تباین تھا لہذا پہلے ۲/ کو ۵/ میں ضرب دی اور حاصل ضرب کو اصل مسئلہ ۱۲/ میں ضرب دی حاصل ضرب

۱۲۰ ہوا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگئی ۔

مثال نمبر ۱۴ :-

۲۴ ـ ۶۴۸ مضروب ۲۷

زوجات ۳	بنات ۹	اعمام ۲۷
۳	۱۶	۵
۸۱	۴۳۲	۱۳۵
۲۷ فی کس	۴۸ فی کس	۵ فی کس

صورت مذکورہ میں مسئلہ ۲۴ سے بنا اور رؤس اور رؤس میں تداخل ہے یعنی ۳/۹/۲۷ میں تداخل ہے لہذا سب سے بڑے عدد ۲۷ کو اصل مسئلہ ۲۴ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۶۴۸ ہوا پھر ہر فریق کے سہام کو مضروب میں ضرب دی تو تصحیح میں سے اس کا حصہ نکل آیا لہذا زوجات کے ۸۱ بنات کے ۴۳۲ اور اعمام کے ۱۳۵ ہوئے ۔ پھر ہر فریق کے سہام کو ان کے عدد رؤس سے تقسیم کر دیا حاصل قسمت ہر ہر فرد کا حصہ ہوا ۔

مثال نمبر ۱۵

۳ ـ ۲۴۰

بنات ۴۰	اعمام ۸۰
۲	۱
۱۶۰	۸۰
۴۰ ہر فرد کو	۱ فی فرد

صورت مذکورہ میں مسئلہ ۳ سے بنایا گیا ہر فریق پر اسکے سہام ٹوٹ رہے ہیں اور دونوں کے رؤس میں تداخل ہے لہذا سب سے بڑے عدد کو اصل مسئلہ ۳ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۲۴۰ ہوا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگئی پھر بنات کے ۲ کو مضروب ۸۰ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۱۶۰ ہوا یہ بنات کا حصہ ہوگیا پھر اعمام کے ۱ کو ۸۰ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۸۰ ہوا یہ اعمام کا حصہ ہوگیا ۔ پھر ۱۶۰ کو بنات کے رؤس ۴۰ سے تقسیم کیا تو حاصل قسمت ۴ ہوا یہ ہر بنات کا حصہ ہوگیا ۔ پھر ۸۰ کو ۸۰ سے تقسیم کیا تو حاصل قسمت ۱ ہوا یہ ہر چچا کا حصہ ہوگیا ۔

مثال نمبر ۱۶

صورتِ مذکورہ میں	۱۰۲۰		۱۵۳۰۰	۱۲، ۱۵ مسـ
مسئلہ ۱۲ ر سے	علاتی بہن ۲	اخیافی بہن ۱۷	اخوات عینی ۱۵	زوجات ۴
بنا - علاتی بہن محروم	م	۴	۸	۳
ہوگی کما مرّ فی احوالہا	+	۴۰۸۰	۸۱۶۰۰	۳۰۶۰
ہر فریق پران کے	+	۲۴۰	۵۴۴	۷۶۵

سہام ٹوٹ رہے ہیں رؤس اور رؤس میں تباین ہے لہذا ۱۷ رکو ۱۵ رمیں ضرب دی توحاصل ضرب ۲۵۵ رہوا پھر اسکو ۴ رمیں ضرب دی توحاصل ضرب ۱۰۲۰ رہوا پھر اسکو عول میں ضرب دی توحاصل ضرب ۱۵۳۰۰ رہوا اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگئی زوجات کے ۳ رکو مضروب ۱۰۲۰ رمیں ضرب دی توحاصل ضرب ۳۰۶۰ ہوا یہ زوجات کا حصہ ہوگیا پھر حقیقی بہنوں کے ۸ رکو مضروب میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۸۱۶۰۰ رہوا یہ حقیقی بہنوں کا حصہ ہوگیا پھر اخیافی بہنوں کے ۴ رکو مضروب میں ضرب دی توحاصل ضرب ۴۰۸۰ رہوا پھر ہر فریق کے سہام کو ان کے عدد رؤس سے تقسیم کر دیا تو ہر زوجہ کو ۷۶۵ ملے اور ہر حقیقی بہن کو ۵۴۴ رملے اور ہر اخیافی بہن کو ۲۴۰ رملے -

تیئسواں سبق

ترکۂ معینہ میں معین مقدار کی معرفت کا طریقہ

عزیزانِ گرامی! آج ہم آپ کے سامنے وہ طریقہ بیان کریں گے جسکی آجکل ضرورت پیش نہیں آتی نہ سوال ایسا آتا ہے اور نہ جواب لکھا جاتا ہے یعنی سائل بھی اجمالاً سوال کرتا ہے۔ اور مجیب بھی اجمالاً جواب دیتا ہے یعنی سوال وجواب میں ترکہ کی مقدار متعین نہیں ہوتی کہ ترکہ اتنا مال ہے اسمیں سے کتنا ملے گا لیکن اگر اتفاق سے کوئی آپ سے پوچھ بیٹھے کہ ترکہ اتنا ہے اب بتائیے اتنے ترکہ میں سے ہر وارث کو کتنا ملے گا تو ایسی صورت میں آپ سب سے پہلے اصول مذکورہ مقررہ کے مطابق مسئلہ بنا لو اور تصحیح کی ضرورت ہو تو کرلو اور اگر بلا کسر حصے بغیر تصحیح کے مل گئے ہوں تو اسی کو تصحیح سمجھو جب اس عمل سے فراغت ہو جائے تو کل ترکہ کو میت کے اوپر بائیں طرف لکھدو اب دیکھو کہ تصحیح (یعنی وہ عدد جس سے مسئلہ بنایا گیا ہے) اور ترکہ میں کونسی نسبت ہے اگر تماثل ہو تو کچھ کرنیکی ضرورت نہیں تصحیح سے ہر وارث کو جو حصہ ملا ہے اتنا ہی اس کو کل ترکہ سے ملے گا۔ جیسے

مسئلہ ۶ — کل ترکہ ۶ دینار

زوج	ام	اب
۳	۱	۲

دوسری مثال

جیسے مسئلہ ۶ — کل ترکہ ۶ دینار

بنت	بنت	ام	اب
۲	۲	۱	۱

اور اگر ترکہ اور تصحیح میں تباین ہو تو ہر فریق یا وارث کے حصہ کو کل ترکہ میں ضرب دیدو پھر حاصل ضرب کو کل تصحیح سے تقسیم کر دو جیسے

مسئلہ ۶ — کل ترکہ ۷ دینار

بنت	بنت	اب	ام
۲	۲	۱	۱
$2\frac{1}{3}$	$2\frac{1}{3}$	$1\frac{1}{6}$	$1\frac{1}{6}$

صورتِ مذکورہ میں مسئلہ ۶ سے بنایا گیا اور ہر بیٹی کو دو دو ملے اور والدین کو ایک ایک تصحیح اور ترکہ میں

تباین ہے لہذا ہم نے ہر وارث کے حصہ کو سات میں ضرب دیا دو صورتوں میں حاصل ضرب چودہ اور دو صورتوں میں سات ہوتا ہے پھر چودہ کو ۶ ر سے تقسیم کیا تو حاصل قسمت ۲ ۱/۳ اور سات کو ۶ ر سے تقسیم کیا تو حاصل قسمت ۱ ۱/۶ ہوا ۔

دوسری مثال

مسئلہ ۳ تصحیح ۱۲ — ۱۳ دینار

بنت	بنت	اخ	اخت	اخت
۱	۱	۱		
۴	۴	۲	۱	۱
۴ ۱/۳	۴ ۱/۳	۲ ۱/۶	۱ ۱/۱۲	۱ ۱/۱۲

صورت مذکورہ میں مسئلہ ۳ ر سے بنایا اور ۱۲ ر سے اسکی تصحیح ہوئی ۱۲ ر میں سے چار چار ہر بیٹی کو اور ۲ ر بھائی کو اور ۱ ایک ایک ہر بہن کو ملا اور ترکہ ۱۳ ر دینار ہیں تو ترکہ اور تصحیح کے اندر تباین ہے لہذا ہر وارث کے حصہ کو کل ترکہ یعنی ۱۳ ر میں ضرب دی پھر حاصل ضرب کو ۱۲ ر سے تقسیم کر دیا جس سے ہر وارث کے حصے ترکہ میں سے معلوم ہو گئے یعنی ۴ ۱/۳ ۴ ۱/۳ ۲ ۱/۶ ۱ ۱/۱۲ ۱ ۱/۱۲ [عہ۱] اور ترکہ اور تصحیح میں توافق ہو تو ہر وارث یا ہر فریق کے حصے کو ترکہ کے وفق میں ضرب دیدو پھر حاصل ضرب کو تصحیح کے وفق سے تقسیم کر دو جو حاصل تقسیم ہوگا وہ ہر فریق یا ہر وارث کا حصہ ہوگا جیسے [عہ۲]

مسئلہ ۶ عول ۹ ۳ — ۱۲ دینار ۴/

زوج	جدہ	اخ لام	اختین لاب وام
۳	۱	۱	۴
۴	۱ ۱/۳	۱ ۱/۳	۵ ۱/۳

صورت مذکورہ میں مسئلہ ۶ ر سے بنا اور ۹ ر سے عول ہوا ترکہ یعنی ۱۲ ر اور تصحیح یعنی ۹ ر میں توافق بالثلث ہے لہذا ۹ ر کا وفق ۳ ر ہوا ۔ اور ۱۲ ر کا وفق ۴ ر ہوا اب ہر وارث کے حصوں کو ۴ ر میں ضرب دیا گیا پھر حاصل ضرب

عہ۱ اب ان کو ماقبل میں بتائے ہوئے جوڑ کے اصول کے مطابق جوڑ کر دیکھو مجموعہ ۱۳ ہی ہوگا ۔ محمد یوسف

عہ۲ ۹ ر کے اوپر ۳ ر اور ۱۲ ر کے اوپر ۴ ر ہر ایک کا وفق یاد دہانی کے لئے لکھدیا گیا ہے ۱۲ ر محمد یوسف

کو ۹ رکے وفق ۳ رسے تقسیم کر دیا حاصل قسمت ہر وارث کا حصہ ہو گیا جس کی تفصیل یہ ہے ۴ / ۱ $\frac{1}{۳}$ ۱ $\frac{1}{۳}$ [۱] ۵ $\frac{1}{۳}$ ۔

دوسری مثال

مسئلہ ۳ تصحیح ۱۲ / ۴ ——— ۱۵ دینار / ۵

بنت	بنت	اخ	اخت	اخت
۱	۱		۱	
۴	۴	۲	۱	۱
۵ دینار	۵ دینار	۲ $\frac{1}{۲}$	۱ $\frac{1}{۴}$	۱ $\frac{1}{۴}$

صورت مذکورہ میں ۳ رسے مسئلہ بنایا گیا اور ۱۲ رسے اسکی تصحیح کی گئی ہے۔ ۱۵ راور ۱۲ رمیں توافق بالثلث ہے لہذا ۱۲ رکا وفق ۴ رہے اور ۱۵ رکا ۵ رہے پھر ہر وارث کے حصے کو ۵ رمیں ضرب دی گئی پھر حاصل ضرب کو ۴ رسے تقسیم کر دیا پھر حاصل قسمت کو ہر وارث کا حصہ شمار کیا گیا جس کی تفصیل یہ ہے ۵ / ۵ / ۲ $\frac{1}{۲}$ ۱ $\frac{1}{۴}$ ۱ $\frac{1}{۴}$ [۲] اور اگر ترکہ قرضخواہوں پر تقسیم کرنا ہے تو دیکھو کہ ترکہ اور کل قرض میں کونسی نسبت ہے اگر تماثل ہے تو پھر کوئی دقت نہیں ہر قرضخواہ کا حق پورا پورا دیدیا جائے اور اگر مجموعۂ دیون زیادہ اور ترکہ کم ہے تو یہاں البتہ کچھ دقت پیش آئے گی اس کا طریقہ یہ ہے کہ مجموعہ دیون کو تصحیح قرار دو اور باقی مال کو کل ترکہ اور ہر قرضخواہ کو وارث کے درجہ میں شمار کرتے ہوئے اس کے نیچے کل قرض کی رقم تحریر کیجئے اب دیکھو تصحیح اور ترکہ میں کونسی نسبت ہے اگر تباین ہو تو ہر غریم کے قرض کو کل ترکہ میں ضرب دیدو پھر حاصل ضرب کو مجموعۂ دیون سے تقسیم کر دو جو حاصل قسمت ہو گا وہ ہر قرضخواہ کا حصہ ہوگا اور اگر ترکہ اور مجموعۂ دیون میں توافق ہو تو ہر قرضخواہ کے قرض کو ترکہ کے وفق میں ضرب دیدو پھر حاصل ضرب کو مجموعۂ دیون کے وفق سے تقسیم کر دو حاصل تقسیم ہر قرضخواہ کا حصہ ہوگا

---

[۱] یہاں بھی مجموعہ ۱۲ ہوگا۔ ۱۲ محمد یوسف

[۲] یہاں بھی جوڑ کر دیکھو مجموعہ ۱۵ ہوگا۔ ۱۲ محمد یوسف

جیسے مسئلہ دیون ۴۸ — کل ترکہ ۱۷ دینار

زید	بکر	خالد
۱۲	۱۶	۲۰
۴ $\frac{۱}{۴}$	۵ $\frac{۲}{۳}$	۷ $\frac{۱}{۱۲}$

صورت مذکورہ میں مجموعۂ دیون ۴۸ ہے اور کل ترکہ ۱۷ دینار ہے۔ زید کے ۱۲ اور بکر کے ۱۶ اور خالد کے ۲۰ جنکا مجموعہ ۴۸ ہوا ہے ترکہ اور تصحیح میں تباین ہے لہذا ہم نے زید کے ۱۲ کو ۱۷ میں ضرب دیا حاصل ضرب ۲۰۴ ہوا پھر ۲۰۴ کو ۴۸ سے تقسیم کیا حاصل قسمت ۴ $\frac{۱۲}{۴۸}$ ہوا جو ۴ $\frac{۱}{۴}$ کے مساوی ہے پھر بکر کے ۱۶ کو ۱۷ میں ضرب دیا حاصل ضرب ۲۷۲ ہوا پھر اس کو ۴۸ سے تقسیم کیا تو حاصل قسمت ۵ $\frac{۳۲}{۴۸}$ جو مساوی ہے ۵ $\frac{۲}{۳}$ کے پھر خالد کے ۲۰ کو ۱۷ میں ضرب دیا تو حاصل ضرب ۳۴۰ ہوا پھر اس کو ۴۸ سے تقسیم کیا تو حاصل قسمت ۷ $\frac{۴}{۴۸}$ ہوا جو مساوی ہے ۷ $\frac{۱}{۱۲}$ کے۔

دوسری مثال

مسئلہ مجموعہ دیون ۳۰/۱۰ — کل ترکہ ۱۲ دینار /۴

زید	احمد	خالد	حامد	ساجد
۳	۴	۶	۹	۸
۱ $\frac{۱}{۵}$	۱ $\frac{۳}{۵}$	۲ $\frac{۲}{۵}$	۳ $\frac{۳}{۵}$	۳ $\frac{۱}{۵}$

صورت مذکورہ میں مجموعۂ دیون ۳۰ ہے۔ اور کل ترکہ ترکہ ۱۲ دینار ہے تصحیح اور ترکہ میں توافق بالثلث ہے لہذا ۳۰ کا وفق ۱۰ اور ۱۲ کا وفق ۴ محفوظ کرلیا اب زید کے ۳ کو ۴ میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۱۲ ہوا پھر اس کو ۱۰ سے تقسیم کیا گیا تو حاصل قسمت ۱ $\frac{۲}{۱۰}$ ہوا جو مساوی ہے ۱ $\frac{۱}{۵}$ کے۔ یہی کل ترکہ میں سے زید کا حصہ ہوا۔ وقس علیٰ ھذا۔

تو اب تک آپ کے سامنے یہ بیان کر دیا گیا کہ کل ترکہ میں سے ہر وارث یا ہر فریق کو کتنا ملے گا نیز کل ترکہ میں سے ہر قرضخواہ کو کتنا ملے گا۔ مگر کبھی ترکہ میں کسر ہوتی ہے۔ جیسے مثلاً ۷ $\frac{۱}{۲}$ تو پہلے اس کسر کو ختم کرنا ہوگا یعنی ۷ کو اٹھا کر کسر یعنی ۲ میں ضرب دینا ہوگا۔ جسکا مجموعہ ۱۴ ہوا اور اوپر والے ۱ کو اسمیں جوڑ دیا گیا تو مجموعہ ۱۵ ہو گیا اسکے بعد جس عدد

سے آپ نے مسئلہ بنایا تھا اس کو بھی اسی کسر یعنی ۲ ر میں ضرب دیجائے پھر حاصل ضرب کو تصحیح شمار کیا جائے اب دیکھو کہ تصحیح اور کل ترکہ میں کونسی نسبت ہے توافق یا تباین میں سے جو بھی ہو سابق میں بیان کردہ اصول کیمطابق یہاں عمل جاری کردو جیسے مثلاً ۔

میت ۶ تـ ۱۲ مـ ۴ — کل ترکہ ۷ $\frac{1}{2}$ تـ ۱۵ / ۵

زوج	ام	اب
۳	۱	۲
$\frac{3}{4}$ ۳	$\frac{1}{4}$ ۱	$\frac{1}{2}$ ۲

صورت مذکورہ میں ۶ ر سے مسئلہ بنایا گیا اور ترکہ ساڑھے سات دینار ہے اس کی کسر کو ختم کیا اور اس کو ۱۵ ر بنایا گیا ۔ پھر تصحیح یعنی ۶ ر کو بھی کسر میں ضرب دی گئی تو مجموعہ ۱۲ ر ہو گیا ۱۵ ر اور ۱۲ ر میں توافق بالثلث ہے لہذا ہر ایک کا وفق محفوظ کر لیا ۱۲ ر کا ۴ ر اور ۱۵ ر کا ۵ ر پھر ہر وارث کے سہام کو ۵ ر میں ضرب دیں گے پھر حاصل ضرب کو ۴ ر سے تقسیم کریں گے حاصل قسمت وہ ہو گا جو ہم نے لکھدیا ہے یعنی ۳ $\frac{3}{4}$ ا $\frac{1}{4}$ ۲ $\frac{1}{2}$ ۔

دوسری مثال

مسئلہ ۵ تـ ۲۰ / ۴ — ۶ $\frac{1}{4}$ تـ ۲۵ / ۵

بنت	بنت	بنت	ابن
۱	۱	۱	۲
$\frac{1}{4}$ ۱	$\frac{1}{4}$ ۱	$\frac{1}{4}$ ۱	$\frac{1}{2}$ ۲

صورت مذکورہ میں مسئلہ ۵ ر سے بنا کہ ہر بیٹی کو ایک ایک ۱ اور بیٹے کو ۲ ر دیئے گئے اور ترکہ کل ۶ $\frac{1}{4}$ دینار ہے لہذا اس کی کسر ختم کرنے کے لئے ۶ ر کو ۴ ر میں ضرب دیا ۲۴ ہو گیا پھر اوپر والا ا ر بھی اس کے ساتھ جوڑ دیا گیا ۲۵ ر ہو گیا پھر تصحیح یعنی ۵ ر کو بھی اسی کسر میں یعنی ۴ ر میں ضرب دی گئی حاصل ضرب ۲۰ ر ہو گیا پھر ہم نے ۲۰ اور ۲۵ ر میں نسبت دیکھی تو توافق بالخمس کی ملی لہذا ان دونوں کے وفق کو محفوظ رکھا گیا ۲۰ ر کا وفق ۴ ر ہے اور ۲۵ ر کا ۵ ر ہے پھر ہر وارث کے سہام کو ۲۵ ر کے وفق ۵ ر میں ضرب دی گئی پھر حاصل ضرب کو ۲۰ ر کے وفق ۴ ر سے تقسیم کیا گیا اور حاصل قسمت ہر وارث کا حصہ ہوا ۔

تیسری مثال :- مسئلہ ٦ تصحیح ٢٤ — کل ترکہ ٦ $\frac{1}{4}$ تصحیح ٢٥

زوج	ام	اب
٣	١	٢
٣ $\frac{٣}{٢٤}$	١ $\frac{١}{٢٤}$	٢ $\frac{١}{١٢}$

صورت مذکورہ میں مسئلہ ٦ رسے بنایا گیا اور کل ترکہ ٦ $\frac{1}{4}$ تھا۔ اس کی کسر کو ختم کرنے کیلئے ٦ رکو یعنی ٤ ر میں ضرب دیا گیا اور پھر اوپر والے ١ رکو اسمیں جوڑ لیا گیا جس کا مجموعہ ٢٥ ر ہو گیا پھر تصحیح یعنی ٦ ر کو بھی کسر یعنی ٤ ر میں ضرب دیا گیا حاصل ضرب ٢٤ ہوا۔ اور ٢٤ ر اور ٢٥ ر میں تباین ہے لہذا ہر وارث کے سہام کو ٢٥ ر میں ضرب دیں گے اور پھر حاصل ضرب کو ٢٤ ر سے تقسیم کر دیں گے جو حاصل ہوگا وہ ترکہ میں سے ہر وارث کا حصہ ہوگا۔

جب یہ تمام تفصیلات ذہن نشین ہو گئیں تو اب عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

فصلٌ فی قسمۃ الترکات بین الورثۃ والغرماء۔ اذا کان بین التصحیح و الترکۃ مباینۃ فاضرب سہام کل وارث من التصحیح فی جمیع الترکۃ ثم اقسم المبلغ علی التصحیح مثالہٗ بنتان وابوانِ والترکۃُ سبعۃ دنانیر۔

واذا کان بین التصحیح و الترکۃ موافقۃٌ فاضرب سہام کلِّ وارثٍ من التصحیح فی وفق الترکۃ ثم اقسم المبلغ علی وفقِ التصحیح فالخارج نصیب ذالک الوارث فی الوجہین ہذ لمعرفۃ نصیب کل فرد۔ امّا لمعرفۃ نصیب کلّ فریقٍ منہم فاضرب ما کان لکلّ فریق من اصل المسئلۃ فی وفق الترکۃ ثم اقسم المبلغ علی وفق المسألۃ ان کان بین الترکۃ والمسألۃِ موافقۃ وان کان بینہما مباینۃ فاضرب فی کلّ الترکۃ ثم اقسم الحاصل علی جمیع المسألۃ فالخارج نصیب ذلک الفریق فی الوجہین امّا فی قضاء الدیون فدین کل غریم بمنزلۃ سہام کل وارث فی العمل ومجموع الدیون بمنزلۃ التصحیح وان کان فی الترکۃ کسورٌ فابسط الترکۃ والمسألۃ کلیتہما ای اجعلہما من جنس الکسر ثم قدّم فیہ ما رسمناہٗ۔

ترجمہ،

یہ فصل ہے وارثوں اور قرضخواہوں کے درمیان ترکہ تقسیم کرنے کے بیان میں۔ جب کہ تصحیح اور ترکہ کے درمیان مباینت ہو تو تصحیح میں سے ہر وارث کے حصوں کو کل ترکہ میں ضرب دیدو پھر حاصل ضرب

کو تصحیح پر تقسیم کر دو اس کی مثال دو بیٹیاں اور ماں باپ اور ترکہ، ۷ دینار ہو اور جب کہ تصحیح اور ترکہ کے درمیان توافق ہو تو تصحیح میں سے ہر وارث کے حصوں کو ترکہ کے وفق میں ضرب دید و پھر حاصل ضرب کو تصحیح کے وفق پر تقسیم کر دو پس خارج قسمت اس وارث کا حصہ ہو گا مذکورہ دونوں صورتوں میں (توافق اور تباین کی دونوں صورتوں میں) یہ ہر ہر فرد کے حصہ پہچاننے کا طریقہ ہے ۔ بہر حال ان ورثہ میں سے ہر فریق کے حصہ کو پہچاننے کیلئے اصل مسئلہ سے ہر فریق کو ملے ہوئے حصہ کی ترکہ کے وفق میں ضرب دید و پھر حاصل ضرب کو مسئلہ کے وفق پر تقسیم کر دو اگر ترکہ اور مسئلہ کے درمیان توافق ہو اور اگر ان کے درمیان تباین ہو تو کل ترکہ میں ضرب دی جائے گی پھر حاصل ضرب کو جمیع مسئلہ سے تقسیم کر دو پس خارج قسمت اس فریق کا حصہ ہو گا دونوں صورتوں میں ۔ بہر حال قرضوں کے ادا کرنے میں تو ہر قرضخواہ کا دین ہر وارث کے سہام کے درجہ میں ہے عمل اور تقسیم وغیرہ میں اور پورا قرض تصحیح کے درجہ میں ہے اور اگر ترکہ میں کسریں ہوں تو ترکہ اور مسئلہ (مخرج) دونوں کو بڑھا دو یعنی ان دونوں کو کسر کی جنس سے کر دو ۔ پھر اس میں وہ کرو جو ہم نے پہلے تحریر کر دیا ہے ۔

شاید اب مزید تشریح کی حاجت نہ ہوگی ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تخارج کا بیان

چوبیسواں سبق

عزیزان گرامی ! کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مستحقین ترکہ میں سے کوئی شخص کسی شئی معلوم پر مصالحت کر کے اپنے استحقاق سے دست بردار ہو جاتا ہے اس کا نام تخارج ہے تو ایسی صورت میں تمام وارثین کو میت کی لکیر کے نیچے لکھئے اور اصول مذکورہ کے مطابق مسئلہ کی تصحیح کیجئے اور ہر وارث کا حصہ اس کے نام کے نیچے لکھئے اس کے بعد مصالحت کر کے علیحدہ ہو جانے والے شخص کا حصہ کاٹ دیجئے اور مال کو باقی تصحیح سے باقی مستحقین کے درمیان تقسیم کر دیجئے مثلاً ایک عورت کا انتقال ہوا اس نے تین وارث چھوڑے شوہر ماں چچا مسئلہ ۶ سے بنایا گیا اسمیں ۳ شوہر کے اور ۲ ماں

ماں کے اور ایک چچا کا ہوا مگر شوہر دین مہر پر مصالحت کر کے علیحدہ ہوگیا تو شوہر کے تین حصوں کو کاٹ کر بقیہ تین عدد کو بقیہ ورثاء کی تصحیح سمجھا جائے یعنی اب کل مال کے ۳ر حصے کرکے اسمیں سے ۲ر ماں کو اور ۱ر ایک چچا کو ملے گا جیسے

مسئلہ ۶ تصحیح ۳

عم	ام	زوج
۱	۲	۳
		صالح علی المہر

نیز جیسے مسئلہ ۸ تصحیح ۳۲ تصحیح ۲۵

ابن	ابن	ابن	ابن	زوجہ
		۷		۱
۷	۷	۷	۷	۴
			صالح علی البیت	

پہلی مثال میں ۶ر سے مسئلہ بنایا گیا ۳ر شوہر کو ملے اور ۲ر ماں کو اور ۱ر چچا کو شوہر نے دین مہر پر مصالحت کرلی تو تصحیح کے ۶ر میں سے ۳ر کو اب تصحیح شمار کیا جائے گا اور مہر کے علاوہ کل ترکہ کے ۳ر سہام کرکے اسمیں سے ۲ر ماں کو اور ۱ر چچا کو ملے گا۔

دوسری مثال میں ورثاء زوجہ اور چار لڑکے ہیں مسئلہ ۸ر سے بنایا گیا ۸ر میں سے ۱ر بیوی کو اور ۷ر چار لڑکوں کو ملے اور چار لڑکوں اور ان کے سہام کے درمیان تباین ہے لہذا ۴ر کو اصل مسئلہ ۸ر میں ضرب دیا حاصل ضرب ۳۲ر ہوا ۳۲ر میں سے ۴ر بیوی کو اور ۷ر ۷ر بیٹے کو ملے مگر ایک بیٹا ایک مکان پر مصالحت کرکے دست بردار ہوگیا تو اس کا حصہ کاٹ دیا گیا ۳۲ر میں سے ۷ر نکلنے کے بعد ۲۵ر باقی رہے اب اسی ۲۵ر کو بقیہ وارثین کی تصحیح سمجھا جائے گا اس ۲۵ر میں سے ۴ر بیوی کو اور ۷ر ۷ر ہر بیٹے کو ملیں گے۔

جب یہ تفصیلات ذہن نشین ہوگئیں تو عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

فصل فی التخارج :- من صالح علی شیئ من الترکۃ فاطرح سہامہ من التصحیح ثم اقسم ما بقی من الترکۃ علی سہام الباقین کزوج وام وعم فصالح الزوج علی ما فی ذمتہ من المہر فخرج من البین فتقسم باقی الترکۃ بین الام والعم اثلاثا بقدر سہامہما سہمان للام وسہم للعم او زوجۃ واربعۃ بنین فصالح احد البنین

علی شیٔ وخرج من البنین فیقسم باقی الترکة علی خمسة وعشرین سهمًا للمرأة اربعة سهم ولکل ابن سبعة۔

ترجمہ

یہ فصل ہے تخارج کے بیان میں۔ وارثین میں سے جس نے ترکہ کی کسی مقدار پر صلح کر لی ہو تو اسکے سہام کو تصحیح میں سے نکال دو پھر باقی ترکہ کو باقی وارثین کے سہام پر تقسیم کر دو جیسے زوج اور ماں اور چچا تو شوہر نے اس چیز پر جو اسکے ذمہ ہے یعنی مہر پر مصالحت کر لی اور درمیان سے نکل گیا تو باقی ترکہ کو ماں اور چچا کے درمیان تین حصوں میں تقسیم کیا جائیگا ان دونوں کے سہام کے اندازہ کے مطابق دو حصے ماں کے اور ایک چچا کا ہوگا۔ یا مثلاً بیوی اور چار بیٹے پس ایک بیٹے نے کسی شیٔ پر صلح کر لی اور درمیان سے نکل گیا تو باقی ترکہ کو ۲۵ حصوں پر تقسیم کیا جائیگا بیوی کے چار حصے اور ہر بیٹے کے سات سات حصے۔

شاید اب کسی مزید تشریح کی حاجت نہ رہی ہوگی۔

بابُ الرَّد پچیسواں ۲۵ سبق

عزیزان محترم! ماقبل میں آپ کو یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ بسا اوقات وارثین کے سہام زیادہ اور مخرج تنگ ہو جاتا ہے تو وہاں عول کی ضرورت پیش آتی ہے کما مرّ اور کبھی سہام کم اور مخرج بڑا ہوتا ہے یا بالفاظ دیگر وارثین کے سہام ادا کرنے کے بعد کچھ سہام بچ جاتے ہیں اور کوئی عصبہ نہیں ہے جو باقی مال کو لے لے لہٰذا ایسی صورت میں اس باقی مال کو بھی انہیں ذوی الفروض کو دیا جائے گا اسی کو اصطلاح میں ردّ کہتے ہیں جو عول کی ضد ہے۔

آج کے سبق میں مَنْ یُرَدُّ عَلَیْہِ سے مراد زوجین کے علاوہ دیگر ذوی الفروض ہیں اور من لا یُرَدُّ علیہ سے زوجین مراد ہیں۔

ردّ کے چار اصول ہیں۔

اصول نمبر ۱: من لا یرد علیہ (یعنی زوجین) میں سے کوئی نہ ہو بلکہ صرف مَن یرد علیہ ہیں اور انکی بھی ایک ہی صنف ہے تو ایسی صورت میں وارثین کے رؤس کے مطابق مسئلہ بنا دو

مسـ ۲

بنت	بنت
۱	۱

مسـ ۲

اخت	اخت
۱	۱

مسـ ۲

جدہ	جدہ
۱	۱

مسـ ۴

اخت	اخت	اخت	اخت
۱	۱	۱	۱

ان تمام صورتوں میں من لایُرَدّ علیہ نہیں ہے ۔ اور من یُرَدّ علیہ کی صرف صنف واحد ہے ۔ لہٰذا وارثین کے رُؤس سے مسئلہ بنایا گیا ہے ۔

اصول نمبر ۲:- من لا یرد علیہ میں سے کوئی موجود نہ ہو تو اور من یرد علیہ کی ایک صنف نہ ہو بلکہ اصنافِ متعددہ ہوں تو ایسی صورت میں وارثین کے سہام سے مسئلہ بنایا جائے گا جیسے مسـ ۶ ردت الی ۳

اخیافی بھائی	اخیافی بہن	ام
۱	۱	۱

صورت مذکورہ میں اولادِ اُم کے لئے ثلث اور ماں کے لئے سُدس ہے تو مسئلہ ۶ سے بنایا گیا جسمیں سے ایک ماں کے لئے اور ۲ اولادام کے لئے ہے ۳ باقی بچے جسکو کوئی عصبہ لینے والا نہیں لہٰذا سہام مذکورہ کے مطابق تقسیم کی جائے گی اور مسئلہ اب ۳ سے بنا دیا جائے گا تو اولادِ اُم کو پہلے ۶ میں سے دو ملے تھے اب ۳ میں سے دو ملیں گے اور ماں کو پہلے ۶ میں سے ایک مل رہا تھا اب ۳ میں سے ایک ملے گا ۔ اصول نمبر ۲ میں یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ مسئلہ کبھی ۲ سے بنے گا اور کبھی ۳ سے کبھی ۴ سے اور کبھی ۵ سے جب مسئلہ میں دو سدس جمع ہوجائیں تو مسئلہ ۲ سے بنے گا جیسے

مسـ ۶ ۲

جدہ	اخت لام
۱	۱

صورت مذکورہ میں مسئلہ ۶ رسے بنتا ہے پھر اسکو ۲ رکی جانب رد کر دیا گیا ہے۔ اور جب ثلث اور سدس جمع ہوجائیں تو مسئلہ ۳ رسے بنے گا جیسے ۔

مسئلہ ۶ ۳

اولادام	ام
۲	۱

صورت مذکورہ میں ثلث اور سدس کا اجتماع ہے مجموعۂ سہام ۳ رہے لہذا اسی ۳ رکو تصیح شمار کیا گیا اور جب مسئلہ میں نصف اور سدس کا اجتماع ہوجائے تو مسئلہ ۴ رسے نکلے گا جیسے

مسئلہ ۶ ر ۴

بنت	ام
۳	۱

صورت مذکورہ میں نصف اور سدس کا اجتماع

ہے کیونکہ بیٹی کے لئے نصف ہے اور ماں کے لئے سدس تو اگر یہاں رد نہ ہوتا تو مسئلہ ۶ رسے نکلتا مگر جب کہ کوئی عصبہ نہیں ہے تو مسئلہ ۴ رسے بنایا گیا ۴ رمیں سے ۳ ربیٹی کو اور ا رماں کو دیا گیا ہے ۔

اور اگر دو ثلث اور سدس یا نصف اور دو سدس یا نصف اور ثلث جمع ہوجائیں تو مسئلہ ۵ رسے بنے گا ہر ایک کی مثال دیکھئے

مسئلہ ۵

بنت	بنت	ام
۲	۲	۱

اس مثال میں بنات کے لئے دو ثلث ہے اور ماں کے لئے سدس ہے اور کوئی عصبہ کو نہیں ہے تو مسئلہ ۵ رسے بنایا گیا

دوسری مثال مسئلہ ۵

بنت	پوتی	ام
۳	۱	۱

اس مثال میں بیٹی کے لئے نصف ہے اور پوتی کے لئے سدس اور ماں کے لئے سدس ہے یعنی نصف اور دو سدس کا اجتماع ہے تو مسئلہ ۵ رسے بنایا گیا ہے۔

تیسری مثال

مسئلہ ۵

ام	اخت لاب وام
۲	۳

یا مسئلہ ۵

اخیافی بہن ۲	حقیقی بہن
۲	۳

صورت مذکورہ میں اصل مسئلہ ۶ رسے بنتا مگر جب کوئی عصبہ نہیں ہے تو مسئلہ ۵ رسے بنایا گیا اور حقیقی بہن کو ۳ ر اور ماں کو ۲ ر ملے اور دوسری صورت میں حقیقی بہن کو ۳ ر اور دو اخیافی بہنوں کو ۲ ر ملے۔

خلاصۂ کلام اب تک دو اصول آپ کے سامنے آچکے ہیں۔

پہلا اصول یہ ہے کہ اگر زوجین میں سے کوئی نہ ہو اور من یرد علیہ کی صرف صنف واحد ہو تو ان کے رؤس سے مسئلہ بنایا جائے گا اور اگر یہی صورت ہو یعنی زوجین میں سے کوئی نہ ہو اور من یرد علیہ ہیں مگر صنف واحد نہیں بلکہ متعدد اصناف ہیں تو اس صورت میں انکے سہام کی تعداد سے مسئلہ بنایا جائے گا اگر ان کے سہام دو ہوتے ہیں تو مسئلہ صرف دو سے بنایا جائیگا اور اگر تین ہوں تو تین سے اور چار ہوں تو چار سے اور پانچ ہوں تو پانچ سے جسکی تفصیل عرض کی جاچکی ہے۔

جب یہ تفصیلات ذہن نشیں ہوگئی تو یہاں تک کی عبارت دیکھئے۔

باب الرد:- الرّد ضدّ العول ما فضل عن فرض ذوی الفروض ولا مستحق له یردّ علی ذوی الفروض بقدر حقوقهم الا علی الزوجین وهو قول عامة الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم وبه اخذ اصحابنا رحمهم الله وقال زید بن ثابت الفاضل لبیت المال وبه اخذ مالك والشافعی رحمهما الله ثم مسائل الباب علی اقسام اربعة احدها ان یکون فی المسألة جنس واحد ممّن یردّ علیه عند عدم من لا یرد علیه

فاجعل المسألة من رؤسهم كما لو ترك بنتين او اختين او جدتين فاجعل المسألة من اثنين والثاني اذا اجتمع في المسألة جنسان او ثلاثة اجناس ممن يرد عليه عند عدم من لا يرد عليه فاجعل المسألة من سهامهم اعني من اثنين اذا كان في المسألة سدسان او من ثلثة اذا كان فيها ثلث وسدس او من اربعة اذا كان فيها نصف وسدس او من خمسة اذا كان فيها ثلثان وسدس او نصف وسدسان او نصف وثلث -

ترجمہ :- یہ باب رد کے بیان میں ہے :- رد عول کی ضد ہے ذوی الفروض کے حصہ سے جو کچھ بچ جائے اور اس کا کوئی مستحق نہ ہو (یعنی کوئی عصبہ نہ ہو) تو اس کو انھیں ذوی الفروض پر ان کے حصہ کے بقدر واپس کیا جائے گا سوائے زوجین کے اور یہی اکثر صحابہ کا قول ہے اور اسی کو ہمارے اصحاب (حنفیہ) نے قبول کیا ہے اور زید ابن ثابت رض فرماتے ہیں کہ بچا ہوا مال بیت المال کا ہے اور اسی کو امام شافعیؒ اور امام مالکؒ نے اختیار کیا ہے پھر باب الرد کے مسائل چار قسموں پر ہیں پہلی قسم یہ ہے کہ مسئلہ میں صرف ان لوگوں کی ایک جنس ہو جن پر رد ہوتا ہے۔ من لا یرد علیہ کے نہ ہونے کے ساتھ تو اس صورت میں مسئلہ ان کے عدد رؤس کے مطابق بناؤ جیسا کہ اگر میت نے دو بیٹیاں یا دو بہنیں یا دو جدہ چھوڑیں تو مسئلہ دوؔ سے بناؤ۔ دوسری قسم یہ ہے کہ مسئلہ میں من یرد علیہ کی دوؔ یا تین جنسیں جمع ہو جائیں من لا یرد علیہ کے نہ ہونے کے ساتھ ساتھ تو مسئلہ ان کے سہام کے مطابق بناؤ یعنی دوؔ سے جب کہ مسئلہ میں دو سدس ہوں یا تین سے جب کہ مسئلہ میں ثلث اور سدس ہوں یا چار سے جب کہ مسئلہ میں نصف اور سدس ہو یا پانچ سے جبکہ مسئلہ میں دو ثلث اور سدس ہو یا نصف اور دو سدس ہوں یا نصف اور ثلث ہوں

تیسرا اصول

اگر من یرد علیہ کے ساتھ زوجین میں سے کوئی ہو اور من یرد علیہ کی صرف ایک ہی صنف ہو تو اس صورت میں اقل مخارج زوجین سے اس کا حصہ دیدو اسکے بعد دیکھو کہ مابقی من یرد علیہ پر برابر برابر تقسیم ہوتا ہے یا نہیں اگر ہو جائے تو کسی تصحیح کی ضرورت نہیں اور اگر برابر تقسیم نہ ہو سکے تو مابقی اور رؤس من یرد علیہ میں دیکھو کونسی نسبت ہے اگر توافق ہو تو عدد رؤس کے وفق کو اصل مسئلہ میں ضرب دیدو اور حاصل ضرب کو فریقین کے لئے تصحیح سمجھو اور اگر تباین ہو تو عدد رؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیدو۔ لف ونشر مرتب کے طریقہ پر ہر ایک کی مثال دیکھئے مسئلہ ۴ صورت مذکورہ میں تین بنات من یرد علیہ

بنات ۳	زوج
۳	۱

میں سے ہیں اور صنف واحد ہیں اور من لایرد علیہ سے زوج ہے تو اقل مخارج ۴ ر سے زوج کو ا ر دیا باقی تین بچے اور تین ہی بنات ہیں اور یہ تین ان تینوں بیٹیوں پر برابر برابر تقسیم ہے لہذا آگے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں اور اسی سے مسئلہ کی تصحیح ہوگئی

مسئلہ ۴ ۸

بنات ۶	زوج
۳/۶	۱/۲

صورت مذکورہ میں اقل مخارج ۴ ر سے زوج کو ا ر دیا باقی تین چھ بیٹیوں پر برابر منقسم نہیں تو ہم نے رؤس من یرد علیہ اور چار میں سے زوج کا حصہ نکالنے کے بعد جو تین بچے ہیں ان میں نسبت دیکھی تو توافق بالثلث تو ہم نے چھ کے وفق ۲ ر کو اصل مسئلہ ۴ ر میں ضرب دیا حاصل ضرب ۸ ر ہوا اس سے سب کے سہام ٹھیک نکل آئے۔

تیسری مثال

مسئلہ ۴ ۲۰

بنات ۵	زوج
۳/۱۵	۱/۱۵

صورت مذکورہ میں اقل مخارج ۴ ر میں سے ا ر زوج کو دیا باقی ۳ ر ۵ ر بنات پر برابر منقسم نہیں تو ہم نے رؤس من یرد علیہ اور اقل مخارج سے مابقی میں نسبت دیکھی تو تباین کی ملی لہذا کل عدد رؤس بنات کو ۴ ر میں ضرب دی گئی حاصل ضرب بیس (۲۰) ہوا جس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگئی اور بنات پر رد بھی ہوگیا۔

تنبیہ :۔ سوال ۲ ر اور ۶ ر میں تو تداخل ہے یہاں توافق کیوں کہا گیا ہے؟

جواب :۔ اس باب میں تداخل اور توافق کا ایک ہی حکم ہے لہذا تداخل کو بھی توافق ہی شمار کیا جاتا ہے ۔

اصول نمبر ۴

یہ ہے کہ من لایرد علیہ میں سے کوئی ہو اور من یرد علیہ کی متعدد اصناف ہوں تو ایسی صورت میں زوجین کے اقل مخارج سے اس کا حصہ دیا جائے گا اور باقی جو وارثین من یرد علیہ

ہیں سے ہیں ان کا الگ مسئلہ بنا دو اگر مابقی من یرد علیہ پر برابر تقسیم ہو جائے تو بس کچھ اور کرنیکی ضرورت نہیں ہے جیسے۔

مسئلہ ۴/۶ ردت الی ۳

زوجہ	جدہ	اختان لام
۱	۱	۲

صورت مذکورہ میں ایک بیوی ہے جس پر رد نہیں ہوگا اور ایک جدہ اور دو اخیافی بہنیں ہیں ان تینوں پر رد ہوگا تو اقل مخارج ۴ سے مسئلہ بنا کر ایک زوجہ کو دیا باقی ۳ بچے جدہ اور اختان کا الگ مسئلہ بنایا تو مسئلہ ۶ سے بنا مگر چونکہ یہاں پر رد ہو رہا ہے اور یہ ماقبل میں گذر چکا ہے کہ جب ثلث اور سدس جمع ہو جائیں تو مسئلہ ۳ سے بنے گا اس لئے ہم نے بطریق رد ۳ سے مسئلہ بنایا تو چار میں سے جو ۳ باقی تھے وہ حصہ رسد جدہ اور اختان کو مل گئے اس لئے کچھ اور عمل کرنیکی یہاں ضرورت نہیں۔ اس مثال میں بغیر تصحیح کے سب کو سہام مل گئے اور کبھی مابقی من یرد علیہ کے سہام کے بقدر ہونے کے ساتھ ساتھ کسر واقع ہونیکی وجہ سے تصحیح کرنی پڑیگی جیسے

مسئلہ ۴ تصح ۴۸

زوجہ	جدات ۴	اخوات لام ۶
۱	۱	۲
۱۲	۱۲	۲۴
	۳	۴

صورت مذکورہ میں زوجہ کا حصہ اقل مخارج ۴ سے دیا گیا باقی وارثین کا مسئلہ علیحدہ بنایا گیا تو مسئلہ ۶ سے بنا مگر چونکہ یہاں رد ہو رہا ہے اور اسمیں ثلث اور سدس کا اجتماع ہے اسلئے اصول مذکورہ کے مطابق مسئلہ ۳ سے بنایا گیا اور مابقی بھی تین ہے جو ان کے سہام کے بقدر ہے مگر چونکہ یہاں کسر واقع ہو رہی ہے اسلئے تصحیح کے اصول یہاں جاری کرنے ہوں گے تو یہاں دو فریق پر کسر ہے چار جدات اور ان کے سہام ایک میں تباین ہے لہذا ۴ کو محفوظ رکھا اخوات کے رؤس ۶ اور سہام ۲ میں توافق بالنصف ہے لہذا ۶ کے وفق ۳ کو محفوظ رکھا تو اب اعداد محفوظہ یہ ہوئے ۴ اور ۳، ۴ کو ۳ میں ضرب دیا تو حاصل ضرب ۱۲ ہوا پھر ۱۲ کو اصل مسئلہ ۴ میں ضرب دیا تو حاصل ضرب ۴۸ ہوا بیوی کے

ایک کو مضروب یعنی ۱۲ر میں ضرب دیا تو ۱۲ر ہوئے یہ بیوی کا حصّہ ہوگیا۔ جدات کے ایک کو ضرب دیا تو ۱۲ ہوئے تو یہ بارہ چار جدات کا حصّہ ہوا فی کس ۳ر ملے اور اخوات کے ۲ر کو ۱۲ر میں ضرب دیا تو ۲۴ر ہوئے اور فی کس ۴ر ملے۔ تو اس مسئلہ میں رد کے ساتھ ساتھ تصحیح بھی کرنی پڑی ہے۔ اور اگر یہی صورت ہو یعنی من لا یرد علیہ میں سے کوئی ہو اور من یرد علیہ کی متعدد اصناف ہوں تو اقل مخارج سے زوجین کا حصہ دیدیا جائے گا اور اصنافِ متعددہ کا مسئلہ علیٰحدہ بنایا جائے گا مگر مابقی مسئلہ من یرد علیہ کے بقدر نہیں ہے تو ایسی صورت میں من یرد علیہ کے مسئلہ کو من لا یرد علیہ کے مخرج میں ضرب دیدو اور حاصل ضرب کو فریقین کے حصوں کے لئے مخرج سمجھو جیسے۔

مسئلہ ۸ تصحیح ۱۲۰

زوجات ۴	بنات ۹	جدات ۶
۱	۴	۱
۵	۲۸	۷
۱۸۰	۱۰۰۸	۲۵۲
۴۵	۱۱۲	۴۲

صورت مذکورہ میں اقل مخارج زوجہ ۸ر سے زوجہ کو ایک دیا گیا باقی سات بچے پھر بنات اور جدات کا الگ مسئلہ ۵ر سے بنایا گیا کیونکہ دو ثلث اور سدس کا اجتماع ۶ ہے مگر سہام ۵ اور مابقی ۷ر ہے جو برابر ان پر تقسیم نہیں لہذا من یرد علیہ کے مخرج ۵ر کو اصل مسئلہ ۸ر میں ضرب دیا گیا تو حاصل ضرب ۴۰ر ہوا۔ پھر زوجہ کے ایک کو مخرج من یرد علیہ میں ضرب دی تو ۵ر ہوئے اور بنات کے چار کو مابقی ۷ر میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۲۸ ہوئے اور جدات کے ایک کو ۷ر میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۷ر ہوئے اب تمام وارثین کو ان کے حق کے بقدر مل گیا اور من یرد علیہ کو ان کا پورا حق مع رد کے مل گیا۔ مگر چونکہ ہر فریق کے سہام ٹوٹ رہے ہیں اسلئے **تصحیح** کی ضرورت پیش آئی زوجات کے رؤس ۴ر اور سہام ۱ر میں تباین ہے لہذا عددِ رؤس ۴ر کو محفوظ رکھا ایسے ہی بنات کے رؤس ۹ر اور سہام ۴ر میں تباین ہے لہذا ۹ر محفوظ رکھا ایسے ہی جدات کے رؤس ۶ر اور سہام ۱ر میں تباین ہے لہذا ۶ر محفوظ رکھا تو ہمارے پاس اعداد محفوظہ یہ ہوئے ۴ر ۹ر ۶ ترہم ۴ر اور ۶ر میں توافق بالنصف ہے لہذا ۶ر کو چار کے وفق ۲ر میں ضرب دیا حاصل ضرب ۱۲ر ہوا پھر ۱۲ر اور ۹ر میں توافق بالثلث

ہے لہٰذا ۱۲؍کو ۹؍کے وفق ۳؍میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۳۶؍رہا پھر اس ۳۶؍کو ۴۰؍میں ضرب دیا تو حاصل ۱۴۴۰؍رہا پھر زوجات کے ۵؍کو مضروب ۳۶؍میں ضرب دیا تو حاصل ضرب ۱۸۰؍ہوا۔ یہی ۱۸۰ چار زوجات کا حصہ ہوا اور اس کو ۴؍سے تقسیم کیجئے تو حاصل قسمت ۴۵؍رہو گا وہ ہر بیوی کا حصہ ہو گا۔ اور جب بنات کے ۲۸؍کو مضروب ۳۶ میں ضرب دی گئی تو حاصل ضرب ۱۰۰۸؍رہا پھر جب اس کو بنات کے رؤس ۹؍سے تقسیم کیا گیا تو حاصل قسمت ۱۱۲؍ہوا تو ہر بیٹی کا حصہ ۱۱۲؍ہوا۔ ایسے ہی جدات کے ۷؍کو ۳۶؍میں ضرب دی گئی تو حاصل ضرب ۲۵۲؍رہا پھر جب جدات کے رؤس ۶؍سے تقسیم کیا تو حاصل قسمت ۴۲؍رہا۔ تو ۴۲؍ہر جدہ کا حصہ ہو گیا۔

جب یہ تفصیلات ذہن نشین ہو گئیں تو عبارت دیکھئے۔

وَالثالثُ ان یکونَ مَعَ الاوّل من لایردّ علیہ فاعطِ فرضَ من لایردّ علیہ من اقلّ مخارجہ فان استقام الباقی علی رؤس من یردّ علیہ فبہا کزوجٍ وثلثِ بناتٍ وان لم یستقم فاضرب وفقَ رؤسہم فی مخرج فرضِ من لایردّ علیہ ان وافق رؤسہم الباقی کزوجٍ وستِّ بناتٍ والّا فاضرب کلَّ رؤسہم فی مخرج فرضِ من لایردّ علیہ فالمبلغ تصحیح المسألۃ کزوجٍ وخمس بناتٍ۔

والرّابعُ ان یکونَ مع الثانی من لایردّ علیہ فاقسم مابقی من مخرج فرض من لایردّ علیہ علی مسئلۃِ من یردّ علیہ فان استقام فبہا وھذا فی صورۃٍ واحدۃٍ وھی ان یکونَ للزّوجات الربع والباقی بین اھل الرّد اثلاثاً کزوجۃٍ واربع جداتٍ وستِ اخواتٍ لام وان لم یستقم فاضرب جمیع مسئلۃِ من یردّ علیہ فی مخرج فرضِ من لا یردّ علیہ فالمبلغ مخرج فروض الفریقین کاربع زوجاتٍ وتسع بناتٍ وستّ جداتٍ ثم اضرب سہامَ من لایردّ علیہ فی مسئلۃ من یردّ علیہ وسہام من یردّ علیہ بقی من مخرج فرض من لایردّ علیہ وان انکسر علی بعض فتصحیح المسائل بالاصول المذکورۃ

ترجمہ:- تیسری قسم یہ ہے کہ اول کے ساتھ (یعنی من یرد علیہ کی صنف واحد کے ساتھ) من لایرد علیہ ہو (یعنی زوجین میں سے کوئی ایک ہو) تو من لایرد علیہ کے حصہ کو اس کے اقل مخارج سے دیدو

پس باقی اگر من یرد علیہ کے رؤس پر منقسم ہو جائے تو بہتر ہے جیسے زوج اور تین بیٹیاں اور اگر منقسم نہ ہو تو ان کے رؤس کے وفق کو من لا یرد علیہ کے حصہ کے مخرج میں ضرب دیدو اگر باقی ترکہ ان کے رؤس سے توافق کی نسبت رکھتا ہو جیسے زوج اور چھ بیٹیاں ورنہ تو ان کے کل رؤس کو من لا یرد علیہ کے حصہ کے مخرج میں ضرب دیدو پس حاصل ضرب مسئلہ کی تصحیح ہو گی جیسے زوج اور پانچ بیٹیاں ۔

چوتھی قسم یہ ہے کہ ثانی یعنی اہل رد کی متعدد اصناف ہے کے ساتھ من لا یرد علیہ ہو تو من لا یرد علیہ کے حصہ کے مخرج سے باقی کو من یرد علیہ کے مسئلہ پر تقسیم کر دو پس اگر برابر تقسیم ہو جائے تو بہتر ہے اور یہ فقط ایک صورت میں ہے اور وہ صورت یہ ہے کہ زوجات کے لئے ربع ہو اور باقی مال رد والوں پر اثلاثاً تقسیم ہو جیسے زوجہ اور چار دادیاں اور چھ ماں شریک بہنیں اور اگر برابر تقسیم نہ ہو تو من یرد علیہ کے جمیع مسئلہ کو من لا یرد علیہ کے فرض کے مخرج سے ضرب دیدو پس حاصل ضرب فریقین کے حصوں کا مخرج ہو گا جیسے چار بیویاں اور نو لڑکیاں اور چھ دادیاں پھر من لا یرد علیہ کے سہام کو من یرد علیہ کے مسئلہ میں ضرب دیدو اور من یرد علیہ کے سہام کو من لا یرد علیہ کے مخرج سے بچے ہوئے میں ضرب دیدو اور اگر بعض پر کسر ہو تو اصول مذکورہ کے مطابق مسائل کی تصحیح ہو گی ۔

اختصاراً باب الرد کا خلاصہ پھر عرض کرتا ہوں اس کے چار اصول ہیں ۔

(۱) اہل رد کی صرف صنف واحد ہو اور کوئی غیر اہل رد نہ ہو تو رؤس سے مسئلہ بنایا جائے گا ۔

(۲) اور اگر اہل رد متعدد ہوں تو سہام سے مسئلہ بنایا جائے گا ۔

(۳) اگر دونوں فریق ہوں یعنی اہل رد اور غیر اہل رد تو دیکھو کہ اہل رد کی ایک صنف ہے یا متعدد ہے اگر ایک ہے تو اقل مخارج زوجین سے ان کا حصہ دیدو پھر باقی اور رؤس اہل رد میں نسبت دیکھو اگر توافق ہو تو وفق رؤس کو ورنہ کل رؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دے دو ۔

(۴) اگر اہل رد کی متعدد اصناف ہوں تو اقل مخارج زوجین سے ان کا حصہ دیدو اور اہل رد کا مسئلہ علیحدہ بناؤ پھر دیکھو کہ باقی، مسئلہ اہل رد پر تقسیم ہوتا ہے یا نہیں اگر ہو جائے تو فبہا ورنہ اہل رد کے مسئلہ کو اصل مسئلہ میں ضرب دو اور حاصل ضرب کو فریقین کی تصحیح سمجھو۔ جب اس تصحیح میں سے غیر اہل رد کا حصہ نکالنا ہو تو ان کے اصل مسئلہ سے ملے ہوئے حصہ کو اہل رد کے مسئلہ میں ضرب دیدو اور جب اہل رد کا حصہ نکالنا ہو تو اس کے سہام کو اقل

مخرج کے مابقی میں ضرب دیدو ہر ایک کا حصہ ٹھیک ٹھیک نکل آئے گا۔

پوری پوری تفصیل اپنے اپنے مقام پر گذر چکی ہے۔

باب مقاسمة الجدّ

چھبیسواں سبق (۲۶)

عزیزان گرامی! سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ دادا کے متعلق صحابہ میں کثیر اختلاف ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ۔ حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہ۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ۔ معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ۔ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ۔ عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ۔ عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہم کا مسلک یہ ہے کہ دادا کے سامنے تمام عینی اور علاتی بھائی بہن محروم ہونگے جیسے کہ اگر باپ ہوتا تو اس کے سامنے محروم ہوتے۔ شریح رحمۃ اللہ علیہ عطا رحمۃ اللہ علیہ۔ عروہ ابن زبیر رحمۃ اللہ علیہ۔ عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ۔ محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ۔ کا بھی یہی مسلک ہے اور یہی امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے اور ملتقی الابحُر اور سکب الانہر میں اسی کو قول مفتی بہ قرار دیا گیا ہے۔

حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ مسلک ہے کہ عینی اور علاتی بھائی بہن دادا کے ساتھ وارث ہوتے ہیں لیکن طریقہ تقسیم میں ان میں آپس میں بہت اختلاف ہے۔ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ امام مالک اور شافعی رحمہما اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ اور مبسوط سرخی میں اسی کو مفتی بہ قول کہا گیا ہے۔

بہر حال یہ مسئلہ بہت ہی نازک ہے اور اس میں شدید اختلاف ہے۔ خیر امام ابو حنیفہ رح کے مسلک کیمطابق یہ مسئلہ بالکل آسان ہے البتہ زید ابن ثابت رضؓ کے قول کے مطابق اس میں تفصیل ہے۔

نہ ملاحظہ ہو صح۲۷ وفیہ تفصیل نفیس فی ھذا الباب ۱۲ محمد یوسف۔

یہاں تک کی عبارت ملاحظہ فرمائیں ۔

باب مقاسمۃ الجد :- قال ابوبکر ن الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومن تابعہٗ من الصّحابۃ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بنو الاعیان وبنو العلات لا یرثون مع الجدّ وھذا قول ابی حنیفۃ رح وبہٖ یُفتیٰ وقال زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ یرثون مع الجدِ وھو قولہما وقول مالکؒ والشافعی رحمہما اللہ تعالیٰ ۔

ترجمہ :- یہ باب مقاسمۃ جد کے بیان میں ہے ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے متبعین صحابہؓ نے فرمایا ہے کہ حقیقی اور علاتی بھائی بہن دادا کے ساتھ وارث نہیں ہوتے اور یہی ابوحنیفہؒ کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے اور زید ابن ثابت رضؓ نے فرمایا کہ یہ (بنو الاعیان والعلات) دادا کے ساتھ وارث ہوں گے اور یہی صاحبین کا قول ہے اور یہی مالک اور شافعی رحمہا اللہ کا قول ہے ۔

تفصیلِ مذہب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

اگر دادا کے ساتھ حقیقی اور علاتی بھائی بہنوں کے علاوہ کوئی دوسرا وارث ذوی الفروض میں سے نہ ہو تو دیکھو کہ دادا کے لئے مقاسمت افضل ہے یا ثلث الکل بہتر ہے ان میں سے جونسی صورت میں دادا کو زیادہ مال ملے وہی صورت اختیار کی جائے گی مقاسمت کا مطلب یہ ہے کہ بنو الاعیان والعلات کے ساتھ دادا کو ایک بھائی کے مثل قرار دیا جائے اور اسی کے مطابق اس کو ترکہ میں سے حصہ دیا جائے اور ایک بات اور یاد رہے کہ بنو الاعیان کے ہوتے ہوئے بعض صورتوں میں بنو العلات وارث نہیں ہوتے اور بعض صورتوں میں ہوتے ہیں ۔ علاتی بہنوں کے حالات میں یہ مسئلہ گذر چکا ہے ۔ خیر بنو العلات وارث ہوں یا نہ ہوں مگر دادا کا حصہ کم کر دینے کے لئے ان کو بھی شمار کیا جائے گا ۔ اور جب رُؤس کے مطابق مسئلہ بنا کر دادا کو اس کا حصہ دیدیا گیا تو بنو العلات محروم ہو کر نکل جائیں گے اور باقی مال بنو الاعیان کا ہو گا لیکن جب کہ عینی صرف ایک بہن ہو تو اس صورت میں دادا کا حصہ اور بہن حقیقی کا نصف دیکر کچھ مال بچ جائے گا تو وہ باقی ماندہ مال بنو العلات کو مل جائے گا جیسے میت نے ایک دادا چھوڑا ہو اور ایک حقیقی بہن اور دو علاتی بہن تو یہاں علاتی بہنوں کیلئے مال کا عشر بچ گیا ہے ۔ مثلاً

مسـ ۵ تـ ۱۰ تـ ۲۰

دادا	حقیقی بہن	علاتی بہن ۲
۲	۲ ۱	
۴	۲	۲
	۵	۱
۸	۱۰	۲

صورت مذکورہ میں دادا کے لئے ثلث سے مقاسمت بہتر ہے

ورنہ ثلث کی صورت میں ۶ ر میں سے ۲ ر ملتے اور یہاں ۵ ر میں سے ۲ ر ملے ہیں۔ تو اب یہاں مقاسمت کا طریقہ اختیار کیا گیا۔ اور دادا ایک بھائی کے قائم مقام ہوتا ہے اور بھائی دو بہن کے قائم مقام ہوتا ہے اسلئے دادا کو ۲ ر بہن کے قائم مقام شمار کیا اور ایک حقیقی بہن ہے اور دو علاتی ہیں یہ مجموعہ ۵ ر ہو گیا تو ۵ ر سے مسئلہ بنا کر دادا کو ۲ ر دئے کیونکہ دادا دو بہن کا قائم مقام ہے گویا کہ دادا کا حق دینے کیلئے رؤس سے مسئلہ بنے گا اور حقیقی بہن کا نصف مقرر ہے ہی لہذا ڈھائی ۲ ½ حقیقی بہن کو ملے اور آدھا ½ علاتی بہنوں کے لئے بچ گیا مگر سہام میں کسر واقع ہو رہی ہے یعنی ۲ ½ اور ½ دونوں جگہ کسر دو ہے لہذا اصل مسئلہ ۵ ر کو جو نسی کسر میں چاہو ضرب دیدو حاصل ضرب ۱۰ ر ہو گیا دس میں سے ۴ ر دادا کو اور ۵ ر حقیقی بہن کو اور ۱ ر دو علاتی بہنوں کو ملے پھر ایک دو علاتی بہنوں پر منکسر ہے لہذا ان کے رؤس ۲ ر کو اصل مسئلہ ۱۰ میں ضرب دی حاصل ضرب ۲۰ ر ہوئے پھر ۲۰ ر میں سے ۸ ر دادا کو اور ۱۰ ر حقیقی بہن کو اور ۲ ر دو علاتی بہنوں کو ملے۔

بہر حال اس صورت میں ثلث سے مقاسمت دادا کے لئے بہتر ہے اسوجہ سے اسی پر عمل کیا گیا ہے

مسئلہ ۴

جد	حقیقی بہن ۱	علاتی بہن ۱
۲	۲	م

اماگر یہ صورت ہو تو پھر علاتی بہن محروم ہو گی کیونکہ دادا کو دو بہن کے قائم مقام مانا گیا ہے تو مجموعہ ۴ ر ہوا چار میں سے ۲ ر دادا کو مل گئے کیونکہ وہ قائم مقام دو کے ہے اور حقیقی بہن کو نصف کے ۲ ر مل گئے۔ باقی کچھ نہیں بچا جو علاتی بہن کو مل سکے۔

جو تفصیل آپ سن چکے ہیں اسکی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

وعند زید بن ثابت للجد مع بنی الاعیان وبنی العلات افضل الامرین من المقاسمۃ ومن ثلث جمیع المال وتفسیر المقاسمۃ ان یجعل الجد فی القسمۃ کاحد الاخوۃ وبنو العلات یدخلون فی القسمۃ مع بنی الاعیان اضرارا للجد فاذا اخذ الجد نصیبہ فبنو العلات یخرجون من البین خائبین بغیر شیئ والباقی لبنی الاعیان الا اذا کانت من بنی الاعیان اخت واحدۃ فانہا اذا اخذت فرضہا نصف الکل بعد نصیب الجد فان بقی شیئ فلبنی العلات والا فلا شیئ لہم کجد واخت لاب وام واختین لاب فبقی

للاختین لاب عشر المال وتصح من عشرین ولو کانت فی ھذہ المسئلۃ اخت لاب لم یبق لھا شیئ

ترجمہ

اور زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کے نزدیک دادا کے لئے حقیقی اور علاتی بھائی بہنوں کے ساتھ دو چیزوں میں سے بہتر ہے یعنی مقاسمت اور جمیع مال کے ثلث سے اور مقاسمت کی تفسیر یہ ہے کہ دادا کو تقسیم میں بھائیوں میں سے ایک کے مثل قرار دیا جائے اور علاتی بھائی بہن تقسیم میں دادا کو نقصان پہونچانے کے لئے داخل ہوں گے پھر جب دادا اپنا حصہ لے چکے گا تو بنو العلات درمیان سے نکل جائیں گے درانحالیکہ محروم ہوں گے بغیر کسی شیئ کے اور باقی حقیقی بھائی بہنوں کے لئے ہوگا مگر جب کہ بنو الاعیان میں سے صرف ایک بہن ہو پس جب یہ اپنا حصہ یعنی کل کا نصف لے چکی دادا کے حصے کے بعد۔ پھر اگر کچھ باقی بچ جائے تو وہ بنو العلات کے لئے ہوگا ورنہ ان کے لئے کچھ نہ ہوگا جیسے دادا اور حقیقی بہن اور دو علاتی بہنیں تو علاتی دو بہنوں کے لئے مال کا عشر ہے اور بیس سے اسکی تصحیح ہو جائے گی اور اگر اس مسئلہ میں علاتی بہن ایک ہو تو اس کے لئے کچھ نہیں بچے گا۔

باقی تفصیلات اور اسکا طریقہ عرض کیا جا چکا ہے۔

اور اگر دادا کے ساتھ بنو الاعیان اور بنو العلات کے ساتھ ساتھ کوئی دوسرا وارث اصحاب الفرائض میں سے آجائے تو پہلے اس جدید وارث کا حصہ دیا جائے اسکے بعد دیکھا جائے کہ دادا کے لئے تین چیزوں میں سے کونسی بہتر ہے (۱) مقاسمت (۲) ثلث ما بقی (۳) سدس جمیع المال۔ ان تینوں میں سے جسکے اندر دادا کو زیادہ حصہ ملے اس کو اختیار کیا جائے۔

مثال مقاسمت

مسئلہ ۲

زوج	دادا	بھائی
۲	۱	۱

صورت مذکورہ میں ایک بھائی اور دادا اور شوہر ہے شوہر کا نصف دینے کے بعد ما بقی میں مقاسمت سب سے افضل ہے کیونکہ اس صورت میں دادا کو $\frac{1}{4}$ ملجاتا ہے لہذا اسی پر عمل کیا گیا مسئلہ اولاً ۲ سے بنایا گیا نصف یعنی ا شوہر کو ملا باقی ایک دادا اور بھائی میں آدھا آدھا تقسیم ہوا چونکہ یہاں کسر واقع ہو گئی اسلئے انکے رؤس ۲ کو اصل مسئلہ

۲ر میں ضرب دیا تو حاصل ضرب ۴ر رہوا چار میں سے ۲ر شوہر کو ملے اور ایک ایک دادا اور بھائی کو مل گیا ۔

مثال ثلثِ مابقی :-

۶ ۱۸

بہن	بھائی	بھائی	دادی	دادا
۲	۴	۴	$\frac{1}{3}$	۵

صورت مذکورہ میں دادا کیلئے ثلثِ مابقی بہتر ہے لہذا اسی پر عمل کیا گیا اولاً مسئلہ ۶ر سے بنایا اور اسمیں سے ایک دادی کو مل گیا باقی بچے ۵ر پانچ کا ثلث بلا کسر کے نہیں نکلتا لہذا اصل مسئلہ کو ثلث کے مخرج ۳ر میں ضرب دیا تو حاصل ضرب ۱۸ر رہوا ۔ اٹھارہ میں سے سدس یعنی ۳ر دادی کو دیا گیا باقی بچے ۱۵ر تو اس ۱۵ر کا ثلث یعنی ۵ر دادا کو دیا گیا پھر باقی ۱۰ر کو للذکر مثل حظ الانثیین کے طریقہ پر بھائی بہنوں میں تقسیم کر دیا گیا تو یہاں ثلثِ مابقی دادا کے لئے بہتر ہے اسی پر عمل کیا گیا ورنہ سدس کی صورت میں بھی دادا کو کم ملتا اور مقاسمت کی صورت میں بھی کم ملتا کیونکہ مقاسمت کی صورت میں نقشہ ایسے ہوتا ۔

۶ ۴۲

اخت	اخ	اخ	جدہ	جد
۵	۱۰	۱۰	$\frac{1}{7}$	۱۰

اور سدس کی صورت میں ایسے ھوتا ۔

۶ ۳۰

بہن	بھائی	بھائی	دادی	دادا
	۴			
۴	۸	۸	$\frac{1}{5}$	$\frac{1}{5}$

اور یہ ظاہر ھیکہ $\frac{5}{18}$ $\frac{10}{42}$ اور $\frac{5}{30}$ سے زیادہ ھے اسلئے صورت مذکورہ میں مقاسمت ۃ ھے ۔ اور سدس کو اختیار نہیں کیا گیا بلکہ ثلثِ مابقی دیا گیا ۔

مثال سدس :- ۱۲ ۱۳

اخت لاب وام	ام	جد	بنت	شوہر
محروم	۲	۲	۶	۳

صورت مذکورہ میں سدس دادا کیلئے بہتر ہے لہذا اسی پر عمل کیا گیا شوہر کو ربع یعنی

۱۲ میں سے ۳ ملے اور بیٹی کو نصف یعنی ۶ اور دادا کو ۲ اور ماں کو ۲ مسئلہ میں عول ہوا جسکی وجہ سے ۱۲ کو ۱۳ کیا گیا اور دادا کے ساتھ حقیقی اور علاتی بہن عصبہ ہوتی ہیں اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ عول کی صورت میں عصبہ کو کچھ نہیں ملتا اسلئے بہن محروم ہوئی ۔

مثال سُدس ۲

مسـ ۶ ۔ ۱۲

اخ	اخ	بنت	جدہ	جد
۱				
۱	۱	۳/۶	۱/۲	۱/۲

صورت مذکورہ میں دادا کے لئے سدس بہتر ہے ورنہ مقاسمت اور ثلث مابقی کی صورت میں ایسے ہوتا ۔

مسـ ۶ ۔ ۱۸

اخ	اخ	جد	بنت	جدہ
۲				
۲	۲	۲	۳/۹	۱/۳

اور ظاہر ہے کہ ۲/۱۲ بہتر ہے ۲/۱۸ سے اگر یہاں دادا کو بجائے سدس کے مابقی کا ثلث ملتا یا مقاسمت کی صورت ہوتی تو نقشہ ایسے ہوتا

مسـ ۱۲ ۔ ۳۶

ام	بنت	اخت حقیقی	جد	زوج
		۱		
۲/۶	۶/۱۸	۱	۲	۳/۹

یعنی ۱۲ سے مسئلہ بنا کر شوہر کو ربع یعنی ۳ ملے اور بیٹی کو نصف یعنی ۶ ملے اور ماں کو سدس یعنی ۲ ملے باقی بچا ایک اس ایک کو دادا اور بہن کے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین کے طریقہ پر تقسیم کرنا ہے تو ان کے رُوس ۳ کو ۱۲ میں ضرب دیا حاصل ضرب ۳۶ رہا ۔ اب اسکے ایک کے ۳ ہو گئے لہذا ۲ دادا کو اور ایک بہن کو ملا زوج کے ۳ کو مضروب یعنی ۳ میں ضرب دیا تو ۹ ہو گئے بیٹی کے ۶ ، ۱۸ ہو گئے ماں کے ۲ ، ۶ ہو گئے اور مابقی کے ثلث میں بھی بعینہ یہی صورت پیش آئی کیونکہ مابقی ایک ہے جیسے ابھی آپ نے دیکھ لیا پھر ایک میں ثلث صحیح نہیں نکلتا تو ۱۲ کو مخرج ثلث ۳ میں ضرب دی جاتی حاصل ضرب ۳۶ رہوتا پھر تمام وارثین کے حصے دینے کے بعد ۳ بچتے اس کا ثلث ا رہے وہ ایک دادا کو ملتا اور ۲ بہن کو بہر حال ۲/۳۶ اور ۱/۳۶ سے ۲/۱۳ بہتر ہے اسلئے اسی پر عمل کیا گیا ہے ۔

جب یہ تفصیلات ذہن نشین ہوگئیں تو اب عبارت ملاحظہ فرمائیں

وان اختلط بهم ذو سهم فللجد هنا افضل الامور الثلاثة بعد فرض ذی سهم اما المقاسمة كزوج وجد واخ واما ثلث ما بقی كجد وجدة واخوين واخت واما سدس جميع المال كجد وجدة وبنت واخوين واذا كان ثلث الباقی خيرا للجد وليس للباقی ثلث صحيح فاضرب مخرج الثلث فی اصل المسئلة فان تركت جدا وزوجا وبنتا واما واختا لاب وام اولاب فالسدس خير للجد وتعول المسئلة الی ثلثة عشر ولا شیٔ للاخت ۔

ترجمہ:۔ اور اگر ان کے ساتھ کوئی ذو سہم ملجائے تو یہاں دادا کیلئے حصہ والے کے حصہ کے بعد تین چیزوں میں سے افضل ہے یا تو مقاسمت جیسے شوہر اور دادا اور بھائی اور یا مابقی کا ثلث جیسے دادا اور دادی اور دو بھائی اور ایک بہن اور یا پورے مال کا سدس جیسے دادا اور دادی اور بیٹی اور دو بھائی اور جب کہ ثلث الباقی دادا کیلئے بہتر ہو اور باقی کیلئے ثلث صحیح نہ ہو تو ثلث کے مخرج کو اصل مسئلہ میں ضرب دے دو پس اگر کسی عورت نے دادا اور شوہر اور بیٹی اور ماں اور حقیقی یا علاتی بہن چھوڑی ہو تو یہاں دادا کے لئے سدس بہتر ہے اور مسئلہ تیرہ کی جانب عول ہوگا اور بہن کو کچھ نہیں ملے گا ۔

تفصیل مسئلۂ اکدریہ

حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ حقیقی یا علاتی بہنوں کو دادا کے ساتھ عصبہ مانتے ہیں البتہ ایک مسئلہ میں ذوی الفروض میں سے مانتے ہیں یعنی مسئلہ اکدریہ میں اور وہ یہ ہے کہ عورت اپنے شوہر اور دادا اور ماں اور ایک حقیقی یا علاتی بہن کو چھوڑے جیسے

۶ عو ۹ ۲۷

زوج	ام	جد	بہنیں
۳	۲	۱	۳
۹	۶	۳	۹
		۸	۴

صورت مذکورہ میں اولاً بہن کو ذوی الفروض میں سے مانکر اس کو اس کا حصہ دیا گیا پھر اس کا اور دادا کا حصہ ایک جگہ جمع کرکے اس کو للذکر مثل حظ الانثیین کے طریقہ پر تقسیم کیا جائے گا لہٰذا مسئلہ ۶ سے بنایا گیا اور ۹ سے عول ہوا ۳ شوہر کو ملے ۔ اور ۲ ماں کو اور ایک دادا کو اور ۳ بہن کو مجموعہ ۹ ہو گیا پھر بہن اور دادا کے حصہ کو ایک جگہ جمع کیا گیا تو چار ہوئے جس میں

صحیح ثلث نہیں نکلتا لہذا عول یعنی ۹ رکو ثلث کے مخرج ۳ ر میں ضرب دیا تو حاصل ضرب ۲۷ ہوئے اب ۲۷ ر میں سے زوج کے لئے ۹ رہو گئے اور ماں کے لئے ۶ ر اور دادا کے لئے ۳ اور بہن کے لئے ۹ ر اب بہن اور دادا کے حصہ کو ایک جگہ جمع کیا گیا تو ۱۲ رہوئے اسمیں سے ۸ ر دادا کو اور چار بہن کو ملیں گے یہی مسئلہ اکدریہ کی تفصیل ہے۔ اور مثال مذکور میں اگر بجائے بہن کے بھائی ہو یا دو بہنیں ہوں تو پھر نہ اسمیں عول ہوگا اور نہ یہ اکدریہ کہلائیگا جیسے

مسئلہ ۶

زوج	ام	جد	بھائی
۳	۲	۱	محروم

اور جیسے مسئلہ ۶ تصحیح ۱۲

زوج	ام	جد	دو بہنیں
۳	۱	۱	۱
۶	۲	۲	۱ ۱

پہلی صورت میں زوج کو نصف ماں کو ثلث اور دادا کو سدس ملا۔ اور بھائی محروم ہوگیا۔

دوسری صورت میں چونکہ دو بہن ہوگئیں اسلئے ماں کو بجائے ثلث کے سدس ملیگا تو شوہر کو ۳ ر اور ماں کو ۱ ر اور دادا کو ۱ ر اور دو بہنوں کے لئے ۱ ر چونکہ یہ ذوی الفروض میں سے نہیں بلکہ دادا کی وجہ سے عصبہ ہیں اور ایک ان پر برابر تقسیم نہیں اسلئے ان کے رؤس ۲ ر کو ۶ ر میں ضرب دیا حاصل ضرب ۱۲ ر ہو گئے۔ اس سے مسئلہ کی تصحیح ہوگئی جب یہ تفصیلات ذہن نشین ہوگئیں تو اب عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

واعلم ان زید بن ثابت لایجعل الاخت لاب وام او لاب صاحبۃ فرض مع الجد الا فی المسئلۃ الاکدریۃ وھی زوج وام وجد واخت لاب وام اولاب فللزوج النصف وللام الثلث وللجد السدس وللاخت النصف ثم یضم الجد نصیبہ الی نصیب الاخت فیقسمان الذکر مثل حظ الانثیین لان المقاسمۃ خیر للجد اصلہا من ستۃ وتعول الی تسعۃ وتصح من سبعۃ وعشرین وسمیت الاکدریۃ لانہا واقعۃ امرأۃ من بنی اکدر وقال بعضہم سمیت الاکدریۃ لانہا کدرت علی زید بن ثابت مذہبہ ولوکان مکان الاخت اخ او اختان فلاعول ولا اکدریۃ۔

ترجمہ:- جاننا چاہیئے کہ حضرات زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ حقیقی یا علاتی بہن کو دادا کے ساتھ ذوی الفروض میں سے نہیں مانتے مگر مسئلۂ اکدریہ میں اور وہ یہ ہے زوج اور دادا اور ماں اور حقیقی یا علاتی بہن۔ پس زوج کے لئے نصف ہے اور ماں کے لئے ثلث ہے اور دادا کے لئے سدس ہے اور بہن کے لئے نصف ہے پھر دادا اپنے حصہ کو بہن کے حصہ کی طرف ملائیگا پھر یہ دونوں للذکر مثل حظ الانثیین کے طریقہ پر تقسیم کریں گے۔ اسلئے کہ مقاسمت دادا کے لئے بہتر ہے مسئلہ کی اصل چھ ۶ سے ہے اور ۹ کی طرف عول ہوگا اور ۲۷ سے اسکی تصحیح ہوگی۔ اور اس کا نام اکدریہ اسلئے رکھا گیا ہے کہ یہ قبیلہ بنی اکدر کی ایک عورت کا واقعہ ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس کا نام اسلئے اکدریہ رکھا گیا ہے کہ اس نے زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ پر ان کا مذہب مکدر کر دیا ہے اور اگر بجائے بہن کے بھائی یا دو بہنیں ہوں تو نہ عول ہوگا اور نہ اکدریہ کہلائے گا۔

تنبیہ:- مقاسمۃ الجد کی ساری تفصیلات زید ابن ثابت رضؓ کے قول پر لکھی گئیں ہیں، ورنہ ہمارا مفتی بہ قول پہلے گذر چکا ہے کہ دادا کے سامنے ہر قسم کے بھائی بہن محروم ہوتے ہیں۔ لہذا اس باب کو مقاسمۃ الجد کے لقب سے ملقب کرنا صاحبین رح کے مسلک پر ہے۔

بقیہ تفصیلات اپنے اپنے مقام پر گذر چکی ہیں۔

باب المناسخہ
ستائیسواں سبق

عزیزان محترم! آج آپ کے سامنے مناسخہ کا بیان کیا جائے گا یہ مسئلہ دماغ کی چولیں ہلادیتا ہے اسلئے کہ اس باب میں سارے ابواب سابقہ کا استحضار ضروری ہے۔

مناسخہ کا مطلب یہ ہے کہ وارث نے ابھی تک اپنی میراث نہیں لی تھی کہ اس سے پہلے ہی اس کا انتقال ہوگیا اور اس کے ورثاء اس کے حصے کے وارث ہوگئے اور بسا اوقات یہ سلسلہ بہت طویل ہوجاتا ہے اس لئے یہاں اولاً چند اصول عرض کرتا ہوں تاکہ مسئلہ اچھی طرح ذہن نشیں ہوجائے۔

اصول نمبر ۱: ہر میت کے ورثاء اس کے نیچے جب لکھو تو ان کے نام بھی لکھ دو تاکہ سہولت رہے۔

اصول نمبر ۲: جس کا ترکہ زندہ لوگوں میں تقسیم کیا جارہا ہے اس کو مورث اعلیٰ کہتے ہیں۔

اصول نمبر ۳: مورث اعلیٰ یا اسکے بعد کے وارثین میں سے جو زندہ نہ ہوں ان کے نام کے نیچے یہ نشان لـــا لگادیا جائے جس سے معلوم ہوسکے کہ یہ مُردہ ہے۔

اصول نمبر ۴: سب سے پہلے مورثِ اعلیٰ کی میت کی لکیر کھینچ کر اسکے نیچے اسکے ورثاء مع ناموں کے لکھئے اور لکیر کی بائیں جانب اوپر مورث اعلیٰ کا نام لکھئے اور ماقبل میں جو اصول پڑھ چکے ہیں ان کے مطابق مسئلہ بناؤ اور تصحیح کی ضرورت ہو تو تصحیح کردو جب یہ عمل کردیا اور ہر وارث کا حصہ اسکے نام کے نیچے لکھ دیا تو اب میتِ ثانی کی لکیر کھینچ کر اسکے نیچے اسکے ورثاء مع ناموں کے لکھو اور جو اس کو پہلی تصحیح سے ملا تھا وہ اس کی لکیر کے بائیں جانب مافی الید لکھکر اسکے بعد لکھو اور اصولِ مذکورہ کے مطابق میت ثانی کے وارثین کے درمیان ترکہ تقسیم کردو اور ہر وارث کے سہام اس کے نام کے نیچے لکھتے جاؤ۔ جب یہ عمل کر چکو تو دیکھو کہ تصحیح ثانی اور مافی الید

میں کونسی نسبت ہے تماثل ہے یا توافق یا تباین اگر تماثل ہو تو بس کچھ کرنیکی ضرورت نہیں مسئلہ کو تصحیح شدہ سمجھو اور اگر توافق ہو تو تصحیح ثانی کے وفق کو تصحیح اول میں ضرب دیدو اور حاصل ضرب کو دونوں کی تصحیح شمار کرو اور اگر تباین ہو تو کل تصحیح ثانی کو تصحیح اول میں ضرب دو اور حاصل ضرب کو دونوں کی تقسیم سمجھو پھر تصحیح اول کے وارثین کے سہام کو تصحیح ثانی کے وفق میں ضرب دیدو اور اگر تباین تھا تو کل تصحیح ثانی میں ضرب دیدو اور تصحیح ثانی کے وارثین کے سہام کو اول صورت میں مافی الید کے وفق میں اور دوسری صورت میں جمیع مافی الید میں ضرب دیدو اور حاصل ضرب کو ہر وارث کا حصہ سمجھو۔ اس کے بعد ایسے ہی تیسرے میت کی الکیر لکھکر یہی عمل ہوگا جو ثانی میں ہوا ہے اور جہاں تک بھی سلسلہ چلے یہی عمل ہوتا رہے گا۔

اصول نمبر ۵ :- اگر میت ثانی کے ورثار بھی وہی ہوں جو میت اوّل کے ہیں اور استحقاق کا درجہ بھی مساوی ہو تو اس کو دوبارہ

لکھنے کی ضرورت نہیں جیسے صورت مذکورہ میں زید کا انتقال ہوا اور اس نے دو بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑیں اس کے بعد تقسیم کرنے سے پہلے ایک بیٹے خالد کا انتقال ہو گیا اور اس کا کوئی

مسئلہ ۴ — زید

ابن	ابن	بنت	بنت
خالد	بکر	فاطمہ	زینب
کان لم یکن	۲	۱	۱

وارث ایک بھائی اور بہنوں کے علاوہ نہیں ہے تو اسکو کالعدم شمار کرتے ہوئے میت اول کی تصحیح کر دی جائے گی اور تقسیم میں اسکو شمار نہیں کیا جائے گا اور اسکے نام کے نیچے (گویا وہ نہیں تھا) لکھدیں گے جیسے مندرجہ بالا نقشہ میں لکھا گیا۔ تو جہاں میت ثانی کے ورثار اور ہوں یا تقسیم میں فرق ہوتا ہو تو وہاں میت ثانی کی الگ تصحیح کی جائے گی۔ کما مرّ۔

اصول نمبر ۶ :- جب یہ سلسلہ ختم ہو جائے تو بعد میں الاحیار کے نیچے تمام زندہ وارثین کو اتار لو اور پورے نقشہ میں غور

کر لو کہ ہر وارث کو جہاں جہاں جتنا ملا ہے وہ اسکے نام کے نیچے لکھدو اور الاحیار کے اوپر المبلغ لکھکر مجموعۂ سہام اسپر لکھدو اس کے بعد تصحیح اور یہ مجموعہ ملا کر دیکھو اگر جوڑ برابر ہے تو مسئلہ صحیح ہے ورنہ غلط ہے اگر غلط ہے تو دوبارہ پھر اسکو صحیح کرو۔

اب ہم کتاب والی مثال پیش کرتے ہیں۔

مسئلہ ۴ / ۱۶ / ۳۲ / ۱۲۸ — سلیمہ

زوج	لڑکی	ماں
زید	کریمہ	عظیمہ
۱ / ۴	۳ / ۹	۱ / ۳ / ۹

زید ۴ — تماثل — مافی الید ۴

زوجہ	باپ	ماں
حلیمہ	عمرو	رحیمہ
۱ / ۲ / ۸	۲ / ۴ / ۱۶	۱ / ۲ / ۸

کریمہ ۲/۶ — توافق بالثلث — مافی الید ۳/۹

بنت	ابن	ابن	نانی
رقیہ	خالد	عبداللہ	عظیمہ
۱ / ۳ / ۱۲	۲ / ۶ / ۲۴	۲ / ۶ / ۲۴	۱ / ۳

عظیمہ ۲ — تباین — مافی الید ۹

زوج	بھائی	بھائی
عبدالرحمن	عبدالرحیم	عبدالکریم
۲ / ۱۸	۱ / ۹	۱ / ۹

الاحیاء — المبلغ ۱۲۸

حلیمہ	عمرو	رحیمہ	رقیہ	خالد	عبداللہ
۸	۱۶	۸	۱۲	۲۴	۲۴

عبدالرحان	عبدالرحیم	عبدالکریم
۱۸	۹	۹

صورت مذکورہ میں سلیمہ کا ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ اس کے ایک سو اٹھائیس سہام کرکے حلیمہ کو آٹھ عمرو کو سولہ رحیمہ کو آٹھ رقیہ کو بارہ خالد کو چوبیس عبداللہ کو چوبیس عبدالرحان کو اٹھارہ عبدالرحیم کو نو اور عبدالکریم کو نو دیئے جائیں گے ۔

صورت مذکورہ میں سلیمہ مورث اعلیٰ ہے اس نے تین وارث شوہر لڑکی اور ماں چھوڑی شوہر کے لئے ربع ہے اور بیٹی کے لئے نصف اور ماں کے لئے سدس ہے تو نوع اول کا ربع نوع ثانی کے سدس سے ملا ہوا ہے اسلئے مسئلہ ۱۲ رسے ہوتا مگر چونکہ رد ہوگا اسلئے حسب اصول سابق اقل مخرج زوج ۴ رسے اس کا حصہ دیدیا گیا باقی بچے ۳ر پھر اہل رد کا مسئلہ الگ بنایا گیا تو حسب اصول سابق ۴ رسے بنا ۴ ر میں سے ۳ر لڑکی کو اور ایک ماں کو دیدیا چار سے اسلئے بنا کہ اسمیں نصف اور سدس کا اجتماع ہے جسمیں مسئلہ چار سے ہی بنا کرتا ہے دکما تر مگر مابقی اور مسئلہ اہل رد کے درمیان تباین ہے اسلئے اہل رد کے مسئلہ کو اصل مسئلہ ۴ ر میں ضرب دی گئی تو حاصل ضرب ۱۶ ر ہوئے اب ۱۶ ر میں سے ۴ ر شوہر کے ہوئے اور ۹ ر لڑکی کے اور ۳ ر ماں کے ہوئے ۔

پھر زید کا انتقال ہوتا ہے اور اس نے زوجہ باپ ماں تین وارث چھوڑے تینوں کو میت کی لکیر کے نیچے لکھدیا گیا مافی الید چار ہے اور مسئلہ بھی چار سے بنا کیونکہ زوجہ کے لئے ربع ہے اور ماں کے لئے مابقی کا ثلث اور چار قول سابق کے مطابق ربع ہے اور باپ عصبہ ہے اسلئے مسئلہ ۴ ر سے بنا تو تصحیح اور مافی الید میں

تماثل ہے اس لئے بس کچھ کرنے کی ضرورت نہیں پھر کریمہ کا انتقال ہوا جس کا مافی الید ۹ رہے اس نے ایک نانی ایک بیٹی اور دو بیٹے چھوڑے مسئلہ ۶ رسے بنا تصحیح اور مافی الید میں توافق بالثلث ہے اس لئے تصحیح ثالث کے وفق یعنی ۲ رکو تصحیح اول میں ضرب دی تو حاصل ضرب ۳۲ رہوئے پھر تصحیح اول میں زید اور کریمہ تو چونکہ مرچکے ہیں اسلئے ان کے سہام کو ضرب نہیں دی جائے گی۔ البتہ عظیمہ ابھی زندہ ہے اس لئے اس کے سہام ۳ رکو تصحیح ثالث کے وفق ۲ رمیں ضرب دیا تو حاصل ضرب ۶ رہوئے پھر تصحیح ثانی میں بھی یہی طریقہ اختیار کیا گیا تو حلیمہ کے ایک کے دو ہوگئے اور عمرو کے دو کے چار ہوگئے۔ اور رحیمہ کے ایک کے دو ہوگئے پھر تصحیح ثالث کے وارثین کے سہام کو مافی الید کے وفق یعنی ۲ رمیں ضرب دی گئی تو رقیہ کے ایک کے ۳ رہوگئے۔ اور خالد و عبداللہ کے ۲/۲ رکے ۶/۶ رہوگئے اور عظیمہ کے ایک کے تین ہوگئے۔ پھر عظیمہ کا انتقال ہوا جسکا مافی الید ۹ رہے اسلئے کہ اس کو ۶ ر تصحیح اول میں سے ملے ہیں اور ۳ ر تصحیح ثالث میں سے اس نے شوہر اور دو بھائی چھوڑے مسئلہ اولاً ۲ ر سے بنا پھر ۴ رسے اس کی تصحیح ہوگئی ۴ رمیں سے ۲ ر شوہر کو ملے اور ایک ایک ہر بھائی کو ملا تصحیح اور مافی الید میں تباین ہے اس لئے پوری تصحیح ۴ رکو تصحیح اول ۳۲ ر میں ضرب دیا حاصل ضرب ۱۲۸ رہوئے۔ تصحیح اول کے تمام وارثین مرچکے ہیں۔ اسلئے وہاں ضرب دینے کی حاجت نہیں تصحیح ثانی میں آئیے۔ اور حلیمہ کے ۲ رکو تصحیح رابع کے کل یعنی ۴ رمیں ضرب دیا تو ۸ رہوگئے اور عمرو کے ۴ رکو ضرب دیا تو ۱۶ رہوگئے اور رحیمہ کے ۲ رکو ضرب دیا تو ۸ رہوگئے پھر تصحیح ثالث میں آئیے رقیہ کے ۳ رکو تصحیح رابع میں ضرب دیا تو ۱۲ رہوگئے اور خالد کے ۶ رکو ضرب دیا تو ۲۴ رہوگئے اور عبداللہ کے بھی ۲۴ رہوگئے عظیمہ مرچکی ہے اسلئے اس کو ضرب نہیں دی جائے گی۔ اب تصحیح رابع کے وارثین میں آئیے اور عبدالرحمٰن کے ۲ رکو کل مافی الید یعنی ۹ رمیں ضرب دیجئے تو حاصل ضرب ۱۸ رہوا یہ عبدالرحمٰن کا حصہ ہوگیا عبدالرحیم اور عبدالکریم کے ایک ایک کو ۹ رمیں ضرب دیا تو ۹/۹ رہوگئے یہ بھائیوں کا حصہ ہوگیا اس کے بعد ہم نے تمام زندہ وارثین کو ایسے اتار لیا

الاحیـــاء ـــ البلغ ۱۲۸

اس پورے مجموعہ کو ہم نے جوڑ کر دیکھا تو ۱۲۸ -

حلیمہ	عمرو	رحیمہ	رقیہ	خالد	عبداللہ	عبدالرحمٰن	عبدالرحیم	عبدالکریم
۸	۱۶	۸	۱۲	۲۴	۲۴	۱۸	۹	۹

ہوتے ہیں معلوم ہوا کہ مسئلہ صحیح ہوگیا۔

جب یہ تمام تفصیلات ذہن نشیں ہوگئیں تو اب عبارت دیکھئے؟

باب المناسخہ:- ولو صار بعض الانصباء میراثا قبل القسمۃ کزوج وبنت وامّ فمات الزوج قبل القسمۃ عن امرأۃ وابوین ثم ماتت البنت عن ابنین وبنت وجدۃ ثم ماتت الجدۃ عن زوج واخوین فالاصل فیہ ان تصحح مسئلۃ المیت الاول وتعطی سہام کل وارث من التصحیح ثم تصحح مسئلۃ المیت الثانی وینظر بین ما فی یدہ من التصحیح الاوّل وبین التصحیح الثانی ثلثۃ احوال فان استقام ما فی یدہ من التصحیح الاوّل علی الثانی فلا حاجۃ الی الضرب وان لم یستقم فانظر ان کان بینہما موافقۃ فاضرب وفق التصحیح الثانی فی التصحیح الاوّل وان کان بینہما مباینۃ فاضرب کل التصحیح الثانی فی کل التصحیح الاوّل فالمبلغ مخرج المسألتین فسہام ورثۃ المیت الاوّل تضرب فی المضروب اعنی فی التصحیح الثانی او فی وفقہ وسہام ورثۃ المیت الثانی تضرب فی کل ما فی یدہ او فی وفقہ وان مات ثالثٌ او رابعٌ او خامسٌ فاجعل المبلغ مقام الاولی والثالثۃ مقام الثانیۃ فی العمل ثم فی الرابعۃ والخامسۃ کذٰلک الی غیر النہایۃ۔

ترجمہ:- یہ باب مناسخہ کے احکام کے بیان میں ہے۔ اور اگر بعض حصے تقسیم سے پہلے ہی میراث بن جائیں جیسے (ایک عورت) شوہر اور لڑکی اور ماں (چھوڑ کر مری) پھر شوہر تقسیم سے پہلے ہی بیوی اور والدین کو چھوڑ کر مر گیا پھر بیٹی دو لڑکے اور ایک لڑکی اور ایک نانی کو چھوڑ کر مر گئی پھر نانی شوہر اور دو بھائیوں کو چھوڑ کر مر گئی تو قانون اسمیں یہ ہے کہ تو پہلے میت اول کے مسئلہ کی تصحیح کرنے اور اس تصحیح میں سے ہر وارث کے سہام دیدے پھر تو میتِ ثانی کے مسئلہ کی تصحیح کرے اور تو تصحیح اول کے مافی الید اور تصحیح ثانی کے درمیان غور کر (کہ کونسی نسبت ہے) تین حالتیں ہونگی۔ (تماثل یا توافق یا تباین) پس اگر تصحیح اول کا مافی الید تصحیح ثانی پر بلا کسر منقسم ہو جائے (یعنی دونوں میں تماثل ہو) تو ضرب کی کوئی حاجت نہیں ہے اور اگر بلا کسر تقسیم نہ ہو تو پھر غور کر واگر ان دونوں کے درمیان توافق ہو تو تصحیح ثانی کے وفق کو تصحیح اول میں ضرب دیدو اور اگر ان دونوں کے درمیان تباین ہو تو کل تصحیح ثانی کو کل تصحیح اول میں ضرب دیدو حاصل ضرب دونوں مسئلوں کا مخرج ہوگا پھر میت اول کے سہام کو مضروب میں ضرب دیدو یعنی تصحیح ثانی یا اس کے وفق میں اور میتِ ثانی کے سہام کو تصحیح ثانی کے کل مافی الید یا اس کے وفق میں ضرب دیدو اور اگر تیسرا

یا چوتھا یا پانچواں مرجائے تو مبلغ کو (یعنی وہ مقدار جس سے مسئلۂ اولیٰ اور ثانیہ کی تصحیح ہو گئی) پہلے مسئلہ کے قائم مقام کرو اور تیسرے میں ثانی کے مطابق عمل کرو پھر چوتھے اور پانچویں میں ایسے ہی الیٰ غیر النہایۃ ـ

مناسخہ کی دوسری مثال

مسئلہ ۸ ۲۴ ۷۲ — زید

زوجہ	ابن	ابن	ابن	بنت
ہندہ	خالد	بکر	ولید	سلمیٰ
۱	۲	[۲]	۲	۱
۳	۶		[۶]	۳
۹	۱۸			۹

مسئلہ ۳ — تباین — بکر — مافی الید ۲

اخ	اخت
ولید	سلمیٰ
۲	۱
[۴]	۲
	۶

مسئلہ ۶ — توافق بالنصف — ولید — مافی الید ۱۰/۵

بنت	بنت	بنت	بنت	اخت
حمیدہ	سعیدہ	مجیدہ	صالحہ	سلمیٰ
۱	۱	۱	۱	۲
۵	۵	۵	۵	۱۰

الاحیاء ۷۲

ہندہ	خالد	سلمیٰ	حمیدہ	سعیدہ	مجیدہ	صالحہ
۹	۱۸	۲۵	۵	۵	۵	۵

صورت مذکورہ میں زید مورث اعلیٰ ہے اس نے زوجہ چھوڑی اور تین بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی مگر دو بیٹے بکر اور ولید ایک ماں کے ہیں اور خالد دوسری ماں کا ہے تو مسئلہ ۸ رسے بنا پھر بکر کا انتقال ہوا اور اس نے ایک بھائی اور ایک بہن چھوڑے تو مسئلہ ۳ رسے اور مافی الید ۲ رہے جنمیں تباین ہے لہذا تصحیح ثانی ۳ رکو اول تصحیح یعنی ۸ رمیں ضرب دیا تو حاصل ضرب ۲۴ ر ہوئے پھر تصحیح اول میں بکر کے علاوہ تمام وارثین کے سہام کو ۳ رمیں ضرب دیا اور تصحیح ثانی کے وارثین کے سہام کو مافی الید ۲ رمیں ضرب دیا پھر ولید کا انتقال ہوا۔ اور اس نے چار لڑکی اور ایک بہن چھوڑی مسئلہ ۶ رسے بنایا گیا۔ جسمیں سے ثلثان یعنی ۴ ر چار لڑکیوں کو ملے اور باقی ۲ رعصبہ ہونیکی وجہ سے بہن کو ملے اور مافی الید ۱۰ ر ہے ۶ ر اور ۱۰ ر میں توافق بالنصف ہے لہذا ۶ ر کے وفق ۳ رکو تصحیح اول میں ضرب دی گئی تو حاصل ضرب ۷۲ رہوئے پھر ولید اور بکر کے علاوہ تصحیح اول میں تمام وارثین کے سہام کو تصحیح ثالث کے وفق میں ضرب دی گئی۔ پھر تصحیح ثانی کے وارثین کے سہام کو بھی ۳ رمیں ضرب دی گئی اور تصحیح ثالث کے وارثین کے سہام کو مافی الید کے وفق ۵ ر میں ضرب دی گئی پھر تمام زندہ وارثین کو الاحیاء کے نیچے اتار کر ان کے مجموعۂ سہام ان کے نیچے لکھدیئے گئے جن کا مجموعہ ۷۲ رہا تو تصحیح اور جوڑ برابر ہے معلوم ہوا کہ مسئلہ صحیح ہے۔

مناسخہ کی تیسری مثال

مسئلہ ۱۲ ع ۱۳ ت ۹۱ — زہیل

زوجہ	حقیقی بہن	علاتی بہن	اخیافی بہن
زینب	فاطمہ	خالدہ	ساجدہ
۳	(۶)	۲	۲
۲۱		۱۴	۱۴

مسئلہ ۶ ع ۷ — تباین — فاطمہ — مافی الید ۶

زوج	اخت علاتی	اخیافی بہن
خالد	خالدہ	ساجدہ
۳	۳	۱
۱۸	۱۸	۶